مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہونے والے فقہی و اصلاحی مضامین کا بہترین گلدستہ

فقہی معلومات



تحریر

مولانا انس محمد مصطفوی

زیر نگرانی

مفکر اسلام علامہ پروفیسر عون محمد سعیدی مصطفوی

شاہد سنز
اردو بازار، لاہور

مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہونے والے

فقہی واصلاحی مضامین کا بہترین گلدستہ

فقہی معلومات

تحریر

مولانا آس محمد مصطفوی

بی کام، بی ایڈ، ایم اے اسلامیات، فاضل

درس نظامی، ایل ایل بی، ایل ایل ایم

زیر نگرانی

مفکر اسلام علامہ پروفیسر

عون محمد سعیدی مصطفوی

بانی: تحریک نظام مصطفی (اہل سنت) پاکستان

ناشر

شاہد اینڈ سنز

دکان نمبر ۹، فرسٹ فلور، مسلم سنٹر، پیسٹری روڈ، اردو بازار، لاہور

0321-4310796

نام کتاب	----------	**فقہی معلومات**
تحریر	----------	آس محمد مصطفوی
زیرنگرانی	----------	عون محمد سعیدی مصطفوی
تزئین واہتمام	----------	سید شاہد علی قادری
سن اشاعت	----------	اپریل 2015ء
ناشر	----------	شاہد سنز
تعداد	----------	600
قیمت	----------	190 روپے

ملنے کے پتے

{1} مکتبہ اہلسنت، مکہ سنٹر، اردو بازار، لاہور 0345-2011235

{2} مکتبہ نظام مصطفی متصل جامعہ نظام مصطفی نزد طبیہ کالج بیرون ملتانی گیٹ بہاول پور۔ 0300-6818535، 0304-7014412

{3} مکتبہ مہریہ کاظمیہ نزد جامعہ انوار العلوم نیو ملتان 0314-6123162

{4} مکتبہ مستفیہ غوثیہ مارکیٹ بہاولپور 0301-7728754

فہرست

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو ان عظیم شخصیات کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے دین اسلام کی صحیح روح اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

میری مراد ہیں

شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

﴿قومی شاعر: اسلامی جمہوریہ پاکستان﴾

اور

جسٹس (ر) ڈاکٹر تنزیل الرحمن

﴿سابق چیف جسٹس: فیڈرل شریعت کورٹ آف پاکستان﴾

اور

میرے استاذ محترم مفکر اسلام علامہ پروفیسر
ڈاکٹر عون محمد سعیدی مصطفوی صاحب مدظلہ

﴿بانی: تحریک نظام مصطفیٰ (اہل سنت) پاکستان﴾

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد

اللہ رب العزت کا کروڑہا احسان ہے کہ اس کی رحمت کاملہ، نبی اکرم ﷺ کی نظر عنایت اور میرے اساتذۂ کرام وعظیم دوستوں کی پُرخلوص دعاؤں کے تصدق سے اس کتاب کو منظر عام پر لانے کی توفیق نصیب ہوئی۔ اس سے قبل اشاریہ تبیان القرآن، اشاریہ شرح صحیح مسلم، آسان علم میراث اور احکام زکوٰۃ وعشر مع زکوٰۃ وعشر آرڈیننس 1980 بھی صرف اسی کی کرم نوازی کے طفیل شائع ہو سکیں۔

زیر نظر کتاب بنیادی طور پر راقم الحروف کے مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہونے والے معاشرتی واصلاحی مضامین اور دیگر چند رسائل کا مجموعہ ہے۔ اسی لیے اس کا نام ''فقہی معلومات'' تجویز کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں جو موضوعات زیر بحث آئے ہیں، ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

1۔ <u>اسلام میں نماز کی اہمیت وفوائد:</u>

اس مضمون میں قرآن وسنت اور سائنس کی روشنی میں نماز قائم کرنے کے مختلف فوائد کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

2۔ <u>نماز نہ پڑھنے کے دنیوی واخروی نقصانات:</u>

نماز کی عدم ادائیگی یا سستی کی صورت میں دنیوی واخروی ممکنہ نقصانات کو بیان کیا

گیا ہے۔

3۔ روزہ کے نئے پیش آمدہ مسائل اوران کا حل:

اس میں عظیم عبادت'' روزہ'' سے متعلق عام پیش آنے والے مسائل کا مختصراشرعی حل تحریر کیا گیا ہے۔

4۔ نظامِ زکوٰۃ،غربت کے خاتمہ کا اہم ذریعہ:

اس مضمون میں زکوٰۃ کی ادائیگی اورصحیح طرح سے تقسیم سے متعلق مباحث کوزیر بحث لایا گیا ہے۔

5۔ عشر کے احکام ومسائل:

اس مضمون میں عشر کے مسائل کوعام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

6۔ اسلام میں عیدالفطر کی فضیلت واہمیت:

اس مضمون میں عیدالفطر سے متعلق شرعی مسائل اوراس کا طریقہ تحریر کیا گیا ہے۔

7۔ صدقۂ فطر کا وجوب اوراس کے مقاصد:

صدقۂ فطر کے وجوب،مقدار،مقاصداوراس کی ادائیگی سے متعلق اہم بنیادی معلومات پر مشتمل نرالی تحریر ہے۔

8۔ احکام ومسائل عیدِ قربان:

اس میں اسلام کے اہم فریضہ قربانی کے اہم بنیادی مسائل کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

9۔ تجلیاتِ روزہ وشبِ قدر:

روزہ وشبِ قدر کے فلسفہ اورضروری مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔

10۔ تجلیات شب برأت:

شب برأت کی فضیلت اور اس میں کی جانے عبادت کو آسان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

11۔ ضرورت مندوں کا تعاون ہمارا بنیادی فرض ہے:

غریبوں اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرنے کی ضرورت وافادیت کو احسن انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز اس میں غربت کے اسباب کا تزکرہ بھی ہے۔

12۔ عاشورۂ محرم:

اس میں اسلام کے نام پر کی جانے والی قباحتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

13۔ اٹھاون خطرناک برائیاں:

کبیرہ گناہوں میں سے اٹھاون کی عبرت ناک سزاؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔

14۔ سنہرے اور انمول موتی:

روزمرہ زندگی سے متعلق اقوال زریں کو احسن انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

15۔ غیبت کی تباہ کاریاں:

غیبت کے معاشی، معاشرتی، اخلاقی اور اخروی نقصانات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

16۔ نسل نو ایک خطرناک عادت کے شکنجے میں:

ایک اہم جنسی مسئلہ کی نشاندہی کر کے اس کا حل بیان کیا گیا ہے۔

17۔ بڑوں کی صف میں بچوں کا کھڑا ہونا:

بڑوں کی صف میں بچوں کے کھڑا ہونے سے متعلق اہم مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

18۔ محبت کے شرعی احکام:

عشق مجازی کے خطرات اور اس سے بچاؤ کی تدابیر کا ذکر کیا گیا ہے۔

19۔ عہد شکنی کی خرابیاں:

وعدہ خلافی کے نقصانات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

20۔ وطن کی محبت جزو ایمان ہے:

وطن عزیز پاکستان سے محبت سے متعلق اہم تحریر ہے۔

21۔ بھیک مانگنا ایک بدترین جرم:

بھیک مانگنے کی خرابیوں کو بیان کیا گیا ہے۔

22۔ محبت رسول ﷺ کی وجوہات، علامات و فوائد:

محبت رسول ﷺ کی وجوہات، علامات و فوائد کا ذکر کیا گیا ہے۔

23۔ خدمت خلق کے معاشی و معاشرتی فوائد:

خدمت خلق کے معاشی و معاشرتی فوائد کو بیان کیا گیا ہے۔

24۔ نکاح کے مقاصد اور اس سے متعلق اہم شرعی مسائل:

اس میں نکاح کے مقاصد اور اس سے متعلق اہم ضروری مسائل کا ذکر ہے۔

25۔ حق مہر کے شرعی احکام:

اس میں حق مہر کی مقدار اور اس سے متعلق اہم شرعی احکامات کو بیان کیا گیا ہے۔

26۔ اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے:

اقامت کے دوران نماز کے لیے کھڑا ہونا بہتر ہے، اس سے متعلق یہ مختصر

اور اہم تحریر ہے۔

اس کتاب میں شامل مضامین جن مجلات ورسائل میں چھپے، ان کے نام یہ ہیں: مجلہ النظامیہ لاہور، ماہنامہ متاع کارواں بہاولپور، ماہنامہ السعید ملتان، ماہنامہ عرفات لاہور، ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور۔ مزید برآں حجاب قرآن وسنت کی روشنی میں، دانائے راز، اشاریہ نعم الباری اور اصول شریعتِ اسلام ابھی زیر ترتیب ہیں، ان شاء اللہ یہ کتب بھی جلد شائع ہو کر منظر عام پر ہوں گی۔

آخر میں راقم الحروف ان تمام حضرات کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس کی زندگی کے کسی بھی موڑ پر کسی بھی حوالے سے مدد کی: **خاص طور پر** مفکر اسلام علامہ پروفیسر عون محمد سعیدی صاحب مد ظلہ، علامہ پروفیسر مفتی محمد اکبر سعیدی صاحب مد ظلہ اور محترم جناب محمد سلمان مظہر چغتائی صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ۔ اللہ رب العزت ان سب حضرات کو بے حد وبے حساب اجر عظیم وجزائے جزیل عطا فرمائے اور انہیں صحیح معنوں میں مقام مصطفیٰ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے تگ ودو کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

جناب سید شاہد علی قادری صاحب بھی لائق اکرام ہیں کہ انہوں نے شاہد اینڈ سنز کی طرف سے اس کتاب کی اشاعت کا بندوبست فرمایا، اللہ عزوجل انہیں فراخ رزق حلال عطاء فرمائے۔ آمین

آس محمد مصطفوی

استاذ: جامعہ نظام مصطفیٰ نزد طبیہ کالج بہاول پور

0300-6818535=13/03/2015

تعارفِ مؤلف

مفکر اسلام علامہ پروفیسر عون محمد سعیدی مصطفوی صاحب مدظلہ

(بانی تحریک نظام مصطفیٰ (اہل سنت) پاکستان، شیخ الحدیث: جامعہ نظام مصطفیٰ بہاولپور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا مفتی آس محمد صاحب میرے عزیز ترین اور وفادار شاگرد و مرید ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے شمار وہبی و کسبی خوبیوں سے نوازا ہے۔ علم و تحقیق کے خوگر، جد و جہد کے پیکر، ادب و احترام سے مزین، محبت و خدمت کے مرقع، ہمہ صفت موصوف، کام کے دھنی، غضب کے ذہین، چھٹی اور رخصت سے دور، زبردست حافظے کے مالک، تقویٰ و پرہیزگاری سے متصف، غصہ کو پی جانے والے، بلندیوں پہ نظر رکھنے والے، عزم الامور پہ کمند ڈالنے والے، ایک وقت میں کئی محاذوں پہ چومکھی لڑنے والے: بہترین مدرس، عالیشان مقرر، دلکش مصنف، بلند پایہ منتظم اور ھدف تک پہنچے بغیر دم نہ لینے والے مجاہد ہیں۔

جب یہ جامعہ نظام مصطفیٰ میں پڑھنے کے لیے آئے تو دنیا کے ستائے ہوئے تھے۔ آگے بڑھنے کی تمام راہیں ان کے لیے بظاہر مسدود ہو چکی تھیں، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا تھا۔ راہبر راہزن اور راہزن راہبر محسوس ہوتا تھا، سود و زیاں کا احساس تک نہ رہا تھا، دوست دشمن اور دشمن دوست دکھائی دیتا تھا، اہل بدعت اہل سنت اور اہل سنت اہل بدعت نظر آتے تھے، گویا یہ چاند بادلوں کی اوٹ میں جا چکا تھا اور یہ سورج گھٹاؤں کی زد میں تھا۔ قریب تھا کہ یہ خسر الدنیا والآخرۃ کی راہوں پر

چل نکلتے۔

لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو ان کی بہتری منظور تھی اور انہوں نے مستقبل میں دین متین کا ٹھوس، مضبوط اور طاقتور ستون بن کے ابھرنا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ان کی دستگیری کی اور انہیں کشاں کشاں جامعہ نظام مصطفیٰ کی پر کیف فضاؤں میں لے آئی۔ جامعہ نظام مصطفیٰ کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد بھی کئی دن تک ان کی کشتی ہچکولوں کی زد میں رہی اور بالآخر صراط مستقیم کی طرف رواں دواں ہو گئی۔ تب سے اب تک 15 سال ہونے کو آئے لیکن الحمد للہ پھر کبھی ان کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ ترقی و عروج، عزت و عظمت، رفعت و بلندی، کامیابی و کامرانی، شان و شوکت اور قدر و منزلت نے لمحہ بہ لمحہ ان کے قدم چومے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، اساتذہ کی شفقت اور والدین کی محبت کے نتیجہ میں مولانا آس محمد وہ سب کچھ بن چکے ہیں جس کا انہوں نے اپنی ساری زندگی میں کبھی خواب بھی نہیں دیکھا تھا۔

- وہ جامعہ نظام مصطفیٰ کے ہر دلعزیز مدرس ہیں اور یہاں فقہ، میراث، ادب عربی، انگریزی اور ریاضی جیسے مضامین پڑھاتے ہیں۔
- وہ مکتبہ نظام مصطفیٰ کے نگران ہیں اور گذشتہ 14 سالوں سے حسن انتظام کے ساتھ نہ صرف ہزاروں کتب فروخت کر چکے ہیں بلکہ بہت سی کتب کی اشاعت کا بندوبست بھی کر چکے ہیں ملک بھر کے مکتبوں کے ساتھ وہ ہر وقت رابطے میں رہتے ہیں۔
- وہ نظام مصطفیٰ ویلفیئر فاؤنڈیشن کے سربراہ ہیں اور اب تک اس پلیٹ فارم سے سینکڑوں حاجتمندوں کی معاونت کر چکے ہیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ ویلفیئر فاؤنڈیشن کی جانب سے اب تک علمی، فکری اور اصلاحی موضوعات پر تقریباً 60,000

پمفلٹ شائع کر کے مفت تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ نیز 23 ستمبر 2007ء کو 60 ضرورت مندوں میں پانچ پانچ سو کے عید الفطر گفٹ پیک، 16 دسمبر 2007ء کو 100 مستحقین میں 20,20 کلو آٹے کے تھیلے اور 24 مارچ 2008ء کو 50 مستحقین میں 20,20 کلو آٹے کے تھیلے تقسیم کیے جا چکے ہیں۔

❀ وہ ایک بہترین مصنف بھی ہیں اور اب تک ان کی مندرجہ ذیل تصنیفات منصۂ شہود پر آ چکی ہیں:

❶ اشاریہ تبیان القرآن:

جو کہ مفسر شہیر محدث کبیر حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی ۱۲ جلدوں پر مشتمل شہرۂ آفاق تفسیر ''تبیان القرآن'' کا بہترین اشاریہ ہے اور فرید بک سٹال لاہور، نے اسے تفسیر تبیان القرآن کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جس کی ابتداء میں ان کے لیے تعارفی کلمات علامہ غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ نے بنفسِ نفیس تحریر فرمائے ہیں۔

❷ اشاریہ شرح صحیح مسلم:

جو کہ محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول سعیدی صاحب ادام اللہ ظلہ علی جمیع المسلمین والمسلمات کی ۷ جلدوں پر مشتمل شہرۂ آفاق کتاب ''شرح صحیح مسلم'' کا بہترین اشاریہ ہے۔ اسے فرید بک سٹال لاہور، نے ''شرح صحیح مسلم'' کے ساتھ شائع کیا ہے۔

❸ فضائل ومسائل عید قربان:۔ یہ عید قربان کے فضائل ومسائل پر مشتمل ہے۔

❹ محبت رسول ﷺ ضروری کیوں؟

اس میں حضور رسالت مآب ﷺ کی محبت کے متعلق انتہائی اہم مواد فراہم

کیا گیا ہے۔

❺ آسان علم میراث:۔

یہ اپنی نوعیت کی پہلی بے مثال، لازوال، منفرد اور شاہکار کتاب ہے۔ جس میں اسلامی وراثت کا فلسفہ، دیگر مذاہب وممالک میں میراث کا طریقہ کار اور اس پر اسلامی نظام وراثت کی ترجیح، آسان مثالوں کے ساتھ ابتدائی قواعد میراث، اسلامی نظام وراثت پر کیے جانے والے اعتراضات کے دندان شکن جوابات، عصر حاضر میں پیش آنے والے 88 سے زائد جدید مسائل وصیت ومیراث جیسے اہم ترین موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

❻ خدمت خلق ضروری کیوں؟:۔

یہ خدمت خلق کی ضرورت واہمیت اور اس کی افادیت کے حوالے سے انتہائی اہم اور بہترین تحریر ہے۔

❼ احکام زکوۃ وعشر مع زکوۃ وعشر آرڈیننس:

اس کتاب میں زکوۃ وعشر سے متعلقہ مسائل شرع کو بیان کیا گیا ہے۔ اسلام کے نظام زکوۃ پر کیے جانے والے اعتراضات کا بھی دندان شکن جواب تحریر کیا گیا ہے۔ فاضل عدالتوں کے فیصلہ جات لے حوالہ جات لکھنے کے بعد زکوۃ وعشر سے متعلق آرڈیننس کا مکمل ترجمہ بھی ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔

❽ فقہی معلومات:۔

بنیادی طور پر یہ کتاب ان کے مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہونے والے فقہی، معاشرتی واصلاحی مضامین اور دیگر چند رسائل کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں

تقریباً 26 موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں۔

⑨ تحفۂ رمضان المبارک:

یہ رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں ادا کی جانے والی عبادات کے سلسلہ میں بہترین راہنماء تحریر ہے۔

علاوہ ازیں ان کے مندرجہ ذیل اہم عنوانات پر لکھے ہوئے پمفلٹ بھی ہزاروں کی تعداد میں تقسیم ہو کر قبول عام حاصل کر چکے ہیں:

(1) نماز کے فضائل و مسائل -- (2) نماز نہ پڑھنے کے دنیوی و اخروی نقصانات -- (3) روزوں کے نئے پیش آمدہ مسائل اور ان کا حل -- (4) زکوٰۃ کے فضائل و مسائل -- (5) فضائل و مسائل عید قربان -- (6) ہیرے اور انمول موتی -- (7) ضرورت مندوں کا تعاون ہمارا بنیادی فریضہ ہے -- (8) غیبت کی تباہ کاریاں -- (9) محبت کے شرعی احکام -- (10) کیا ہم نے کبھی سوچا؟ -- (11) استاذ کا ادب و احترام ضروری کیوں؟ -- (12) 56 خطرناک بیماریاں -- (13) محبت رسول ﷺ ضروری کیوں؟ -- (14) تجلیات شب برأت -- (15) تعارف مصنف علم صرف و آسان نحو و ترکیب (راقم الحروف) -- (16) تجلیات شب قدر -- (17) نسل نو ایک خطرناک عادت کے شکنجے میں۔

❁ وہ انتظامی لحاظ سے جامعہ نظام مصطفٰی کے ایک اہم ستون ہیں، ان کے سبب جامعہ برق رفتاری کے ساتھ کامیابیوں کی منزلیں طے کرتا چلا جا رہا ہے۔

❁ وہ ایک کامیاب مقرر ہیں اور شہر کی ایک مسجد میں باقاعدگی کے ساتھ نماز جمعہ کا خطبہ دیتے ہیں۔

❁ وہ ماہر میراث ہیں اور اس کے ثبوت کے لیے ان کی کتاب ''آسان علمِ میراث'' شاہد عادل ہے۔

❁ ان کا تعلیمی ریکارڈ بھی انتہائی شاندار ہے، ثانویہ عامہ سے لے کر شہادۃ العالیہ تک تھروآؤٹ (Throughout) ممتاز مع الشرف میں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ میٹرک، ایف اے، فاضل اردو، فاضل عربی اور بی کام میں مسلسل فرسٹ ڈویژن حاصل کی ہے، انگلش لینگویج کورس اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا ہے اور کمپیوٹر کی بھی خوب مہارت رکھتے ہیں۔ ایک اچھی خاصی ذاتی لائبریری بھی بنائی ہوئی ہے، جس میں عمدہ اور معیاری کتب کا بہترین ذخیرہ موجود ہے۔ ان کا تعلیمی ریکارڈ ایک نظر ملاحظہ ہو:

نمبر شمار	درجہ	سال	ادارہ	فیصد	کیفیت
1	ثانویہ عامہ	2002ء	تنظیم المدارس پاکستان	73.43	ممتاز مع الشرف
2	ثانویہ خاصہ	2003ء	تنظیم المدارس پاکستان	70.83	ممتاز مع الشرف
3	الشہادۃ العالیہ	2005ء	تنظیم المدارس پاکستان	74.67	ممتاز مع الشرف
4	الشہادۃ العالمیہ	2007ء	تنظیم المدارس پاکستان	81.17	ممتاز مع الشرف
5	تجوید وقرأت	2005ء	تنظیم المدارس پاکستان	87.5	ممتاز مع الشرف
6	میٹرک	2003ء	بہاول پور بورڈ	68.47	1st Div.
7	ایف اے	2005ء	بہاول پور بورڈ	66.27	1st Div.
8	بی کام	2008ء	اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور	61.26	1st Div.
9	فاضل عربی	2004ء	بہاول پور بورڈ	66.33	1st Div.
10	فاضل اردو	2008ء	بہاول پور بورڈ	73.33	1st Div.
11	انگلش لینگویج کورس	2008ء	ڈی او ایس اکیڈمی بہاولپور	---	---
12	کمپیوٹر کورس	2005ء	حسنیہ اکیڈمی بہاول پور	---	----

13	علم دین کورس	2008ء	جامعہ نظام مصطفیٰ بہاولپور	---	----
14	اللسان العربی	2008ء	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد	90	1st Div.
15	المحادثۃ فی اللغۃ العربیہ	2008ء	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد	89	1st Div.
16	ATTC	2010	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد	81	1st Div.
17	ایل ایل بی	2011	اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور	86.87	پہلی پوزیشن
18	ایل ایل ایم	2013	اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور	76	H. 1st Div.
19	ایم اے اسلامیات	2014	اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور	73	دوسری پوزیشن
20	بی ایڈ	2014	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد	70.11	H. 1st Div.

❁ کثیر المطالعہ بھی ہیں۔ کتب سے متعلقہ مواد کو تلاش کرنے کے فن سے خوب آشنا ہیں۔۔ کتب احادیث وغیرہ سے طریقہ تخریج بھی ماہرین سے سیکھا ہے۔۔ فتاویٰ رضویہ جلد اوّل کے کوئز مقابلہ میں اوّل پوزیشن حاصل کر چکے ہیں۔۔ بھیرہ شریف کی پچاس سالہ تقریبات میں آل پاکستان بین الکلیاتی مقابلہ حسن تحریر میں اوّل پوزیشن حاصل کر چکے ہیں۔۔ جامعہ انوار العلوم ملتان میں آل پنجاب رضا کوئز مقابلہ میں دوم انعام حاصل کر چکے ہیں۔

❁ انہوں نے تا حال جن علوم کو پڑھ کر ان کا باقاعدہ امتحان پاس کیا ہے اور ان میں سے اکثر پر وہ کامل دسترس رکھتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1)تفسیر	(2)اصول تفسیر	(3)حدیث	(4)اصول حدیث
(5)فقہ	(6)اصول فقہ	(7)سیرت	(8)تاریخ
(9)منطق	(10)ریاضی	(11)انگلش	(12)سائنس
(13)معاشیات	(14)اکاؤنٹنگ	(15)فنانس	(16)فارسی
(17)عربی	(18)صرف	(19)نحو	(20)بلاغت

(21)فلسفہ (22)مناظرہ (23)تجوید (24)فلکیات
(25)اردو (26)جیومیٹری (27)الجبرا (28)لوگارتھم
(29)بزنس اینڈ انڈسٹریل لاء (30)ایڈیٹنگ (31)بزنس ٹیکسیشن (32)سٹیٹ
(33)ادب عربی (34)علم الکلام (35)علم معانی (36)علم بیان
(37)علم قرأت (38)فن شعر وادب (39)فن تنقید (40)اسلامی معیشت

غرضیکہ یہ جواں ہمت فاضل، اہلسنت کا ایسا سرمایہ ہے، جس کا ماضی انتہائی تابناک اور مستقبل نہایت درخشندہ ہے۔ آپ کو حیرت ہوگی کہ اتنی عظیم کامیابیاں حاصل کرنے والا یہ نوجوان ابھی فقط 27 برس کا ہے اور یہ تو ابھی ان کا آغاز ہے خود ہی اندازہ کیجئے کہ ان کا آنے والا دور کیسا زبردست ہوگا۔!!!

راقم الحروف کی یہ سوچی سمجھی رائے ہے کہ ''مولانا'' کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے صاحب بہار شریعت حضرت علامہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی شاندار خصوصیات کا حامل بنایا ہے۔ اپنی فہم وفراست، عقل وشعور، قوت حافظہ اور سبک رفتار کارکردگی کے لحاظ سے یہ انہی کا عکس جمیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بڑھ چڑھ کر دین و مسلک کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

(علامہ) پروفیسر عون محمد سعیدی
جامعہ نظام مصطفیٰ، نزد طبیہ کالج بہاولپور

اسلام میں نماز کی اہمیت وفوائد

ارکان اسلام میں توحید ورسالت کی شہادت کے بعد نماز سب سے عظیم رکن ہے۔ اللہ رب العزت اور رسول مکرم ﷺ نے اسے ایمان وکفر کے درمیان حد فاصل قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''انسان اور اس کے کفر کے درمیان فرق (صرف) نماز کا ترک کرنا ہے۔''

(صحیح مسلم، ''کتاب الایمان''، باب: بیان اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ)

اسلام کے ارکان خمسہ میں شہادت توحید ورسالت کے بعد جس فریضہ کی بجا آوری کا حکم قرآن وسنت میں بعض قطعی تاکید کے ساتھ آیا ہے، وہ نماز ہی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

(۱) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ (البقرہ ۲:۴۳)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

(۲) اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ (النساء۴:۱۰۳)

''بے شک نماز مسلمانوں پر اپنے مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے۔''

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے۔ ❶ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ❷ نماز قائم کرنا ❸ زکوٰۃ ادا کرنا ❹ حج بیت اللہ کرنا ❺ رمضان کے روزے رکھنا۔'' (صحیح البخاری، ج:۱، ص:۶)

قرآن مجید اور نماز کی اہمیت

آیت نمبرا: هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (البقرۃ۲:۲_۳)

''(یہ) پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز کو (تمام حقوق کے ساتھ) قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے، اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔''

آیت نمبر۲: حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝

(البقرۃ۲:۲۳۸)

''سب نمازوں کی محافظت کیا کرو اور بالخصوص درمیانی نماز کی، اور اللہ کے حضور سراپا ادب و نیاز بن کر قیام کیا کرو۔''

آیت نمبر۳: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ (ھود۱۱:۱۱۴)

''اور آپ دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کیجئے۔ بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔''

احادیث مبارکہ اور نماز کی اہمیت:

اللہ رب العزت کے نزدیک سب سے زیادہ معزز:

حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز لوگ وہ ہیں، جو چاند سورج کی نگرانی کرتے ہیں۔ پوچھا گیا کیا وہ مؤذن ہیں۔ فرمایا: نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو بروقت نماز کی ادائیگی کا اہتمام کرتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، ص:۲۷۲_۲۷۳)

فوائد هی فوائد:

حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ، فرشتوں

کی محبت، انبیاء کی سنت، معرفت کا نور، ایمان کی بنیاد، دعا کی قبولیت، اعمال کی قبولیت، رزق میں برکت، اجسام کے لیے راحت، دشمنوں کے خلاف ہتھیار، شیطان کی ناپسندیدگی، نمازی اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کے مابین سفارشی، قبر میں چراغ، پہلو کے نیچے بستر، منکر نکیر کا جواب اور قیامت تک قبر میں انس کا موجب بنی رہے گی اور جب قیامت قائم ہوگی تو نماز اس (نمازی) کے اوپر تاج اور سایہ کناں ہوگی۔ اس کے جسم پر لباس، اس کے سامنے نور، جہنم کے آگے پردہ، اللہ تعالیٰ کے ہاں مؤمنوں کے لیے محبت، میزان میں بھاری وزن، پل صراط پر سے گزرنے کا ذریعہ اور جنت کی کنجی ہے۔ کیونکہ نماز تسبیح و تحمید، تقدیس، تعظیم اور قرأت و دعا کا نام ہے اور سب سے افضل عمل بروقت نماز کی ادائیگی ہے۔

(تنبیہ الغافلین، ص: ۲۷۳)

نمازی پر اللہ تعالیٰ کے پانچ انعامات:

کہا جاتا ہے کہ جس شخص نے نماز پر مداومت کی اسے اللہ تعالیٰ پانچ انعامات سے نوازے گا: ❶ اس سے تنگ دستی دور فرمادے گا ❷ عذاب قبر اٹھالے گا ❸ نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دے گا ❹ پل صراط سے کوندتی بجلی کی مانند گزارے گا ❺ بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کرے گا۔ (تنبیہ الغافلین، ص: ۲۷۳)

تمام گناہوں کا خاتمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا پانچ نماز اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک، ان تمام گناہوں کو مٹادیتے ہیں، جو ان کے درمیان ہوں جبکہ کبائر سے بچا جائے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۵۷، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ایوب انصاری و عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس نے وضو کیا جیسا حکم ہے اور نماز پڑھی جیسی نماز کا حکم ہے تو جو

کچھ پہلے کیا ہے، معاف ہو گیا۔ (سنن نسائی، ج:۱، ص:۳۴، ثَوَابُ مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محبوبِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا بتاؤ، اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ بار غسل کرے، کیا اس کے بدن پر میل رہ جائے گا؟ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی نہیں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب خطاؤں کو محو فرما دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص:۵۷)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ایک مرتبہ سردیوں میں باہر تشریف لے گئے، پت جھڑ کا زمانہ تھا آپ ﷺ نے دو ٹہنیاں پکڑ لیں، جس کے سبب پتے گرنے لگے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابو ذر! میں نے عرض کی لبیک یا رسول ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان بندہ جب اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے، تو اس کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے اس درخت سے یہ پتے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص:۵۸)

درجات کی بلندی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے گھر میں طہارت (وضو و غسل) کر کے فرض (نماز) ادا کرنے کے لیے مسجد کو جاتا ہے تو ایک قدم پر ایک گناہ محو ہوتا ہے، اور دوسرے پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم، ج:۱، ص:۲۳۵)

اعضائے سجود پر جہنم کی آگ کا حرام ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (جو مسلمان نمازی جہنم میں جائے گا والعیاذ باللہ) اس کے پورے بدن کو آگ کھائے گی سوائے اعضائے سجود کے۔ اللہ رب العزت نے ان کا کھانا آگ پر حرام کر دیا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ج:۱، ص:۳۳۱)

ایمان کی علامت:

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر شئ کے لیے علامت ہوتی ہے، ایمان کی علامت نماز ہے۔ (منیۃ المصلی مع صغیری، ص:۴)

جنت میں بے حساب داخلہ:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اگر میرا بندہ نماز کو اس کے وقت میں قائم رکھے تو میرے بندہ کیلئے میرے ذمۂ کرم پر عہد ہے کہ اسے عذاب نہ دوں اور بے حساب جنت میں داخل کردوں۔ (کنز العمال، ج:۴، ص:۶۸)

مکمل رات قیام کا ثواب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو (شخص) نماز صبح کے لیے طالب ثواب ہو کر حاضر ہوا، گویا اس نے تمام رات قیام کیا (عبادت کی) اور جو نماز عشاء کے لیے حاضر ہوا، گویا اس نے نصف شب قیام کیا۔ (کنز العمال، ج:۴، ص:۸۰)

نماز کی ذہنی، جسمانی، روحانی و سائنسی اہمیت

نماز پنجگانہ کی ادائیگی انسان کی ذہنی و جسمانی صحت اور روحانی نشو ونما کے لیے نہایت ضروری ہے۔

اقامت صلوٰۃ جسمانی امراض کیلئے شفاء ہے، بشرطیکہ اسے پورے آداب کے ساتھ سنت نبوی ﷺ کے مطابق ادا کیا جائے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار میرے پیٹ میں درد تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تمہارے پیٹ میں درد ہے؟" میں عرض کیا، "ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ!" آپ ﷺ نے فرمایا "کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، کیونکہ نماز میں شفاء ہے۔" (سنن ابن ماجہ، ج:۲، رقم الحدیث:۳۴۵۸)

نماز کی جسمانی اہمیت:

نماز کے جسمانی فوائد کے متعلق علامہ ابن قیم رقمطراز ہیں:

''نماز بدن اور دل دونوں کی صحت کی نگرانی وحفاظت کی عجیب وغریب تاثیر رکھتی ہے۔ دنیا میں جتنے بھی لوگ 'کسی مشکل' بیماری، آفات یا بلا کے شکار ہوتے ہیں، ان میں نماز پڑھنے والوں کا تناسب کم سے کمتر ہوتا ہے۔ اوراس کی عاقبت ہر طرح سے محفوظ ومامون رہتی ہے۔''

(طب نبوی، مترجم، حکیم عزیز الرحمٰن، ص:۳۰۹۔۳۱۰، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ افضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

ڈاکٹر محمد عالمگیر خان نماز کی طبی افادیت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کر کے ہم پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ نماز جہاں ہمیں روحانی عروج اور طمانیت قلب عطا کرتی ہے اور برائیوں سے نکال کر پاکیزگی کے دائرے میں داخل کرتی ہے، وہاں جسمانی صحت کے لیے بھی ممد ومعاون ہے۔ جسم کو چاک وچوبند رکھنے، اعصابی تکلیفوں اور جوڑوں کی بیماریوں سے بچانے اور غذا ہضم کرنے میں نماز بہت مؤثر کردار ادا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں صحتِ جسمانی کے لیے نماز کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ ہمارے خون میں کولیسٹرول یعنی چربی کم کرنے کا کسی حد تک باعث بنتی ہے۔

(اسلام اور طب جدید، ص:۵، مجلّہ قومی صحت لاہور)

حکیم محمد طارق محمود چغتائی نماز کو جسمانی صحت کے لیے بہت اہم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نماز کی ورزشیں جہاں بیرونی اعضا کی خوشنمائی وخوبصورتی کا ذریعہ ہیں وہاں اندرونی اعضا مثلاً دل، گردے، جگر، پھیپھڑے، دماغ، آنتیں، معدہ، ریڑھ کی ہڈی، گردن، سینہ اور تمام قسم کے گلینڈز کی نشوونما کرتی ہیں، بلکہ جسم کو سڈول اور خوبصورت بناتی ہیں۔''

(سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس، ج:۱، ص:۴۰، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

ایک پاکستانی ڈاکٹر ماجد زمان عثمانی، یورپ میں فزیوتھراپی کی اعلیٰ ڈگری کے لیے

گئے۔ جب وہاں ان کو بالکل نماز کی طرح ورزش پڑھائی اور سمجھائی گئی تو یہ اس ورزش کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہم نے آج تک نماز کو ایک دینی فریضہ سمجھا اور پڑھتے رہے۔ لیکن یہاں عجیب وغریب انکشافات ہوتے ہیں کہ ورزش کے ذریعے بڑے بڑے امراض ختم ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ان بیماریوں کی فہرست دی، جو نماز کے ذریعے از خود سرانجام پانے والے ورزش سے درست ہو سکتی ہیں:

(۱) دماغی امراض (mental Diseases)

(۲) اعصابی امراض (Nerve Diseases)

(۳) نفسیاتی امراض (Psychic Diseases)

(۴) بے سکونی، ڈپریشن اور بے چینی کے امراض (Restlessness, depression and anxiety)

(۵) دل کے امراض (Heart Diseases)

(۶) جوڑوں کے امراض (Arthritis Diseases)

(۷) یورک ایسڈ سے پیدا ہونے والے امراض (Diseases Due to Uric Acid)

(۸) معدے کا السر (Stomach Ulcer)

(۹) شوگر (Diabetes mellitus)

(۱۰) آنکھوں اور گلے وغیرہ کے امراض (Eye & E.N.T. Diseases)

نماز کی ذہنی اہمیت:

دماغ عام حالات میں بیشتر وقت دل کے پمپ سے اونچا رہتا ہے۔ اس لیے دماغ میں خون کی سرایت قدرے مشکل ہوتی ہے، مگر سجدے میں دماغ دل سے نیچے ہوتا ہے، اس لیے اس حالت میں اس کو خون آسانی اور بافراط پہنچتا ہے۔ جتنا لمبا سجدہ ہوگا، اتنا ہی زیادہ خون دماغ کو پہنچے گا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے طویل سجدوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ بنا بریں جو لوگ نماز کے عادی ہوتے ہیں، ان کی عقل وفہم، یادداشت اور نفسیاتی صحت

لمبی عمر تک درست رہتی ہے۔ کسی عمر میں بھی خداوند کریم کے حضور میں خلوص دل سے کیے ہوئے لمبے سجدے روحانی، دماغی اور نفسیاتی صحت کے لیے ممد ومعاون ہیں۔

(اسلام اور طب جدید، ص:۷۔۸)

نماز کی طبی افادیت میں کمی کی وجوہات

نماز میں عموماً مندرجہ ذیل کوتاہیاں سرزد ہوتی ہیں، جن کی وجہ سے اس کی طبی افادیت میں کمی واقع ہوجاتی ہے:

(۱) رکوع میں کمر کو سیدھا یعنی زمین کے متوازی نہیں رکھتے۔

(۲) سجدے میں کہنیاں زمین پر لگا لیتے ہیں اور ہتھیلیوں پر بوجھ نہیں ڈالتے۔

(۳) مرد سجدے میں رانوں کو پیٹ کے ساتھ لگا لیتے ہیں اور اس طرح پیشانی کو زمین پر گھٹنوں کے قریب ہی رکھ لیتے ہیں۔

(۴) سجدے سے اٹھتے وقت ہاتھ گھٹنوں کے اوپر نہیں رکھتے بلکہ زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھتے ہیں۔

(۵) سلام پھیرتے وقت گردن کو پوری طرح نہیں موڑتے۔

(سیرت مصطفیٰ ﷺ اور عصری سائنسی تحقیق، ص:۱۴۵)

نماز کے مندرجہ بالا ذہنی، جسمانی، روحانی، سائنسی اور طبی فوائد وثمرات حاصل نہ ہونے کی بہت بڑی وجہ نماز کو مکمل انہماک (خشوع وخضوع) سے ادا نہ کرنا بھی ہے۔

یاد رکھیے!

جو شخص اچھی طرح توجہ سے نماز ادا نہ کرے بلکہ دنیا کے خیالات میں مستغرق رہے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے، جو بادشاہ کے در پر اپنی خطاؤں، لغزشوں، غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی کے لیے آیا ہو۔ دروازہ پر پہنچ کر سیدھا کھڑا ہو گیا، لیکن جب بادشاہ اس کی جانب متوجہ ہوا تو وہ دائیں بائیں مشغول ہو گیا، اب بادشاہ اس کی ضرورت وخواہش کو

خاک پوری کرے گا، وہ تو آنے والے کی توجہ کے مطابق ہی عنایت فرمائے گا۔ یہی حال نمازی کا ہے کہ جب وہ نماز میں اپنے پیارے رب سے غافل کھڑا ہوتا ہے تو نہ اس کی نماز مقبول ہوتی ہے اور نہ ہی اسے اس کا کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا بلا تاخیر آج ہی سے آپ اپنی نماز کو مکمل توجہ اور انہماک سے ادا کرنے کی سعی وکوشش کیجئے۔ اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پنجگانہ ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

❀❀❀❀❀

نماز نہ پڑھنے کے دنیوی و اخروی نقصانات

ٹی وی، کیبل، ڈش اور مغربی تہذیب نے اپنے دیگر مضر اثرت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو نماز جیسی عظیم نعمت سے بھی محروم کر دیا ہے۔ حالانکہ حضور اکرم ﷺ نے اسے مومن کی معراج، دین کا ستون اور جنت کی کنجی قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اسے صحراء کی تپتی دھوپ اور بدر و حنین کی جنگوں میں بھی ادا کرتے تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کربلا کے میدان میں تلوار و نیزے کے سائے میں بھی ادا کیا تھا۔ سلف صالحین اسے ہر کام سے مقدم سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے انہیں دنیا میں اتنا بلند و اعلیٰ مقام عطا فرمایا کہ آج ہم ان کا نام لیتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ مگر ہم نماز سے بہت دور ہو چکے ہیں۔ اس سے منہ پھیر بیٹھے ہیں۔ اسی لیے ہم زلزلوں اور دیگر مصائب کی لپیٹ میں ہیں۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ذی وقار ہے کہ جو آدمی پابندی سے نماز ادا کرے گا تو وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگی اور اس کے ایمان کی واضح دلیل ہوگی اور عذاب آخرت سے نجات کا باعث ہوگی اور جس نے نماز کی پابندی نہ کی تو نہ اس کے پاس نور ہوگا اور نہ ہی ایمان کی کوئی دلیل ہوگی اور نہ ہی کوئی بخشش کا وسیلہ ہوگا اور اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف جیسے سرکشوں کے ساتھ ہوگا۔ (الطبرانی)

بے نمازی کے متعلق احادیث مبارکہ:

1. حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فرق) نماز کو چھوڑ دینا ہے۔ (مسلم)
2. حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور ان (کفار) کے درمیان، نماز کا فرق ہے پس جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے کفر

کیا۔(ترمذی)، یعنی نماز، علامتِ اسلام ہے یہ مطلب نہیں کہ نماز نہ پڑھنے والا مشرک یا کافر ہے ترکِ نماز گناہ ہے، کفر نہیں البتہ اس کی فرضیت کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

❸ حضرت شقیق بن عبداللہ تابعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ، نماز کے سوا کسی اور عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔ (ریاض الصالحین)

❹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سے پہلے جس بات کی پوچھ گچھ ہوگی وہ نماز ہے اگر یہ درست ہوئی تو نجات پائے گا اور مقصد حاصل کرے گا اور اگر اس میں خرابی ہوئی تو وہ ناکام ہوا اور اس نے نقصان اٹھایا اگر اس کے فریضہ میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دیکھو! کیا میرے بندے کے پاس کوئی نفلی عبادت بھی ہے پس اس کے ساتھ فرض کی تکمیل کی جائے گی پھر باقی تمام اعمال کا حساب بھی اسی انداز پر ہوگا۔ (ترمذی)

بے نمازی پر نبی اکرم ﷺ کی سخت ناراضگی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث پاک بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ: ”میرے جی میں آتا ہے کہ ایک دن اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو امامت کا حکم دوں، پھر دو مضبوط نوجوان آدمیوں کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا رکھوں اور جو لوگ اذان کی آواز سنتے ہیں مگر نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں نہیں آتے، ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں، ان کے گھروں میں آگ لگا کر خاک سیاہ کردوں۔“

نماز میں سستی کرنے والا شیطان کا ساتھی: کہتے ہیں کہ اگلے وقت میں شیطان لوگوں کو نظر آیا کرتا تھا۔ ایک بار ایک مرد بزرگ نے اس سے سوال کیا کہ:

”اے (ابومرہ)! مجھے کیا کرنا چاہیے جس سے میں بھی تجھ جیسا ہو جاؤں۔“

شیطان نے کہا: ''اے شخص افسوس ہے تجھ پر! آج تک کسی نے مجھ سے ایسی خواہش نہیں کی تو کیوں ایسا چاہتا ہے؟'' ان بزرگ نے جواب دیا: ''یہ شیوہ مجھے پسند ہے۔'' شیطان نے کہا: ''جبکہ تو چاہتا ہے کہ مجھ ایسا ہو جائے تو نماز پڑھنے میں سستی اختیار کر اور جھوٹی سچی قسم کھانے میں پرواہ نہ کر۔'' ان بزرگ نے یہ سن کر کہا: ''میں آج سے عہد کرتا ہو کہ کبھی نماز ترک نہ کروں گا اور نہ ہی مدت العمر قسم کھاؤں گا۔'' شیطان کہنے لگا: ''واللہ اس طرح کا دھوکہ دے کر مجھ سے کسی نے تعلیم نہیں لی۔''

جنت کی خوشبو سے محرومی: نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام آئے اور انہیں نے آ کر عرض کیا۔ اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرما رہا ہے اور آپ کیلئے یہ ارشاد فرمایا کہ آپ کا جو امتی نماز با جماعت ادا کرنے کو ترک کر دے وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ اگر چہ اس کے اعمال زمین والوں کے اعمال سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں؟ جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کو ترک کرنے والا دنیا اور آخرت میں لعنتی ہے۔ یہ تو نماز کو با جماعت ادا نہ کرنے والے کا حال ہے تو جو سرے سے نماز کا ہی تارک ہو اس کا کیا حال ہوگا؟ (الحدیث)

اس امت کے یہودی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرو لیکن میری امت کے یہودیوں کو سلام نہ کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اذان اور اقامت کو سنیں اور جماعت میں حاضر نہ ہوں۔ (الحدیث)

بے وقت نماز پڑھنے کا عذاب: علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ کسی بزرگ آدمی کی حقیقی بہن کا انتقال ہو گیا۔ جب بھائی بہن کو قبر میں اتارنے لگے تو میت کو قبر میں رکھتے وقت ان کی کوئی چیز قبر میں گر گئی۔ اب میت پر مٹی ڈالنے کے کچھ دیر بعد ان کو وہ چیز یاد

آئی جبکہ قبر میں اس کا گرنا ان کو معلوم تھا۔ مگر بھولے سے بروقت نکال نہیں سکے تھے۔ اب اس کو نکالنے کی غرض سے قبر کو کھولا تو دیکھتے ہیں کہ قبر کے اندر آگ بھڑک رہی ہے اور ان کی بہن کی میت اس آگ میں جل رہی ہے۔ یہ منظر دیکھتے ہی ان کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ پھر روتے ہوئے اپنی والدہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے اماں جان! آپ کی بیٹی کیا گناہ کیا کرتی تھی کہ میں نے اس کی قبر کھول کر دیکھی تو اس میں آگ بھڑک رہی تھی۔ اس کی ماں نے رو کر بتایا کہ بیٹا اس بیچاری کا اور تو کوئی گناہ نہ تھا مگر صرف یہ کہ وہ نمازوں کو بے وقت پڑھا کرتی تھی۔

سبق: اسی عذاب سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''یعنی نمازوں پر خوب پہرہ دیا کرو۔'' تاکہ ہر قسم کے عذاب سے رہائی پا سکو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے عذاب سے بچائے۔ آمین۔

نماز میں لاپرواہی کرنے والوں کیلئے دوزخ کا گڑھا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ دوزخ کے اندر خرابی کا گڑھا۔ ان لوگوں کے لیے ہے جو نماز میں لاپرواہی برتا کرتے ہیں۔

معراج کی رات نبی کریم ﷺ کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے سر پتھر کے ساتھ پھوڑے جا رہے تھے اور جب وہ کچل دیئے جاتے تھے تو پھر اپنی سابقہ حالت پر لوٹ آتے تھے۔ یعنی دوبارہ صحیح وسالم ہو جاتے تھے اور یہ سلسلہ تھوڑی دیر کے لیے بھی بند نہیں ہوتا تھا۔ تو حضرت نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نماز میں سستی کرنے والے لوگ ہیں جو نماز کو اپنے صحیح اوقات میں ادا نہیں کیا کرتے تھے اور رکوع وسجود بھی پورا نہیں کرتے تھے۔

(نماز پڑھنے کے فوائد اور نہ پڑھنے کے نقصانات)

نماز نہ پڑھنے والے کے لیے بارہ ہلاکتیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے میں سستی کی اللہ تعالیٰ اسے بارہ مصیبتوں سے

عذاب دے گا: تین دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قیامت کے دن۔

<u>تین ہلاکتیں دنیا میں:</u> (1) اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت ختم کردے گا۔ (2) صالحین کا نور اس سے دور ہو جائے گا۔ (3) ایمانداروں کے دلوں میں وہ شخص ناپسندیدہ ہوگا۔

<u>تین ہلاکتیں مرتے وقت:</u> (1) جب اس کی روح قبض ہوگی تو وہ پیاسا ہوگا اگرچہ وہ نہروں کا پانی پی لے۔ (2) اس کی جان انتہائی شدت کے ساتھ نکالی جائے گی۔ (3) اس کے ایمان کے زائل ہونے کا ڈر ہے۔

<u>تین ہلاکتیں قبر میں:</u> (1) اس پر منکر نکیر کے سوال سخت ہوں گے۔ (2) قبر کی ظلمت اس پر شدید ہوگی۔ (3) قبر اتنی تنگ ہوگی کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے سے مل جائیں گی۔

<u>تین ہلاکتیں قیامت کے دن:</u> (1) اس کا حساب و کتاب سخت ہوگا۔ (2) رب ذوالجلال اس بندہ پر ناراض ہوگا۔ (3) اللہ تعالیٰ اس بدبخت کو دوزخ میں عذاب دے گا۔

تارک نماز کی حیثیت: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شہروں کے ہر گلی کوچے میں ہر روز ☆ ایک فرشتہ یہ کہتا ہے کہ الحمد للہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بنایا، بیل نہیں بنایا۔ ☆ بیل کہتا ہے الحمد للہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بیل پیدا کیا، اونٹ نہیں بنایا۔ ☆ اونٹ کہتا ہے الحمد للہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اونٹ پیدا کیا، شیر نہیں بنایا۔ ☆ شیر کہتا ہے الحمد للہ مجھے اللہ تعالیٰ نے شیر پیدا کیا، گدھا نہیں بنایا۔ ☆ گدھا کہتا ہے الحمد للہ مجھے اللہ تعالیٰ نے گدھا پیدا کیا، کتا نہیں بنایا۔ ☆ کتا کہتا ہے الحمد للہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کتا بنایا، سؤر نہیں بنایا۔ ☆ سؤر کہتا ہے الحمد للہ مجھے اللہ تعالیٰ نے سؤر بنایا، ایک تارک نماز انسان نہیں بنایا۔

نماز کو چھوڑنے والے کا عبرتناک انجام: ایک دن نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک عربی نوجوان مسجد کے

دروازے کی طرف روتے ہوئے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے نوجوان تجھے کس چیز نے رلادیا؟ اس نوجوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میرا باپ فوت ہو چکا ہے لیکن نہ ہی اس کے لیے کفن ہے اور نہ اسے کوئی غسل دینے والا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم فرمایا وہ دونوں اس میت کی طرف گئے جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سیاہ خنزیر کی طرح بن چکا ہے۔ وہ دونوں حضرات نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نے تو اسے سیاہ خنزیر کی طرح دیکھا ہے۔ نبی اکرم ﷺ جنازہ کی طرف تشریف لے گئے دعا فرمائی تو وہ میت پہلی والی صورت میں ہو گئی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی جب لوگوں نے اس کو دفن کرنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پھر سیاہ خنزیر کی طرح بن چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے نوجوان تیرا باپ دنیا میں کونسا عمل کرتا تھا؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا باپ بے نماز تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ کرامؓ نماز کو چھوڑنے والے کا حال دیکھو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سیاہ خنزیر کی طرح اٹھائے گا۔

عبرت انگیز حکایت: ایک آدمی جنگل میں چل رہا تھا اسی دوران شیطان اس کے ساتھ ہولیا اور مکمل دن شیطان اس کے ہمراہ رہا اس آدمی نے اس دن پانچ نمازیں فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء نہ پڑھیں۔ جب رات کو سونے کا وقت ہوا اور اس تارک الصلوٰۃ نے لیٹنے کا ارادہ کیا تو شیطان اس سے بھاگ گیا۔ آدمی نے شیطان سے کہا کہ تو مجھ سے کیوں بھاگتا ہے؟ شیطان نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اپنی پوری زندگی میں ایک مرتبہ نافرمانی کی جس سے میں لعنتی بن گیا۔ جب کہ تو نے ایک دن میں پانچ مرتبہ نافرمانی کی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں کہ وہ تجھ پر غضبناک ہو اور تیرے گناہ کے سبب سے کہیں مجھ پر بھی اس کا قہر

نازل نہ ہو۔ (تفسیر الفاتحہ)

بلا عذر جماعت کو چھوڑنے والے کے لیے شدید وعید: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو ترک کرنے والا تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید فرقان حمید میں لعنتی ہے۔'' جماعت کو ترک کرنے والا جب زمین پر چلتا ہے تو زمین اس پر لعنت کرتی ہے۔ تارک جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے فرشتے اور ہر ذی روح چیز بھی ایسے بدبخت انسان پر ناراض ہوتے ہیں۔ زمین و آسمان کے درمیان موجود تمام فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ سمندر میں مچھلیاں بھی اسے لعنتی سمجھتی ہیں۔

(الحدیث)

پانچ چیزوں کے چھوڑنے سے پانچ برکتوں کا ختم ہو جانا: رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: ''جس شخص نے خود پانچ چیزوں کو روک لیا تو اللہ تعالیٰ اس سے پانچ چیزوں کو روک لیتا ہے''۔

(1) جس نے دعا کرنی چھوڑ دی اللہ تعالیٰ اس سے قبولیت کو روک لیتا ہے۔

(2) جس نے صدقہ کرنا ترک کر دیا اللہ تعالیٰ اس سے عافیت کو روک دیتا ہے۔

(3) جس نے زکوٰۃ دینا چھوڑ دی اس سے مال کی حفاظت کو روک لیا جاتا ہے۔

(4) جس نے عشر ادا کرنا ترک کر دیا اللہ تعالیٰ اس کی کمائی سے برکت ختم کر دیتا ہے۔

(5) جو نماز با جماعت ادا کرنے سے رک گیا اللہ تعالیٰ اس سے گواہی کو روک لے لیتا ہے۔

(الحدیث)

تین کام ترک کرنے کی وجہ سے برا انجام: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک آدمی مر گیا لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے اکٹھے ہوئے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ اس کا کفن حرکت کر رہا ہے جب انہوں نے غور سے دیکھا تو ان کو ایک

سانپ نظر آیا جو اس مردے کی گردن کے ساتھ لپٹا ہوا تھا اس کے گوشت کو کھا رہا تھا اور اس کے خون کو چوس رہا تھا۔ لوگوں نے اس سانپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ سانپ نے کلمہ طیبہ پڑھا اور کہا کہ اے لوگو مجھے کیوں قتل کرتے ہو حالانکہ میری نہ تو غلطی ہے اور نہ ہی کوئی گناہ؟ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اسے قیامت کے دن تک اس عذاب میں مبتلا رکھوں۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ اس کی کیا غلطی ہے سانپ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس کے تین جرم ہیں:

(1) جب یہ اذان کی آواز سنتا تھا تو باجماعت نماز ادا کرنے کیلئے نہیں آتا تھا۔

(2) اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا۔

(3) علماء کی باتوں کو نہیں سنتا تھا۔ اس وجہ سے یہ اس سزا میں گرفتار ہے اور اس کی یہی سزا ہے۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو صحیح اور باجماعت نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

❁❁❁❁❁

روزہ کے نئے پیش آمدہ مسائل اور ان کا حل

اسلام کا تیسرا اور عظیم رکن روزہ ہے۔ روزہ بلاشبہ ایک عظیم نعمت ہے۔ اس میں لاتعداد حکمتیں مخفی ہیں، یہ موٹاپے، شوگر، بلڈ پریشر (Blood Pressure) اور ذہنی دباؤ جیسے امراض کا مؤثر علاج ہے۔ نیز جسمانی، نفسیاتی اور جنسی امراض سے بچاؤ کا بھی بہترین ذریعہ ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اللہ رب العزت کے اس فرمان سے لگایا جاسکتا ہے "الصوم لی وانا اجزی بہ" روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا۔

(امام ابوعبداللہ، صحیح البخاری، ج:۱، ص:۲۵۵، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

روزہ کے فوائد اسی وقت حاصل ہوں گے جبکہ اسے احکام شریعت کے مطابق رکھا جائے۔ نیز سود، رشوت، دھوکہ اور جھوٹ وغیرہ تمام گناہوں سے بھی بچا جائے، ورنہ سوائے مشقت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جیسا کہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جس نے روزہ کی حالت میں بھی جھوٹ اور برے کاموں کو نہیں چھوڑا، تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا، پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (صحیح البخاری، ج:۱، ص:۲۵۴)

ذیل میں چند ایک فقہی مسائل ذکر کیے جاتے ہیں انہیں بغور پڑھیے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔ اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو دین متین کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

✿ ---حالتِ روزہ میں بلاقصد قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ جان بوجھ کر' کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے، بشرطیکہ قے منہ بھر کر ہو۔ (جدید فقہی مسائل اوران کا مجوزہ حل، ص:۲۵۵، مطبوعہ ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی کراچی، وقار الفتاوی، ج:۲، ص:۴۲۹، مطبوعہ بزم وقار الدین کراچی)

✿ ---حالتِ روزہ میں سر میں تیل ڈالنے سے روزہ کو کچھ نہیں ہوتا۔

(فتاوی امجدیہ، ج:۱، ص:۳۹۸، مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی، تفہیم المسائل ج:۲، ص:۱۸۸)

✿---حالتِ روزہ میں مذی اور ودی کے نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(فتاویٰ حقانیہ ج:۴،ص:۱۵۶،مطبوعہ دارالعلوم حقانیہ خٹک)

✿---حالتِ روزہ میں احتلام ہو جانے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا' کیونکہ یہ (احتلام) روزے کے منافی نہیں ہے۔

(روزوں کے مسائل،ص:۲۰،مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور' فتاویٰ حقانیہ ج:۴،ص:۱۶۵)

✿---حالتِ روزہ میں ضرورت مند مریض کو خون دینا جائز ہے' اسی طرح بلڈ (Blood) ٹیسٹ کے لئے بھی خون نکالنا جائز ہے۔ البتہ اتنا زیادہ نہ نکالا جائے کہ روزے کی استطاعت (طاقت) نہ رہے۔

(تفہیم المسائل، ج:۱،ص:۱۹۱،مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

✿---حالت روزہ میں دھواں یا گردوغبار اگر حلق کے اندر بلا قصد چلا جائے تو روزہ متاثر نہیں ہوتا' البتہ اگر قصداً وعمداً ادخال کی صورت ہو تو روزہ فاسد ہو کر قضاء کا موجب بن جاتا ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ، ج:۴،ص:۱۷۵)

✿---حالتِ روزہ میں بے ہوش ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ حلق میں دوا ،وغیرہ نہ ڈالی جائے۔ (مسائل روزہ،ص:۸۰،مطبوعہ مکتبۃ العلم لاہور)

✿---حالتِ روزہ میں جس مٹی سے سر دھویا جاتا ہے' اس کو کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (مسائل روزہ،ص:۸۴بحوالہ فتاویٰ عالمگیری)

✿---حالتِ روزہ میں کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (مسائل روزہ،ص:۸۵)

✿---حالتِ روزہ میں دانت یا داڑھ نکلوانے سے روزہ خراب نہیں ہوتا۔

(مسائل روزہ،ص:۸۵)

✿---حالتِ روزہ میں دانت میں پھنسی ہوئی چیز کے پیٹ میں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ وہ چنے سے کم ہو۔ (مسائل روزہ،ص:۸۶)

❁ ---حالتِ روزہ میں مشت زنی کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۸۴)

❁ ---حالتِ روزہ میں سگریٹ یا حقہ نوشی کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۸۵)

❁ ---حالتِ روزہ میں ہونٹوں پر سرخی لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ اس کے اجزاء منہ کے اندر نہ جائیں۔ (تفہیم المسائل ملخصاً، ج:۲، ص:۱۹۱)

❁ ---حالتِ روزہ میں مہندی یا خوشبو لگانے سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(تفہیم المسائل، ج:۲، ص:۱۹۲)

❁ ---حالتِ روزہ میں تھوک یا ناک کا رینٹ نگلنے یا اندر کھینچنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(حبیب الفتاوی، ص:۲۱۵، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

❁ ---حالتِ روزہ میں آنسو یا چہرے کے پسینہ کے منہ میں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ منہ میں اس کی نمکینیت محسوس نہ ہو۔ (مسائل روزہ، ص:۶۶، بحوالہ فتاوی عالمگیری)

❁ ---حالتِ روزہ میں بلا قصد مکھی یا مچھر کے چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(مسائل روزہ، ص:۶۶)

❁ ---حالتِ روزہ میں ہر وقت مصنوعی دانت لگائے رکھنے سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا جبکہ اس کا مزہ حلق میں محسوس نہ ہوتا ہو۔ (مسائل روزہ، ص:۷۱)

❁ ---حالتِ روزہ میں بلا قصد ریت کے منہ میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ اسے تھوک دیا جائے۔ (مسائل روزہ، ص:۷۰)

❁ ---حالتِ روزہ میں ڈکار کے ساتھ منہ میں پانی آنے سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (مسائل روزہ، ص:۷۱)

❁ ---حالتِ روزہ میں مسواک کرنا جائز ہے' بلکہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنا سنت اور باعث ثواب و جزا ہے۔ برش کا حکم بھی مسواک ہی کی طرح ہے' البتہ اس بات

کی احتیاط کریں کہ پاؤڈر (powder) یا پیسٹ کے ذرات حلق میں نہ جائیں۔

(تفہیم المسائل، ج:۱، ص:۱۹۱، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

✿ ۔۔۔حالتِ روزہ میں تمباکو کا پتہ جلا کر اس کی راکھ سے منہ صاف کرنے سے روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا جبکہ اس کا اثر پیٹ میں نہ جائے۔ (مسائل روزہ، ص:۷۳)

✿ ۔۔۔حالتِ روزہ میں خون میں ملا ہوا تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ خون کا مزہ حلق میں محسوس نہ ہو، ورنہ ٹوٹ جائے گا۔ (مسائل روزہ، ص:۶۹)

✿ ۔۔۔حالتِ روزہ میں اغلام بازی کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۸۱)

✿ ۔۔۔حالتِ روزہ میں جان بوجھ کر کچے چاول یا کچا گوشت کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۰۲)

✿ ۔۔۔حالتِ روزہ میں کسی دوسرے کا تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۰۱)

✿ ۔۔۔سحری کے وقت کے ختم ہونے کے بعد بھی کھاتے پیتے رہنے سے روزہ نہیں ہوتا۔ (روزوں کے مسائل، ص:۱۴)

✿ ۔۔۔شدتِ پیاس کی وجہ سے اس وقت روزہ توڑا جا سکتا ہے جبکہ فوت یا شدید نقصان کا خطرہ ہو۔ (مسائل روزہ، ص:۹۲)

✿ ۔۔۔رمضان میں عورت دردِ زہ کی وجہ سے روزہ توڑ سکتی ہے جبکہ اسے اپنی یا بچہ کی جان کا خطرہ ہو۔ (مسائل روزہ، ص:۱۲۷)

✿ ۔۔۔رمضان میں نومسلم، خاندانی خوف و ڈر کی وجہ سے روزہ چھوڑ سکتا ہے، جسے بعد میں وہ قضا کرے۔ (فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۸۹)

✿ ۔۔۔اگر رمضان المبارک میں کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تو بقیہ دن میں بھی کچھ نہ کھائے پیئے۔ (روزوں کے مسائل)

✿ ---رمضان میں سحری کھائے بغیر روزہ رکھا جاسکتا ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱، ص:۵۱۳، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

✿ ---اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں روزہ رکھے اور نماز نہ پڑھے اس سے روزہ تو ہو جائے گا لیکن نماز چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔ (مسائل روزہ، ص:۱۶۰، مطبوعہ مکتبۃ العلم لاہور)

✿ ---حالتِ روزہ میں باجا، بانسری بجانے، ٹی وی دیکھنے یا گانے سننے سے روزہ تو فاسد نہیں ہوتا البتہ ان کاموں پر سخت گناہ ملتا ہے۔ (مسائل روزہ، ص:۱۶۸)

✿ ---حالتِ روزہ میں بندوق کی گولی لگنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ وہ لگ کر باہر نکل جائے ورنہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۶۷)

✿ ---حالتِ روزہ میں جھوٹ، غیبت اور چغلی جیسے قبیح افعال کے ارتکاب سے اگرچہ روزہ فقہی طور پر فاسد نہیں ہوتا لیکن اس عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو بے پایاں اجر رکھا ہے' اس سے انسان محروم ہو جاتا ہے۔ (تفہیم المسائل، ج:۱، ص:۱۸۵)

✿ ---آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (تفہیم المسائل، ج:۱، ص:۱۹۰-۱۹۲)

✿ ---نیت کا تعلق دل سے ہے، فقط ارادہ کرنے سے روزہ صحیح ہو جاتا ہے، تاہم زبان سے کہنا بہتر ہے، خواہ عربی زبان میں ہو یا کسی دوسری زبان میں۔

(فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۵۴)

✿ ---حالتِ روزہ میں کسی عورت کو حیض یا نفاس کا خون آجانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۹۰)

✿ ---روزہ کی حالت میں نسوار سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' کیونکہ اس کے ذرات اتنے باریک ہوتے ہیں کہ سانس کے ذریعے جوف دماغ یا جوف معدہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ (فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۷۵)

✿ ---حالتِ روزہ میں زہریلے حشرات الارض کے کاٹ لینے سے روزہ نہیں

ٹوٹتا۔ (فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۵۹)

✿۔۔۔اگر کسی نے رمضان کے روزہ کی نیت نہ کی اور نہ ہی کچھ کھایا پیا تو روزہ نہیں ہوگا۔ (مسائل روزہ)

✿۔۔۔حالتِ روزہ میں بیوی سے جماع کرنے سے دونوں کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (مسائل روزہ، ص:۹۰)

✿۔۔۔حالتِ روزہ میں زناء کرنے سے زانی وزانیہ دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱، ص:۳۳۳، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

✿۔۔۔حالتِ روزہ میں حقنہ/ انیمہ کرانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (مسائل روزہ، ص:۱۴۲)

✿۔۔۔حالتِ روزہ میں آپریشن یا اعضاء تبدیل کرانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جبکہ آپریشن کے ساتھ کوئی دوا ڈالی جائے۔ (جدید فقہی مسائل، ص:۱۸۸، مطبوعہ المصباح اردو بازار لاہور)

✿۔۔۔سفر میں روزہ رکھ کر توڑ دینے سے قضا لازم ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ، ج:۴، ص:۴۴۸)

✿۔۔۔روزہ کی حالت میں ناک میں وِکس لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے البتہ کسی دوسرے عضو پر درد کی صورت میں لگانے سے نہیں ٹوٹتا۔ (تفہیم المسائل ملخصاً، ج:۱، ص:۱۹۱)

✿۔۔۔حالتِ روزہ میں سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (تفہیم المسائل ملخصاً، ج:۲، ص:۲۰۷۔۲۰۱)

✿۔۔۔حالتِ روزہ میں پھول اور دوا سونگھنے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا جبکہ اس دوا کے ذرات حلق میں نہ جائیں۔ (مسائل روزہ، ص:۱۳۹)

✿۔۔۔روزہ کی حالت میں نکسیر پھوٹنے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بشرطیکہ خون روزہ دار کے منہ میں نہ جائے۔ (فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۷۵)

✿۔۔۔اِنہیلر استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، البتہ اگر مریض روزہ کا پورا

وقت اس کے بغیر نہ گزار سکے تو پھر وہ معذور ہونے کی وجہ سے روزہ نہ رکھے بلکہ فدیہ دے۔ (تفہیم المسائل ملخصا، ج:۲،ص:۱۹۰)

✿---حالتِ روزہ میں روزے دار کو خون یا گلوکوز چڑھانا' (اسی طرح) نس یا پٹھوں میں انجکشن لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (تفہیم المسائل، ج:۱،ص:۱۹۰)

✿---اگر کوئی شخص حالت روزہ میں بذریعہ ہوائی جہاز سفر کرے تو اس پر لازم ہے کہ جب اوپر کے اعتبار سے سورج ڈوبنے کا اسے یقین ہو جائے' تب افطار کرے۔

(فتاوٰی فقیہ ملت، ج:۱،ص:۳۴۰، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

✿---اگر کوئی شخص سعودی عرب سے روزے رکھتا ہوا پاکستان آئے تو عید، پاکستان کے حساب سے کرے گا اگر چہ اسے ۳۱ روزے ہی رکھنے پڑیں۔

(شرح صحیح مسلم ملخصا، ج:۳،ص:۴۹، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

✿---اگر کوئی شخص پاکستان سے روزے رکھتا ہوا سعودی عرب جائے تو وہ عید ،سعودی عرب کے حساب سے کرے اگر چہ اس نے ابھی اٹھائیس روزے ہی رکھے ہوں۔ البتہ بعد میں تیس روزوں سے جتنے کم ہوں ان کی احتیاطاً قضاء کرلے۔

(شرح صحیح مسلم ملخصا، ج:۳،ص:۴۹)

✿---جن علاقوں میں سورج کئی کئی ماہ تک طلوع یا غروب رہتا ہو (جیسا کہ بلغاریہ وغیرہ میں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہوتی ہے) تو وہاں کے باشندے کسی قریبی مقام (جہاں سورج معتدل طریقہ سے طلوع وغروب ہوتا ہو) کے اعتبار سے روزے رکھیں گے۔ (فتاوٰی نوریہ، ج:۱،ص:۱۷۸، فتاوٰی یورپ، ص:۲۹۹، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

✿---جن علاقوں میں سورج غروب ہونے کے فوراً بعد طلوع ہو جائے تو اگر وہاں کے باشندے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں یا رکھتے تو ہوں لیکن نہایت کمزوری واقع ہونے کا خوف ہو تو وہ ان کی معتدل ایام میں قضاء کریں گے۔

(جدید مسائل کا شرعی حل، ص:۳۲)

✿ ۔۔۔روزہ کی حالت میں حالتِ حمل میں خون آنے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (فتاویٰ حقانیہ، ج:۴، ص:۱۵۷)

✿ ۔۔۔حالتِ روزہ میں رحم کے اندر دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(فتاویٰ مصطفویہ، ص:۲۹۹، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

✿ ۔۔۔حالتِ روزہ میں کلی کے بعد منہ میں جو تری باقی رہ جاتی ہے، اس کو نگلنے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا جبکہ کلی کے بعد منہ سے ایک دو مرتبہ تھوک نکال دیا جائے۔

(مسائل روزہ، ص:۶۷)

✿ ۔۔۔روزہ دار عورت کے لیے بلاضرورت اپنے منہ سے کوئی چیز چبا کر چھوٹے بچے کو کھلانا مکروہ ہے، البتہ اگر اس کی ضرورت اور مجبوری ہو تو مکروہ نہیں۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ، ج:۲، ص:۳۸۰)

✿ ۔۔۔ روزے کی حالت میں تر کپڑا پہننا جائز ہے، اس سے روزے میں کچھ فرق نہیں آتا۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ، ج:۲، ص:۳۸۱)

✿ ۔۔۔جو شخص سحری کا وقت ختم ہونے کے چند منٹ بعد کھائے یا چند گھنٹے بعد کھائے، چونکہ اس نے شریعت کی بندش کو توڑ دیا، لہٰذا اس کا روزہ نہ ہوا۔ (تفہیم المسائل ملخصا، ج:۲، ص:۱۹۲)

✿ ۔۔۔ایسی دودھ پلانے والی عورت، جسے روزہ رکھنے کی صورت میں اپنے بچے کی جان کا خوف ہو، تو وہ رمضان المبارک کا روزہ چھوڑ سکتی ہے، جس کی بعد میں وہ قضا کرے گی۔

(تفہیم المسائل، ج:۴، ص:۱۸۱، بحوالہ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:۱۶۶۸)

✿ ۔۔۔جو شخص صبح صادق کے وقت سفر میں نہ ہو، اس آدمی کے لیے روزہ چھوڑنا جائز نہیں، اگرچہ دن میں سفر کرنے کا پختہ ارادہ ہو۔ (فتاویٰ شامی، ج:۲، ص:۴۳۱، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

✿ ۔۔۔معاشی محنت کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنا جائز نہیں، بلکہ مناسب یہ ہے کہ رمضان المبارک میں ایسی سخت محنت کے کام نہ کیے جائیں، جن کی وجہ سے روزے قضا کرنے کی نوبت آئے۔ (فتاویٰ شامی، ج:۲، ص:۴۲۰)

✿✿✿✿✿

نظامِ زکوٰۃ، غربت کے خاتمہ کا اہم ذریعہ

زکوٰۃ اہم ارکان اسلام میں سے ہے اور قرآن عظیم میں بتیس مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ہوا ہے۔ طرح طرح سے بندوں کو اس اہم فرض کی طرف بلایا اور واضح اعلان کر دیا گیا کہ یہ نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ سے مال کم ہوتا ہے بلکہ اس سے تو مال بڑھتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے کہ یمحق اللہ الربوٰا و یربی الصدقات (اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو)۔

کچھ درختوں میں بعض ایسے فاسد اجزاء پیدا ہو جاتے ہیں جو اس کی اٹھان کو روک دیتے ہیں۔ احمق، نادان تو انہیں یہ سمجھ کر کہ میرے درخت سے کم ہو گا نہیں تراشے گا جبکہ عاقل، ہوشمند تو جانتا ہے کہ ان کے چھانٹنے سے یہ نونہال لہلہا کر بہت خوبصورت طاقتور درخت بنے گا۔ یہی حساب مال کی زکوٰۃ کا ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں چند احادیث مبارکہ:

حدیث نمبر ۱: ''جس مال میں زکوٰۃ کے مال کی ملاوٹ ہو گی وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔''
(شعب الایمان، بیہقی)

حدیث نمبر ۲: ''جہاں بھی جو مال تلف ہوا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے ہی سے تلف ہوا ہے۔''
(مجمع الزوائد)

حدیث نمبر ۳: ''جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو بلا شک وشبہ اللہ رب العزت نے اس کے مال کا شر اس سے دفع کر دیا۔'' (صحیح ابن خزیمہ)

حدیث نمبر ۴: ''زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کر لو اور صدقات و خیرات کے ذریعے اپنے بیماروں کا علاج کرو۔'' (کتاب المراسیل)

اے عزیز: اگر ایک بے عقل کے پاس گندم کے لیے بیج نہیں ہوتا تو وہ قرض لے کر خود اپنے

ہاتھوں سے، ظاہری اسباب یا خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے کہ بہت کچھ پائے گا، ڈال دیتا ہے۔ تجھے اس بے عقل کے برابر بھی عقل نہیں کہ تیرے رب کا فرمان ہے کہ زکوٰۃ دو تمہارا مال بڑھے گا۔ اگر اس فرمان پر یقین نہیں جب تو کھلا کفر ہے۔ ورنہ تجھ سے بڑھ کر احمق کون ہے کہ اپنے دین و دنیا کے اتنے بڑے یقینی نفع کو چھوڑ کر دونوں جہانوں کا خسارہ مول لیتا ہے۔

حدیث نمبر۵: ''تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔''

(کشف الاستار عن زوائد البزار)

حدیث نمبر۶: ''جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔''

(المعجم الکبیر)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر قرآن و حدیث کی روشنی میں وعید

حدیث نمبر۱: ''جس کے پاس سونا یا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے روز (جو کہ پچاس ہزار برس کا ہے) ان کی تختیاں بنا کر اور آگ میں تپا کر اس شخص کی پیشانی، کروٹ اور پیٹھ پر داغ دیں گے۔ جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انہیں دوبارہ تپا کر داغیں گے۔''

(صحیح مسلم)

نیز قرآن مجید میں ہے:

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقو نھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم o یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جبا ھھم و جنوبھم وظھورھم ھذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون o (اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔ جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا، اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔)

حدیث نمبر۲ : ”جب فرشتے جہنم کا گرم پتھران (زکوۃ ادا نہ کرنے والوں) کے سر اور پستان پر رکھیں گے تو وہ (پتھر) سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ کی ہڈی پر رکھیں گے تو ہڈیوں کو توڑ کر سینہ سے نکلے گا اور پیٹھ توڑ کر کروٹ سے اور گدی توڑ کر پیشانی سے نکلے گا۔“
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

حدیث نمبر۳ : ”کوئی روپیہ دوسرے روپے پر نہ رکھا جائے گا اور نہ ہی کوئی اشرفی دوسری اشرفی سے چھوئے گی بلکہ زکوۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑھا دیا جائے گا کہ اگر لاکھوں کروڑوں روپے ہوں تو ہر روپیہ جدا، جدا داغ دے گا۔“ (مجمع الزوائد)

اے عزیز! خدا اور رسول ﷺ کے فرمان کو مذاق نہ سمجھ، پچاس ہزار برس کی مدت میں جان نکال دینے والی مصیبتوں کو آسان نہ جان، ذرا سی دنیا کی آگ میں ایک روپیہ گرم کر کے بدن پر رکھ کر دیکھ، کہاں یہ خفیف سی گرمی، کہاں وہ قہر والی آگ۔ کہاں یہ ایک ہی روپیہ اور کہاں وہ ساری عمر کا جوڑا ہوا مال۔ کہاں یہ منٹ بھر کی دیر اور کہاں وہ ہزار برس کی آفت۔ کہاں یہ ہلکا سا چہکا اور کہاں وہ ہڈیاں توڑ کر پار ہونے والا غضب۔

حدیث نمبر۴ : ”جو شخص اپنے مال کی زکوۃ نہیں دے گا تو وہ مال روز قیامت گنجے اژدھے کی شکل بنے گا اور اس کے گلے میں طوق بن کر پڑے گا۔“ (سنن النسائی)

حدیث نمبر۵ : ”وہ (مال و زر) اژدھا منہ کھول کر اس (شخص) کے پیچھے دوڑے گا تو یہ بھاگے گا، اس سے کہا جائے گا لے اپنا وہ خزانہ، جسے چھپا کر رکھا تھا، میں اس سے غنی ہوں۔ جب وہ اس اژدھے سے ناچار ہوگا تو اس کے منہ میں اپنا ہاتھ دے دے گا، جو اس کے ہاتھ کو ایسے چبائے گا جیسے اونٹ گھاس چباتا ہے۔“ (صحیح مسلم)

حدیث نمبر۶ : ”جب وہ اژدھا اس کے پیچھے دوڑے گا تو یہ پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ وہ کہے گا کہ میں تیرا بے زکاتی مال ہوں جسے تو دنیا میں چھوڑ کر مرا تھا۔ جب وہ دیکھے گا کہ وہ پیچھا کیا ہی جا رہا ہے تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا جسے وہ چبائے گا اور اس طرح مکمل

ہاتھ چبا ڈالے گا۔" (کشف الاستار)

حدیث نمبر۷: "زکوٰۃ نہ دینے والے پر حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی ہے۔"

(صحیح ابن خزیمہ)

حدیث نمبر۸: "حضور علیہ السلام نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس پر گواہی دینے والے، اس کا کاغذ لکھنے والے اور زکوٰۃ نہ دینے والے، سب پر لعنت فرمائی ہے۔"

(کنز العمال)

حدیث نمبر۹: "حضور علیہ السلام نے کچھ لوگ دیکھے جن کے آگے پیچھے غرقی لنگوٹیوں کی طرح کچھ چیتھڑے تھے اور جہنم کی گرم آگ، پتھر، تھوہر اور سخت کڑوی بدبودار گھاس چوپایوں کی طرح چرتے پھر رہے تھے۔ جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ زکوٰۃ نہ دینے والے ہیں۔" (کشف الاستار)

حدیث نمبر۱۰: "زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن جہنم میں ہوگا۔" (مجمع الزوائد)

حدیث نمبر۱۱: "دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے، جن میں سے ایک زکوٰۃ نہ دینے والا ہے۔" (صحیح ابن خزیمہ)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کا نفلی صدقہ نامقبول ہے:

زکوٰۃ نہ دینے کی جان نکال دینے والی وہ آفتیں نہیں ہیں جن کی انسان تاب لا سکے بلکہ اگر وہ پہاڑوں پر ڈالی جائیں تو پہاڑ سرمہ ہو کر خاک میں مل جائیں۔ اس انسان سے بڑھ کر احمق کون ہے جو اپنا مال صدقہ و خیرات میں تو خرچ کرتا ہے لیکن قہار و جبار (اللہ عزوجل) کا قرض ادا نہیں کرتا۔ شیطان بہت بڑا دھوکے باز ہے۔ وہ انسان کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے لیکن نادان سمجھتا ہی نہیں کہ بغیر فرض کے نفل صرف دھوکے کی ٹٹی ہے۔

اے عزیز: ذہن نشیں کرلے کہ فرض (زکوٰۃ) ملک الملوک کا قرض ہے اور نفل تحفہ و نذرانہ

ہے۔ کیا اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان سے بے نیاز ہے قرض ادا نہ کرنے کی بجائے تحفے بھیجتے رہنا قابل قبول ہوں گے؟ اگر یوں یقین نہ آئے تو اس فانی دنیا کے کسی عام شخص کو دیکھ لے۔ اگر اس کا کسی نے تھوڑا سا قرض دینا ہو اور مقروض، قرض ادا کرنے کی بجائے اسے تحائف بھیجتا رہے تو کیا وہ اسے قرض معاف کر دے گا؟ بلکہ یہ کہہ کر رد کر دے گا کہ قرض تو ادا کرتا نہیں اور تحفے بھیج دیتا ہے۔ سبحان اللہ! جب ایک عام شخص کے قرض کا یہ حال ہے تو ملک الملوک اور احکم الحاکمین کے قرض کا تو کیا پوچھنا۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نزع کا وقت قریب ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈرنا اور خبردار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے۔ اسی طرح حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی مستطاب کتاب "فتوح الغیب" میں فرماتے ہیں: جو فرض کو چھوڑ کر نفل بجا لائے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہو اور اس کے غلام کی خدمت کرنے میں مصروف رہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایسے شخص کی مثال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا ہو جب بچہ ہونے کا دن قریب آیا تو اسقاط ہو گیا۔ اب وہ نہ حاملہ ہے اور نہ بچہ والی۔ یعنی جب دن پورے ہو جانے پر اسقاط ہو تو محنت تو پوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا تو ثمرہ خود موجود تھا۔ حمل باقی رہتا تو آگے امید لگی تھی، اب نہ حمل، نہ بچہ، نہ امید، نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی جو بچہ جننے والی کو ہوتی ہے۔ ایسے ہی نفلی خیرات دینے والے کے پاس سے روپیہ تو اُٹھا مگر جبکہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہوا تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسند احمد بن حنبل کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانِ عالی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی

ہیں: (۱) نماز (۲) زکوٰۃ (۳) روزۂ رمضان (۴) حج کعبۃ اللہ۔ جو ان میں سے تین ادا کرے گا وہ اسے کوئی فائدہ نہ دیں گی جب تک چاروں بجا نہ لائے۔

کنز العمال میں ہے: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ سبحان اللہ! جب زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز، روزے اور حج مقبول نہیں تو اس نفلی خیرات کی کیا امید رکھی جا سکتی ہے۔

خلاصۂ کلام:

یہ ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے نے جس قدر خیرات کی، مسجد بنائی، اور گاؤں وقف کیا، یہ سب کام صحیح ولازم تو ہو جائیں گے لیکن جب تک پوری پوری زکوٰۃ نہ دے تب تک ان امور پر ثواب کی امید رکھنا فضول ہے۔ کسی فعل کے صحیح ہونے اور اس پر ثواب ملنے میں بہت بڑا فرق ہے۔ مثلاً اگر کوئی دکھلاوے کے لیے نماز پڑھے تو صحیح تو ہو گئی اور فرض بھی اتر گیا مگر نہ قبول ہوگی اور نہ اس پر ثواب ملے گا بلکہ الٹا گناہ ہوگا۔ یہی حال اس شخص (زکوٰۃ ادا کیے بغیر، خیرات کرنے والے) کا ہے۔

پوری زندگی کی زکوٰۃ ادا کرنے اور صدقہ وخیرات پر ثواب حاصل کرنے کا طریقۂ کار:

چونکہ شیطان لعین، انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اس لیے اب وہ کہے گا کہ چونکہ خیرات مقبول تو ویسے ہی نہیں ہوتی لہٰذا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ...... ارے بھائی! اللہ تعالیٰ کو تو تیری بھلائی اور دردناک عذاب سے رہائی منظور ہے اس لیے زکوٰۃ نہ دینے سے توبہ کیجئے جتنی زکوٰۃ واجب ہے فوراً دل کی خوشی سے اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے ادا کر دیجئے۔ بے نیاز بادشاہ کی بارگاہ میں باغی غلاموں کی فہرست سے اپنا نام کٹوا کر فرمانبرداروں کے ساتھ لکھوائیے۔ وہ مولا جس نے جان جیسی عظیم نعمت عطا کی خوبصورت اعضاء دیئے طرح طرح کی کروڑوں نعمتیں بخشیں۔ اسی کی طرف سے اس کی امید کی جاتی ہے کہ جس قدر خیرات دی

ہے، وقف کیا ہے، مسجد بنائی ہے، یہ تمام کی تمام مقبول ہو جائیں گی کیونکہ جس جرم کی وجہ سے یہ نا قابل قبول تھیں جب وہ زائل ہو گیا تو انہیں انشاء اللہ شرف قبولیت حاصل ہو گی۔ اگر کسی شخص کے لیے طویل عرصہ گزر جانے کی وجہ سے زکوۃ کا تحقیقی حساب معلوم کرنا مشکل ہو تو اسے چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ رقم زکوۃ کرے۔ اگر زکوۃ کی مقدار سے زیادہ چلا بھی جائے گا تو مہربان رب کے پاس جمع ہو جائے گا لیکن اگر کم ہوا تو پھر بادشاہ قہار کا مطالبہ جیسا ہزار روپے کا ہے ویسا ہی ایک پیسے کا۔

❁ جب سال مکمل ہو تو زکوۃ فوراً ادا کر دینی چاہیئے۔ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ سال تمام ہونے سے قبل ہی زکوۃ ادا کر دی جائے اور زکوۃ کے لیے سب سے بہتر ماہ ''رمضان المبارک'' ہے۔ جس میں نفل کا ثواب فرض اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ہو جاتا ہے۔

❁ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنے پیشہ کی شئے ایک پیسہ میں خرید کر مشتری کی رضاء سے ایک ہزار روپے میں بیچے۔ جبکہ اس میں کذب، فریب اور مغالطہ نہ ہو۔ مگر زکوۃ اور صدقات واجبہ میں اگر واجب شئ کی جگہ دوسری چیز دینا مقصود ہو تو قیمت کے لحاظ سے دی جائے گی۔ اسی طرح تبیین الحقائق و فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ اگر کسی شئ کی غیر جنس سے زکوۃ ادا کرنا ہو تو بالاتفاق قیمت کا اعتبار ہو گا۔

ثمن اور قیمت میں فرق یہ ہے کہ قیمت، بازاری ریٹ کو اور جس پر متعاقدین راضی ہو جائیں اسے ثمن کہتے ہیں۔

❁ اگر کسی شخص نے ۱۵۰۰ روپے زکوۃ دینی ہو اور زکوۃ میں وہ چیز دے جس کی بازاری قیمت ۸۰۰ روپے ہے تو اس کی ۸۰۰ روپے زکوۃ ادا ہو گئی اور باقی ۷۰۰ روپے اس کے ذمہ ہو گا۔ جسے وہ فوراً ادا کر دے۔

❁ قرض میں دی ہوئی رقم پر زکوۃ واجب ہے۔ بشرطیکہ بقدر نصاب ہو اور بارش سے ہونیوالی پیداوار پر دسواں حصہ اور ٹیوب ویل کے پانی سے ہونے والی پیداوار پر بیسواں

حصہ بطور عشر واجب ہے۔

❀ جس شخص کے عزیز محتاج ہوں اس کے لیے جائز نہیں کہ انہیں چھوڑ کر غیروں کو زکوۃ دے اور عزیزوں میں ذورحم محرم مقدم ہیں پھر باقی ذورحم۔

اللہ رب العزت کی مہربانی دیکھیے کہ اس نے یہ حکم نہیں دیا کہ زکوۃ صرف غیروں کو دو بلکہ اپنوں کو دینے میں دگنا ثواب رکھا ہے۔اسی لیے اگر غریب بھائی، بھتیجا یا بھانجا ہو تو انہیں زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

اس میں کوئی دوسری بات نہیں کہ اگر اسلامی نظام زکوۃ کو مکمل طور پر لاگو کر کے اس کی تقسیم کو صحیح طور پر یقینی بنایا جائے تو غربت کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ لہٰذا حصول برکت اور اللہ رب العزت کے حکم کی بجا آوری میں زکوۃ لازم ہونے کے فوراً بعد ادا کر دینی چاہیے،اس کی ادائیگی میں ہرگز ہرگز تاخیر نہ کی جائے۔ اللہ عزوجل تمام صاحب نصاب مسلمانوں کو اس کی توفیق دے اور ہم سب کو ہر قسم کی محتاجی سے بچا کر فراخ رزقِ حلال عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

❀❀❀❀❀

عشر کے احکام ومسائل

عشر کیا ہے؟

عشر سے مراد ''زمین سے منفعت حاصل کرنے کی غرض سے اگائی جانے والی شی کی پیداوار پر زکوٰۃ ہے۔'' یعنی عشر زرعی پیداوار کی زکوٰۃ کا دوسرا نام ہے۔

عشر کی شرعی حیثیت:

عشر ادا کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ۔ (البقرۃ ۲: ۲۶۷)

ترجمہ: ''اے ایمان والو (اللہ کی راہ میں) اپنی کمائی سے اچھی چیزوں کو خرچ کرو، اور ان چیزوں میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہیں۔''

اسی طرح ایک اور آیت میں ہے:

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ (الانعام: ۱۴۱)

ترجمہ: ''اور فصل کی کٹائی اور پھل توڑنے کے دن ان کا معین حصہ ادا کرو۔''

مندرجہ بالا دونوں آیتوں سے یہ معلوم ہوا کہ کھیت سے فصل اور پیداوار حاصل کرتے وقت اس کا ایک خاص حصہ (1/20 یا 1/10) بطور حق المال الگ کر کے ادا کرنا ضروری ہے۔

زکوٰۃ اور عشر میں فرق:

زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہونے کے لیے جس طرح مال زکوٰۃ پر سال گزرنا شرط ہے اس طرح وجوب عشر کے لیے عشری پیداوار پر سال گزرنا شرط نہیں ہے۔ اسی لیے پیداوار ہوتے ہی... عشر واجب ہوگا اور سال میں جتنی بار فصل ہوگی ہر بار عشر ادا کرنا واجب ہوگا۔

(بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۶۲)

عام اموال کی زکوٰۃ خالص عبادت ہے۔اس میں حیثیت عبادت کے علاوہ اور کوئی حیثیت نہیں ہے—— جبکہ زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ (عشر) میں عبادت کے ساتھ ساتھ ضمنی طور پر ٹیکس کی حیثیت بھی ملحوظ رکھی گئی ہے۔یہی وجہ ہے کہ عشر نابالغ و مجنون کی مملوکہ زمین کی پیداوار پر بھی عائد ہوتا ہے جب کہ ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے——اس سے بڑھ کر یہ کہ موقوفہ زمین کی پیداوار پر بھی عشر واجب ہے۔

نیز اسی لیے صاحب زکوٰۃ اگر زکوٰۃ ادا کیے بغیر انتقال کر جائے تو اس کے مال میں سے زکوٰۃ نہیں نکالی جائے گی جبکہ اس کے برعکس اگر صاحب عشر، عشر ادا کیے بغیر انتقال کر جائے اور وہ پیداوار موجود ہو تو اس میں سے عشر وصول کیا جائے گا۔

وجوب عشر کی شرائط:

عشر کے واجب ہونے کی مندرجہ ذیل چار شرائط ہیں ان میں پہلی شرط ''مالکِ پیداوار'' دوسری و تیسری ''پیداوار'' اور چوتھی شرط ''پیداوار والی زمین'' سے متعلق (Related) ہے۔

۱۔ مسلمان ہونا:

عشر کے وجوب کی پہلی شرط زمین کی پیداوار کے مالک کا مسلمان ہونا ہے، لہٰذا ابتداء عشر صرف مسلمان پر ہی عائد ہوگا۔

۲۔ پیداوار کا وجود:

وجوبِ عشر کی دوسری شرط پیداوار کا وجود ہے، لہٰذا عشری زمین میں اگر پیداوار نہیں ہوئی تو ایسی زمین پر عشر لاگو نہیں ہوگا۔(بدائع الصنائع، ج:۲،ص:۵۸) خواہ پیداوار نہ ہونے کی وجہ (Reason) کوئی قدرتی سبب ہو یا مالک کی اپنی لاپروائی اور غفلت۔مثلاً اس نے کاشت ہی نہیں کی یا کاشت کے بعد اس کی نگرانی اور حفاظت نہیں کی۔

۳۔ نفع آور پیداوار:

زمین کی پیداوار ایسی ہو کہ عادۃً اس کو پیدا کرنے اور اگانے کا رواج ہو نیز اسے

کاشت کر کے اس سے نفع اٹھایا جاتا ہو۔ لہٰذا بے کار اور خود رو قسم کی گھاس اور درخت وغیرہ میں عشر نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر گھاس اور بانس وغیرہ قصداً منفعت کے لیے اُگائے جائیں تو ان میں عشر واجب ہوگا۔ (بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۵۸)

۴۔ عشری زمین:

وجوب عشر کی چوتھی شرط یہ ہے کہ زمین عشری ہو۔ خراجی زمین میں خراج ہی واجب ہوتا ہے عشر نہیں۔ کیونکہ کسی ایک زمین پر عشر و خراج دونوں اکٹھے لاگو نہیں ہوتے۔

(بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۵۷)

کھیتی کاٹنے اور پھل اتارنے سے پہلے عشر ادا کرنا:

زمین میں بیج ڈالنے اور درختوں پر پھل لگنے سے قبل عشر ادا کرنا صحیح نہیں۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے ایسا کیا تو اسے دوبارہ عشر ادا کرنا پڑے گا۔ اور اگر کھیتی کے اُگ جانے کے بعد اور پھل آ جانے کے بعد عشر ادا کیا تو عشر ادا ہو جائے گا اور اگر بیج ڈالنے کے بعد اور اگنے سے پہلے عشر ادا کیا تو اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ (بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۶۲)

عشر کی مقدار/شرح:

۱۔ پیداوار کا بیسواں حصہ:

جن زمینوں کی سیرابی میں محنت یا خرچ کرنا پڑتا ہو مثلاً چاہی زمینیں یا وہ نہری زمینیں جن کے پانی کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے یا دور دراز جگہوں سے اونٹوں وغیرہ پر پانی لاد کر زمین کو سیراب کیا جائے تو ایسی صورت میں پیداوار کا ۱/۲۰ حصہ یعنی نصف عشر ادا کرنا ہوگا۔

۲۔ پیداوار کا دسواں حصہ:

بارانی زمینیں جنہیں بلا قیمت و بلا محنت پانی میسر آ جاتا ہو، ان کی پیداوار کا ۱/۱۰ حصہ یعنی پورا عشر ادا کرنا ہوگا۔

جن زمینوں کو دونوں طرح کے پانیوں سے سیراب کیا گیا ہو تو اکثر کا اعتبار ہوگا یعنی اگر اس فصل میں بارش کا پانی زیادہ استعمال ہوا ہے تو ۱۰/۱ حصہ یعنی عشر ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر نہری پانی زیادہ استعمال ہوا ہے تو ۲۰/۱ حصہ یعنی نصف عشر ادا کرنا ہوگا۔

(بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۶۲)

اور اگر زمین کو دونوں طرح کے پانیوں سے سیراب کیا گیا ہو اور دونوں طرح کے پانیوں کا استعمال برابر ہو تو اگرچہ ایک قول کے مطابق نصف عشر یعنی ۱۰/۱ حصہ ادا کرنا ہوگا لیکن دوسرے قول کے مطابق محتاط طریقہ یہ ہے کہ آدھی پیداوار کا مکمل عشر یعنی ۱۰/۱ حصہ اور آدھی پیداوار کا نصف عشر یعنی ۲۰/۱ حصہ ادا کرے۔

(علامہ زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج:۲، ص:۲۵۶)

قرض اور خرچ منہا نہیں کیا جائے گا:

اگر مالک پیداوار مقروض ہو تو قرض کو پیداوار سے منہا نہیں کیا جائے گا بلکہ پوری پیداوار کا عشر ادا کیا جائے گا۔ اسی طرح کھیتی کے اخراجات اور بیج وغیرہ بھی منہا نہیں کیے جائیں گے بلکہ پوری پیداوار کا عشر ادا کرنا ہوگا۔ (بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۵۷، ۶۲)

وجوب عشر کا وقت:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھیتی کے زمین سے نکلنے اور درختوں پر پھل کے ظاہر ہو جانے اور قابل انتفاع ہو جانے کا وقت ہی وجوب عشر کا وقت ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھیتی اور پھلوں کے پوری طرح تیار ہو جانے کے وقت عشر واجب ہوتا ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھیتی کو صاف اور بھوسے وغیرہ سے علیحدہ کر لینے اور پھلوں کو توڑ لینے کے وقت عشر واجب ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر کھیتی کاٹے جانے اور پھل توڑے جانے کے قابل ہونے سے پہلے کسی شخص نے ضائع کر دیئے تو مالک اس شخص سے تاوان وصول کر کے اس میں سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عشر ادا کرے گا اور اگر کھیتی یا پھلوں میں سے کچھ حصہ تلف ہونے سے

بچ جائے تو اس کا عشر اسی میں سے ادا کرے لیکن چونکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ابھی وجوب عشر کا وقت ہی نہیں ہوا تھا اس لیے ان کے نزدیک ایسی تلف کردہ پیداوار کا عشر واجب نہیں ہوگا۔ نیز ان کے نزدیک باقی ماندہ کھیتی اور پھلوں کے نصاب کی تکمیل میں اس پیداوار کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جو وجوب عشر کا وقت آنے سے پہلے ہلاک ہو چکی ہے۔ لہٰذا اگر باقی ماندہ پیداوار بذات خود نصاب کو پہنچ جائے تو عشر ادا کر دیا جائے ورنہ نہیں۔

امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جو وقت وجوب ہے اگر اس کے بعد کھیتی یا پھل از خود قدرتی طور پر ضائع ہو گئے تو ہلاک شدہ کا اگرچہ عشر ادا نہیں کیا جائے گا لیکن باقی ماندہ پیداوار اگر نصاب کو نہیں پہنچتی تو تکمیل نصاب کی خاطر ہلاک شدہ پیداوار کا اعتبار کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر نصاب مکمل ہو جائے تو عشر ادا کرنا واجب ہوگا ورنہ نہیں۔

اور اگر وقت وجوب کے بعد کھیتی یا پھل کو مالک نے خود ضائع کیا ہے تو اس کا عشر مالک کے ذمہ واجب الادا ہوگا۔ اور اگر مالک کے علاوہ کسی اور شخص نے اس کی پیداوار کو وقت وجوب کے بعد ضائع کیا ہے تو اس سے تاوان لے کر اس کا عشر ادا کرے۔ اور اگر پیداوار کا کچھ حصہ ضائع کرنے والے کی دستبرد سے بچ گیا ہے تو اس کا عشر باقی ماندہ حصے سے ادا کرے۔ (بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۱۹۸-۱۹۷)

عشر کا مستحق کون؟

مستحق عشر ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو مستحق زکوٰۃ کے لیے ہیں۔ یہ شرائط چار ہیں:

❶ **محتاج ہونا:** محتاج ہونے کی متعدد صورتیں ہیں:

1۔ **فقیر ہونا:** فقیر ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس اپنی حاجت اصلیہ اور قرض سے بچا ہوا مال نصاب کو نہ پہنچے۔

2۔ **مسکین ہونا:** مسکین ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو۔

3۔ **عاملین صدقات:** حکومت کی طرف سے جو لوگ عشر وغیرہ کی وصولی کے لیے مقرر کیے

گئے ہوں وہ سب عاملین صدقات کہلاتے ہیں۔ البتہ یہ لوگ غنی ہونے کی صورت میں بھی وصولی صدقات کے عمل کی اجرت کے طور پر زکوٰۃ میں سے وصول کر سکتے ہیں۔

4. مقروض ہونا: اس سے وہ مقروض مراد ہے کہ جس کے پاس قرض منہا کرنے کے بعد حاجت اصلیہ سے زائد اتنا مال نہ بچے، جو نصاب کو پہنچتا ہو۔

5. خادمین اسلام: تمام وہ لوگ جو دینی خدمات اور دیگر امور خیر میں مشغول رہتے ہوں اور ضرورت مند ہوں۔

6. مسافر: جو سفر میں کسی وجہ سے محتاج ہو گیا ہو۔ اگر چہ بقدر نصاب مال اس کے وطن میں اس کے پاس ہو۔

❷ مسلمان ہونا: لہٰذا عشر کی رقم کسی کافر کو نہیں دی جاسکتی اگر چہ وہ کتنا ہی محتاج اور فقیر کیوں نہ ہو۔

❸ بنی ہاشم میں سے نہ ہونا: عشر کی ادائیگی کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ جسے عشر کا مال دیا جارہا ہے وہ بنو ہاشم میں سے نہ ہو۔ بنو ہاشم سے مراد حضرت علی، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد ہے۔

❹ املاک کا آپس میں متصل نہ ہونا: عشر ادا کرنے والے شخص اور جس کو عشر کا مال دیا جارہا ہے، ان کے منافع املاک آپس میں متصل نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص عشر کا مال اپنے والدین اور والدین کے آباؤ اجداد نیز اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو نہیں دے سکتا کیونکہ عادۃً ان رشتوں میں منافع املاک آپس میں متصل ہوتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کو عشر کا مال نہیں دے سکتے۔

(بدائع الصنائع ملخصا، ج:۲، ص:۴۳ تا ۶۵،۹۴)

وجوب عشر کے بعد اس کا سقوط:

وجوب عشر کے بعد عشر کے ساقط ہونے کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ مال کی تعدی وکوتاہی کے بغیر پیداوار کا ہلاک ہو جانا۔ اگر کل پیداوار ہلاک ہو گئی

تو کل کا عشر ساقط ہو گیا اور اگر پیداوار کا کچھ حصہ ہلاک ہوا تو اس کا عشر ساقط ہو گیا۔ باقی ماندہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کا عشر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ادا کرنا ہوگا۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اگر باقی ماندہ حصہ نصاب کو پہنچتا ہو یا ہلاک شدہ حصے کو ملا کر نصاب پورا ہو جاتا ہو تو باقی ماندہ حصے کا عشر ادا کرنا ہوگا ورنہ نہیں۔

۲۔ مرتد ہو جانا (العیاذ باللہ) چونکہ عشر میں عبادت کا معنی پایا جاتا ہے اور مرتد عبادت کا اہل نہیں ہے لہٰذا عشر ساقط ہو جائے گا۔

۳۔ پیداوار کے موجود نہ ہونے کی صورت میں مالک کا بلا وصیت مر جانا۔ البتہ اگر پیداوار موجود ہو تو اس میں سے عشر نکالا جائے گا یا اگر چہ پیداوار موجود نہیں ہے لیکن مالک مرتے وقت ادائیگی عشر کی وصیت کر گیا ہے تو اجراء وصیت کے قواعد کے مطابق ایک تہائی مال میں سے عشر ادا کیا جائے گا۔ (بدائع الصنائع، ج:۲،ص:۶۵)

مسئلہ:

عشر نکالنے سے پہلے پیداوار کا استعمال جائز نہیں الا یہ کہ ادائیگی عشر کا عزم مصمم ہو۔ (محمد بن محمد المعروف بان طمہرار، فتاوی بازیہ علی ہاشم الہندیہ، ج:۴،ص:۹۳)

اگر خود فصل نہ بونی تو عشر کس پر ہے؟

عشر کی ادائیگی میں زمین کا مالک ہونا شرط نہیں ہے بلکہ پیداوار کا مالک ہونا شرط ہے۔ اس لیے جو جتنی پیداوار کا مالک ہوگا وہ اس پیداوار کا عشر ادا کرے گا۔ فتاویٰ شامی میں ہے کہ ''عشر واجب ہونے کے لیے زمین کا مالک ہونا شرط نہیں بلکہ پیداوار کا مالک ہونا شرط ہے کیونکہ عشر پیداوار پر واجب ہوتا ہے نہ کہ زمین پر، اور زمین کا مالک ہونا یا نہ ہونا دونوں برابر ہے۔'' (ردالمحتار، ج:۳،ص:۳۱۴)

اگر زمین کا مالک خود کھیتی باڑی میں حصہ نہ لے بلکہ مزارعوں سے کام لے تو اس سلسلے میں دیکھا جائے گا کہ۔۔۔

اگر مزارع سے مراد وہ ہے جو زمین بٹائی پر لیتا ہے یعنی پیداوار میں سے آدھا یا

تیسرا حصہ وغیرہ مالکِ زمین کا اور بقیہ مزارع کا ہو تو اس صورت میں دونوں پر ان کے حصہ کے مطابق عشر واجب ہوگا۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے: ''عشری زمین بٹائی پر دی تو عشر دونوں پر ہے۔'' (بہار شریعت، ج:۱، ح:۵، مسئلہ:۳۲ص:۹۲۱)

اور اگر مزارع سے مراد وہ ہے، جس کو مالِک زمین نے زمین اجارہ پر دی مثلاً فی ایکڑ پچاس ہزار روپیہ تو اس صورت میں عشر مزارع پر ہوگا مالکِ زمین پر نہیں۔

(بدائع الصنائع، ج:۲،ص:۸۴)

اسلام میں عید الفطر کی فضیلت و اھمیت

لغت میں لفظ عید لوٹ کر آنے کو کہتے ہیں، اور عید کو عید اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن اللہ رب العزت اپنے بندوں کی طرف فرحت و شادمانی کو بار بار لاتا ہے۔ عید کی جمع اعیاد آتی ہے۔

عید میں اعلیٰ اور قیمتی لباس پہننے، عمدہ اور لذیز کھانا کھانے، حسین عورتوں سے مصافحہ کرنے، فلمیں، ڈرامے اور ڈانس دیکھنے اور لذت و شہوت سے لطف اندوز ہونے سے عید نہیں ہوتی ہے، بلکہ مسلمان کی عید ہوتی ہے...... طاعت و بندگی کی علامات کے ظاہر ہونے سے، گناہوں اور خطاؤں سے دوری اپنانے سے، اللہ رب العزت کی طرف سے خلعتیں، بخششیں اور کرامتیں حاصل ہونے سے، سینہ کے اندر ایمان سے منور ہونے سے، عبادات کے سبب دل میں سکون پیدا ہو جانے سے، علوم وفنون اور حکمتوں کا دل کے اتھاہ سمندر سے نکل کر زباں پر رواں ہو جانے سے عید کی حقیقی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں کو عبادت کی، اس کا دل اس دن نہیں مرے گا، جس دن دل مر جائیں گے (الترغیب والترھیب، ج:۱، ص:۴۳۵، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور) دل کے مرنے سے مراد قیامت کے دن خوف و گھبراہٹ سے دلوں کا عالم بے خودی میں ہونا ہے۔ جس کے متعلق ارشاد ربانی ہے: وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ (الحج ۲۲:۲) اور (اے دیکھنے والے!) تو لوگوں کو نشہ (کی حالت) میں دیکھے گا حالانکہ وہ (فی الحقیقت) نشہ میں نہیں ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب (ہی اتنا) سخت ہوگا (کہ ہر شخص حواس باختہ ہو جائے گا)۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: جس نے پانچ راتوں کو (عبادت) سے زندہ رکھا، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ (وہ پانچ راتیں یہ ہیں: ❶ ذوالحجہ کی آٹھویں رات ❷ ذوالحجہ کی نویں رات ❸ ذوالحجہ کی دسویں رات (عیدالاضحیٰ کی رات) ❹ عیدالفطر کی رات ❺ شب برأت۔

(الترغیب والترھیب، ج:۱،ص:۴۳۵)

عید الفطر کے دن اللہ عزوجل کی امت محمدیہ پر کرم نوازی:

حضرت سعد بن اواس انصاری اپنے والد رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ محبوب خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پکارتے ہیں: اے گروہ مسلمین! چلو اپنے رب کریم کی بارگاہ کی طرف۔ وہی تمہیں توفیق خیر عطا کر کے احسان فرماتا ہے۔ پھر آپ پر بہت بڑا ثواب عطا فرماتا ہے۔ تمہیں راتوں کو قیام (نماز تراویح وغیرہ) کا حکم دیا گیا، تم نے قیام کیا اور دن کو روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے بھی رکھے اور اپنے پروردگار کی اطاعت وفرماں برداری کی اور اب اپنی جزائیں سمیٹ لو۔ پھر جب لوگ نماز عید پڑھ لیتے ہیں تو ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ سن لو! تمہارے رب نے تمہیں بخش دیا ہے۔ خیرات و برکات لوٹتے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ کیونکہ یہ انعام واکرام کا دن ہے اور آسمانوں میں اس دن کا نام یوم الجائزہ (انعام کا دن) رکھا جاتا ہے۔ (الترغیب والترھیب، ج:۱،ص:۴۳۵۔۴۳۶)

ماہِ شوال المکرم مین چھ روزے رکھنے کی فضیلت:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، وہ ایسے ہے جیسے اس نے سارا زمانہ روزہ رکھا۔

(صحیح مسلم، ج:۱،ص:۳۶۹، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یاد رکھیے! شوال کے چھ روزے مسلسل رکھیں یا متفرق رکھیں۔ دونوں طرح صحیح ہے۔ لیکن عیدالفطر (یکم شوال المکرم) کے دن روزہ نہ رکھیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع

فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو سعید حذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم، ج:۱، ص:۳۶۰)

قبر میں ایک ہزار انوار:

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عید الفطر کے دن ۳۰۰ مرتبہ "سبحان اللہ و بحمدہ" پڑھا اور مسلمان مُردوں کی روحوں کو اس کا ثواب ہدیہ کیا تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں اور جب وہ (پڑھنے والا) مرے گا تو اللہ رب العزت اس کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔

(مکاشفۃ القلوب، ص: ۶۱۵، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

شیطان کی گریہ وزاری:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ شیطان ہر عید پر نوحہ وزاری کرتا ہے اور تمام شیاطین اس کے ارگرد جمع ہو کر پوچھتے ہیں، اے آقا! آپ کیوں غضب ناک اور اداس ہیں؟ شیطان کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امت محمدیہ (ﷺ) کو بخش دیا، لہٰذا تم انہیں لذتوں اور خواہشات نفسانی میں مبتلا کر دو۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۶۱۶)

عید کس کے لیے ہے؟

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خدمت میں عید کے دن ایک شخص حاضر ہوا، آپ اس وقت بھوسی کی روٹی کھا رہے تھے۔ اس نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے اور آپ جو کی بھوسی کی روٹی کھا رہے ہیں؟ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: آج عید تو اس کی ہے جس کا روزہ قبول ہو۔ جس کی محنت مشکور ہو اور جس کے گناہ بخش دیے گئے ہوں۔ آج کا دن بھی ہمارے لیے عید کا دن ہوگا اور ہر وہ دن ہمارے لیے، عید کا دن ہے، جس دن ہم اللہ عزوجل کی نافرمانی نہ کریں۔

(غنیۃ الطالبین، ص:۴۱۱، مطبوعہ پروگریسو بکس اردو بازار لاہور)

مومن اور کافر کی عید میں فرق:

عید کی خوشی منانے میں مومن اور کافر دونوں شریک ہیں۔ یعنی کافر بھی (اپنے طریقے سے) عید کی خوشی مناتا ہے اور مومن بھی۔ لیکن کافر کی عید شیطان کی خوشنودی کے لیے ہے اور مومن کی عید اللہ عزوجل شانہ کی رضا کے لیے ہے۔ مومن عید کے لیے (عیدگاہ) جاتا ہے۔ اس کے سر پر ہدایت کا تاج ہوتا ہے، حیا اور شرم اس کی آنکھوں سے ظاہر ہوتی ہے اور کان حق سننے کی طرف راغب ہوتے ہیں، زبان پر توحید کی شہادت اور دل میں معرفت و یقین ہوتا ہے، اس کے شانوں پر اسلام کی چادر اور کمر میں اطاعت الٰہی کا پٹکا (کمر بند) ہوتا ہے۔ اس کا مقدر منزل خانقاہ اور مسجد ہوتی ہے، اس کا معبود بندوں اور ساری مخلوق کا رب ہوتا ہے وہ اسی کے سامنے گڑگڑاتا ہے، اسی سے مانگتا ہے۔ اللہ عزوجل شانہ کی عطا اور بخشش اس کی پذیرائی ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل شانہ اسے مقام عزت عطا فرمائے گا اور جنت میں داخل فرمائے گا۔

کافر عید کے لیے جائے تو اس کے سر پر نامرادی اور گمراہی کا تاج ہوتا ہے، کانوں پر غفلت کا پردہ پڑا رہتا ہے۔ جبیں بے حیائی اور خواہشات نفسانی کا پتا دیتی ہے، زبان پر بدبختی اور شقاوت کی مہر لگی ہوتی ہے۔ دل پر جہالت اور انکار کا اندھیرا چھایا رہتا ہے، کمر میں بدبختی کا پٹکا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے الگ ہونے کے ہیبت ناک گڑھے درمیان میں حائل ہوتے ہیں (یعنی ایسے گڑھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان حائل ہوتے ہیں) ان کی نشست و برخاست کی جگہیں گرجے اور آتش کدے ہوں گے، اس کے معبود بت ہوں گے، آخر کار ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص: ۴۱۰)

عیدالفطر پڑھنے کا طریقہ:

پہلے پہل نماز عیدالفطر کی اس طرح نیت کریں: دو رکعت نماز عیدالفطر، ساتھ چھ زائد واجب تکبیرات کے، بندگی اللہ رب العزت کی، منہ طرف قبلہ شریف کے، پیچھے حاضر امام کے۔

پھر پہلی رکعت میں ثناء کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے امام صاحب تین بار اللہ اکبر کہیں گے، مقتدی بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں، پہلی دو تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں جبکہ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں اور حسب معمول امام صاحب کے ساتھ رکعت پوری کریں۔ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین بار تکبیرات کہیں، اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ چوتھی بار اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور بقیہ نماز مکمل کریں۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے اعمال صالحہ کو قبول اور افعال سیہ سے درگزر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

❁❁❁❁❁

صدقۂ فطر کا وجوب اور اس کے مقاصد

انسان چونکہ خطا کا پتلہ ہے، اس لیے رمضان المبارک میں حالتِ روزہ میں بھی بعض دفعہ اس سے دانستہ یا نادانستہ کچھ ایسے افعال سرزد ہو جاتے ہیں، جن کی وجہ سے روزہ کے اجر وثواب میں کچھ کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے مسلمانوں پر صدقۂ فطر واجب فرمایا ہے۔ صدقۂ فطر کی ادائیگی کیے بغیر ہمارے روزے درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچ سکتے۔ جیسا کہ فرمانِ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

''بندہ کا روزہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتا ہے، جب تک کہ صدقۂ فطر ادا نہ کرے۔'' (کنز العمال، ج:۴، ص:۳۱۶)

صدقۂ فطر روزوں کی طہارت کا باعث ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر مقرر فرمائی کہ لغو اور بے ہودہ کلام سے روزہ کی طہارت اور مساکین کا طعام ہو جائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص:۱۶۰، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ایک مسلمان سے سہواً بھی روزہ کی بے ادبی ہو جاتی ہے تو اس لیے اس کے کفارہ کے طور پر واجب کیا گیا ہے۔

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

صدقۂ فطر اس مسلمان پر واجب ہے جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر پاکستانی کرنسی حاجت اصلیہ سے زائد موجود ہوں۔ یاد رکھیں! صدقۂ فطر کے لیے بالغ اور عاقل ہونا شرط نہیں، اسی طرح سال کا گزرنا بھی ضروری نہیں ہے۔

بچہ اور مجنون کا صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

مرد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے صدقۂ فطر

ادا کرنا واجب ہے جبکہ بچہ خود مالک نصاب نہ ہو، ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے اور مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جبکہ غنی نہ ہو، تو اس کا صدقہ اس کے باپ پر واجب ہے اور اگر غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ خواہ جنون کی حالت میں بالغ ہوا ہو یا اسے بعد میں عارض ہوا ہو، دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

(بہار شریعت، حصہ: ۵، ص: ۳۵، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، بحوالہ درمختار)

کیا صدقۂ فطر، فقط روزہ دار پر واجب ہوتا ہے؟

صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا، جب بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔

(بہار شریعت، حصہ: ۵، ص: ۳۵)

صدقۂ فطر کسے دیا جاسکتا ہے؟

صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں، جو زکوۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوۃ دے سکتے ہیں، انہیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنہیں زکوۃ نہیں دے سکتے انہیں فطرہ بھی نہیں دے سکتے، سوائے عامل کے کہ اسے زکوۃ دی جاسکتی ہے فطرہ نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ: ۵، ص: ۳۷)

کیا صدقۂ فطر رمضان المبارک سے پہلے بھی دیا جاسکتا ہے؟

صدقۂ فطر کا مقدم کرنا مطلقاً جائز ہے، جبکہ جس کی طرف سے فطرہ دیا جارہا ہے وہ موجود ہو، اگرچہ رمضان المبارک سے قبل ادا کر دیا جائے لیکن بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عیدگاہ جانے سے قبل ادا کیا جائے۔

(بہار شریعت، ملخصاً، حصہ: ۵، ص: ۳۶۔ فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰، ص: ۲۵۳)

صدقۂ فطر کی مقدار:

صدقۂ فطر کی مقدار احتیاطاً سوا دو کلو گندم یا اس کی قیمت ہے۔

احکام و مسائلِ عیدِ قربان

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، انسانی زندگی کا کوئی بھی گوشہ ایسا نہیں جس کی رہبری اور راہنمائی کے لیے اسلامی تعلیمات ناکافی ہوں۔ لیکن! المیہ یہ ہے کہ عوام الناس نے مسائل شرعیہ سے آگاہی کو شجر ممنوعہ قرار دے رکھا ہے اور سنی سنائی باتوں ہی کو احکامِ شرعیہ سمجھ کر قناعت کرلی ہے۔ فرض و واجب کی ادائیگی درست ہو رہی ہے یا غلط، اس سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ ادھر صاحبِ علم اور صاحبِ منصب فقط یہ بات کہہ کر اپنی ذمہ داری سے بری ہو جاتے ہیں کہ مسائل کوئی سنتا ہی نہیں۔ اگر مسائل شرعیہ بیان کرنے والے ہیں تو وہ فقط آٹے میں نمک کے برابر.........تو اسی خرابی کی وجہ سے بندہ ناچیز کے دل میں یہ خیال اجاگر ہوا کہ کیوں نہ "مسائلِ عید قربان" کو سیدھے سادے الفاظ میں ڈھال کر عوام الناس کو ان سے آگاہ کیا جائے۔ اسی لیے ذیل میں چند مسائل ذکر کیے جا رہے ہیں۔ انہیں پڑھیے، سمجھیے اور حتی الوسع عمل کیجیے اللہ رب العزت ہم سب کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے۔ آمین۔

﴿1﴾ قربانی کرنا، سنت ابراہیمی کی پیروی اور اللہ عز و جل کے حکم کی بجا آوری ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا (ہر امت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر کردی)۔

﴿2﴾ قربانی واجب ہونے کی شرائط: (i) مسلمان ہونا- لہٰذا غیر مسلم پر قربانی نہیں (ii) مقیم ہونا- لہٰذا مسافر پر قربانی کرنا ضروری نہیں البتہ وہ نفلی قربانی کرسکتا ہے (iii) صاحب نصاب ہونا- یہاں نصاب سے وہ نصاب مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے بلکہ وہ نصاب ہے جس سے صدقۂ فطر لازم ہوتا ہے۔ مرد ہونا اس کی شرط نہیں لہٰذا عورت پر بھی اگر وہ نصاب کی مالک ہے تو قربانی واجب ہوگی۔

﴿3﴾ قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں: (i) اونٹ، اونٹنی (ان کی عمر کم از کم پانچ سال ہونا ضروری ہے) (ii) گائے، بیل، بھینس اور بھینسا (ان کی عمر کم از کم دو سال ہونا لازمی ہے)

(iii) بکری، بکرا، دنبہ اور بھیڑ (ان کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے) اگر کوئی جانور بیان کردہ عمر سے زیادہ کا ہو تو افضل ہے، کم کا ہو تو قربانی نہیں ہو سکتی لیکن اگر چھ مہینے کا دنبہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

﴿4﴾ بکری، بکرا، بھیڑ اور دنبہ کو صرف ایک آدمی کی طرف سے قربانی میں ذبح کیا جا سکتا ہے جبکہ گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ اور اونٹنی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ نیز ساتوں افراد کے حصے برابر اور قربانی سے سب کی نیت اللہ تعالٰی کی رضا جوئی ہونا ضروری ہے ورنہ سب کی قربانی نہ ہوگی۔

﴿5﴾ حصوں کی قربانی میں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ کھالیں قربانی کروانے والے اپنی مسجد یا مدرسہ کیلئے رکھ لیتے ہیں اور اس پر کوئی بھی اعتراض نہیں کرتا تو یہ المعروف کالمشروط کے تحت تو جائز ہے لیکن اگر کوئی حصہ دار صراحۃً منع کر دے کہ میرے حصہ کی کھال کہیں نہ دینا بلکہ مجھے ہی دینا تو اس صورت میں اس کے حصہ کی کھال کی مقدار مسجد یا مدرسہ کو دینا جائز نہیں۔

﴿6﴾ جس جانور میں مندرجہ ذیل عیوب میں سے کوئی ایک بھی موجود ہو اس کی قربانی جائز نہیں: (i) سینگ، ہڈی تک ٹوٹا ہوا ہو (ii) اتنا پاگل ہو کہ چرنا چھوڑ دے (iii) اتنا کمزور ہو کہ ہڈی میں مغز نہ رہا ہو (iv) اندھا ہو (v) کانا پن ظاہر ہو (vi) اتنا بیمار ہو کہ چل نہ سکتا ہو (vii) کان، دم، چکی تیسرے حصے سے زائد کٹی ہوئی ہو (viii) کانوں سے خالی ہو (ix) تیسرے حصے سے زائد بینائی چلی گئی ہو (x) بکری کا ایک گائے کے دو تھن خشک یا کٹے ہوئے ہوں (xi) اس جانور میں نر اور مادہ دونوں کی علامتیں (یعنی خنثیٰ) ہوں (xii) گندگی کھانے والا ہو (xiii) اس کا پاؤں کٹا ہوا ہو (xiv) زبان اتنی کٹی ہوئی ہو کہ چارہ نہ کھا سکتا ہو۔

﴿7﴾ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ ان کے اجزء میں سے بعض حرام اور بعض مکروہ تحریمی ہیں جن کا ذکر حسب ذیل ہے: (i) رگوں کا خون (ii) پتا (iii) مثانہ (iv) علامت

مادہ و نر (v) خصیے (vi) غدود (جسم کے اندر کی گانٹھ جسے عربی میں غدہ کہتے ہیں) (vii) حرام مغز (viii) گردن کے دو پٹھے کہ شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں (ix) جگر کا خون (x) تلی کا خون (xi) گوشت کا خون جو ذبح کے بعد گوشت میں سے نکلتا ہے (xii) دل کا خون (xiii) پت یعنی وہ زرد پانی جو پتے میں ہوتا ہے (xiv) ناک کی رطوبت کہ بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے (xv) پاخانہ کا مقام (xvi) آنتیں (xvii) نطفہ (xviii) وہ نطفہ جو خون ہو گیا (xix) وہ گوشت کا ٹکڑا جو رحم میں نطفے سے بنتا ہے (xx) وہ نطفہ جو کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مر گیا (فتاویٰ رضویہ)۔

﴿8﴾ قربانی کا وقت دس ذی الحجہ کی طلوع صبح صادق سے لے کر بارہ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک یعنی تین دن اور دو راتیں ہیں۔ البتہ غلطی کے احتمال کی وجہ سے رات کو قربانی کرنا مکروہ ہے۔

﴿9﴾ قربانی کرتے وقت جانور کو اس طرح لٹائیں کہ جانور اور ذبح کرنے والا دونوں قبلہ رو ہوں کیونکہ یہ سنت مؤکدہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

﴿10﴾ جس شخص نے قربانی کرنی ہو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ قربانی کے بعد ناخن ترشوائے اور بال کٹوائے جیسا کہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے: ”جس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھا اور وہ قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ ہرگز اپنے بال اور ناخن نہ ترشوائے (مسلم، ترمذی)۔

﴿11﴾ مرتد، مشرک، مجوسی، مجنون، نا سمجھ اور اس شخص کا ذبیحہ جو قصداً تکبیر چھوڑ دے حرام و مردار ہے اور ان کے علاوہ کا ذبیحہ حلال ہے۔ جبکہ رگیں ٹھیک کٹ گئی ہوں۔ اگرچہ ذابح عورت یا سمجھ والا بچہ یا گونگا یا بے ختنہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ)

﴿12﴾ اگر گائے یا بکری کے پیٹ سے ذبح کرنے کے بعد بچہ نکلا تو قربانی ہو جائے گی لیکن بچہ اگر مرا ہوا ہو تو وہ حرام ہے اسے پھینک دیا جائے اور اگر زندہ ہو تو وہ حلال ہے اسے ذبح کر دیا جائے۔ (بہار شریعت)

﴿13﴾ اگر کوئی شخص قربانی واجب ہونے کے باوجود نہ کرے تو وہ شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب

اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا نافرمان ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (اور تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو)۔ نیز حدیث مبارک میں بھی ایسے شخص کے بارے میں وعید آئی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے (ابنِ ماجہ)۔

﴿14﴾ اکثر گھروں میں عورتوں کے پاس نصاب سے بھی زائد سونا موجود ہوتا ہے۔ استعمال ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں ان پر قربانی واجب ہوگی۔ اگر قربانی کے لیے رقم موجود نہیں تو سونا بیچ کر یا قرض لے کر قربانی کرنی ہوگی (بہارِ شریعت)۔

﴿15﴾ قربانی کی کھال خاص فقراء کا حق نہیں بلکہ اسے ہر کارِ ثواب میں استعمال کر سکتے ہیں لیکن مدارس و مساجد کو دینا زیادہ بہتر ہے اور قصائی کو اجرت کے طور پر دینا جائز نہیں ہے (فتاویٰ رضویہ)۔

﴿16﴾ ہر ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو جانور حلال ہے مگر جان بوجھ کر ترک کیا تو حرام ہے۔ اسی طرح اگر دل میں پڑھا تو تب بھی حرام ہے۔ (بہارِ شریعت)

﴿17﴾ میت کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے۔

﴿18﴾ عید الاضحیٰ کے چوتھے دن قربانی کرنا جائز نہیں اگر کسی نے چوتھے دن قربانی کی تو اس پر لازم ہے کہ گوشت و پوست کو صدقہ کر دے اور زندہ و ذبح شدہ جانور کی قیمت میں جو فرق آیا وہ بھی صدقہ کرے (بہارِ شریعت)۔

﴿19﴾ شہر میں نمازِ عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ اگر شہر میں کسی ایک جگہ بھی نمازِ عید ہو جائے تو قربانی جائز ہے۔ دیہات یا گاؤں میں جہاں نمازِ عید جائز نہیں وہاں دسویں ذی الحجہ کی طلوعِ فجر سے قربانی کا وقت ہو جاتا ہے (فتاویٰ امجدیہ)۔

﴿20﴾ قربانی کا گوشت غیر مسلم (عیسائی، یہودی، ہندو وغیرہ، بشرطیکہ حربی ہوں) کو دینا شرعاً جائز نہیں۔ اگر دے دیا تو وہ گناہگار ہے۔ فقط توبہ کرلے قربانی ہو جائے گی یعنی غیر مسلم

کو گوشت دینے کے سبب قربانی کا اعادہ کرنا واجب نہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

﴿21﴾ قربانی کے جانوروں کی دیکھ بھال اور تعظیم کی جائے اور کوشش کی جائے کہ بہت کم تکلیف ہو ہر وہ کام جس سے جانور کو بلاوجہ تکلیف پہنچے وہ مکروہ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ جانور کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کرلیں۔ (درمختار)

﴿22﴾ جانور کو خصی کرنا جائز ہے کہ یہ عیب نہیں کیونکہ خصی جانور کا گوشت بہتر ہوتا ہے (خلاصۃ الفتاویٰ)۔ نیز حدیث مبارک میں بھی خصی جانور کے ذبح کرنے کا ذکر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دو مینڈھے سینگ والے چتکبرے خصی کیے ہوئے ذبح فرمائے" (مجمع الزوائد)

﴿23﴾ جانور کو اس طرح ذبح کیا جائے کہ چاروں یا کم از کم تین رگیں کٹ جائیں۔ اگر تین رگیں کٹ گئیں تو جانور حلال ہو جائے گا، ورنہ حرام۔

﴿24﴾ مینڈھا، بھیڑ سے اور دنبہ، دنبی سے افضل ہے۔ بکری، بکرے سے افضل ہے۔ لیکن خصی بکرا، بکری سے افضل ہے۔ گائے، بیل سے اور اونٹنی، اونٹ سے افضل ہے جبکہ گوشت اور قیمت میں برابر ہوں۔ اگر گوشت کی مقدار میں فرق ہو تو جس میں گوشت زیادہ ہو وہ افضل ہے۔

﴿25﴾ خریدتے وقت جانور میں کوئی ایسا عیب نہ تھا۔ جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی ہے۔ اس کے بعد عیب پیدا ہوا تو دیکھا جائے گا کہ اگر وہ شخص نصاب کا مالک ہے، تو دوسرے جانور کی قربانی دے اور اگر مالکِ نصاب نہیں تو اسی کی قربانی کرے۔

﴿26﴾ اگر قربانی کا جانور مر جائے تو مالدار پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے جبکہ فقیر پر دوسرا جانور خریدنا لازم نہیں۔

﴿27﴾ اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو اس کے پاس کھڑے رہیں۔ ذبح سے پہلے یہ دُعا پڑھیں:

قربانی کی دعا: اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ

فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ o اَللّٰهُمَّ لَکَ وَمِنْکَ پھر جانور کی گردن پر چھری رکھیں اور بلند آواز سے پڑھیں بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ یہ تکبیر ذبح کرنے والا پڑھے اور اگر آپ نے بھی چھری پر ہاتھ رکھا ہوا ہے تو آپ بھی پڑھیں۔ جانور کی چار یا تین رگیں کاٹنا ضروری ہے۔ نہ تو اس سے کم ہوں اور نہ ہی زیادہ۔

جانور کو ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

جب جانور ٹھنڈا ہو جائے اور روح بالکل نکل جائے تو کھال اتاریں اور گوشت تیار کرنے کے بعد اگر گائے میں شراکت تھی تو ترازو سے تول کر سات حصے برابر برابر کریں۔ صرف اندازے سے تقسیم جائز نہیں۔ بکری ہو یا گائے کا ساتواں حصہ جو آپ کو ملا اس گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ گھر میں رکھ لیں، دوسرا حصہ دوست احباب اور رشتہ داروں کو دیں اور تیسرا حصہ غرباء ومساکین میں تقسیم کریں۔ جانور کی رسی، اس پر ڈالا گیا کپڑا اور گلے کا ہار وغیرہ صدقہ کر دیں۔

❀❀❀❀❀

تجلیاتِ روزہ و شبِ قدر

روزہ کا لغوی معنی ہے: کسی چیز سے رکنا اور اس کو ترک کرنا اور **روزہ کا شرعی معنی:** مکلف اور بالغ شخص کا ثواب کی نیت سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع کو ترک کرنا اور اور اپنے نفس کو تقویٰ کے حصول کے لیے تیار کرنا۔

تمام ادیان اور ملل میں روزہ معروف ہے، قدیم مصری، یونانی، رومنا ور ہندو سب روزہ رکھتے تھے، موجودہ تورات میں بھی روزہ داروں کی تعریف کا ذکر ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس دن روزہ رکھنا ثابت ہے، یروشلم کی تباہی کو یاد رکھنے کے لیے یہود اس زمانہ میں بھی ایک ہفتہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح موجودہ اناجیل میں بھی روزہ کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور روزہ داروں کی تعریف کی گئی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا اسی طرح تم پر بھی روزہ فرض کیا گیا ہے، تاکہ مسلمانوں کو روزہ رکھنے میں رغبت ہو کیونکہ جب کسی مشکل کام کو عام لوگوں پر لاگو کر دیا جاتا ہے تو پھر وہ سہل ہو جاتا ہے۔ (درمختار علی ردالمحتار ج ۲، ص ۸۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے، روزہ دار نہ جماع کرے، نہ جہالت کی باتیں کرے، اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اس کو گالی دے تو وہ دو مرتبہ یہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ اپنے کھانے، پینے اور نفس کی خواہش کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور (باقی) نیکیوں کا اجر دس گنا ہے۔

(صحیح بخاری)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے، اسی دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے،

ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا، کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے، ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا، ان کے داخل ہونے کے بعد اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا پھر اس میں کوئی داخل نہیں ہو سکے گا۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں جنت کے دروازوں کا ذکر کیا ہے اور دوسری روایت میں رحمت کے دروازوں کا ذکر کیا ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیے جائیں گے اور جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیے جائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں جس نے جھوٹی بات کی اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزے کے سوا ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہوتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص روزہ سے ہو تو وہ نہ جماع کی باتیں کرے نہ شور و شغب کرے، اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے، روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں کہ ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی اس وقت وہ اپنے روزہ سے خوش ہوگا۔ (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے وصال کے روزے رکھے تو صحابہ نے بھی وصال کے روزے رکھے۔ ان پر یہ روزے دشوار ہوئے، آپ ﷺ نے ان کو منع فرمایا صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا تم میں میری مثل کون ہے؟ مجھے تو کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان کا ایک روزہ بھی بغیر عذر یا بغیر مرض کے چھوڑا تو اگر وہ تمام عمر بھی روزے رکھے تو اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کی مسافت تک دور کردیتا ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور ایک رمضان سے دوسرا رمضان ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ گناہ کبیرہ سے بچا جائے۔ (صحیح مسلم)

حضرت مالک بن حویرثؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے منبر پر چڑھے، جب آپ نے پہلی سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا آمین، جب دوسری سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا آمین پھر جب تیسری سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا آمین۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد! جس نے رمضان کو پایا اور اس کی بخشش نہیں کی گئی اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کردے میں نے کہا آمین اور کہا جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اس کے باوجود وہ دوزخ میں داخل ہوگیا، اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کردے میں نے کہا آمین اور کہا جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے اور اس کو (اپنی رحمت سے) دور کردے میں نے کہا

۔آمین (صحیح ابن حبان)

حضرت سلمان ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس ایک عظیم اور مبارک مہینہ آ پہنچا ہے اس مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ نے اس مہینہ میں روزہ کو فرض کر دیا ہے اور اس کی رات میں قیام کو نفل کر دیا ہے جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی کرے تو وہ دوسرے مہینہ میں فرض ادا کرنے کی مثل ہے اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرے تو وہ ایسا ہے جیسے دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ غمگساری کرنے کا مہینہ ہے، یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے اس مہینہ میں جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لیے گناہوں کی مغفرت ہے اور اس کی گردن کے لیے دوزخ سے آزادی ہے اور اس کو بھی روزہ دار کی مثل اجر ملے گا اور روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر شخص کی یہ استطاعت نہیں ہے کہ وہ روزہ دار کو افطار کرا سکے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جو روزہ دار کو ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ سے روزہ افطار کرائے، یہ وہ مہینہ ہے جس کا اوّل رحمت ہے، جس کا اوسط مغفرت ہے اور جس کا آخر جہنم سے آزادی ہے، جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے خادم سے کام لینے میں تخفیف کی اللہ اس کی مغفرت کر دے گا اور اس کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ اس مہینہ میں چار خصلتوں کو جمع کرو، دو خصلتوں سے تم اپنے رب کو راضی کرو اور دو خصلتوں کے بغیر تمہارے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے، جن دو خصلتوں سے تم اپنے رب کو راضی کرو گے وہ کلمہ شہادت پڑھنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا ہے اور جن دو خصلتوں کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے وہ یہ ہیں کہ تم اللہ سے جنت کا سوال کرو اور اس سے دوزخ سے پناہ طلب کرو اور جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے پلائے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی حتی کہ وہ جنت میں چلا جائے گا۔ (صحیح ابن خزیمہ، بیہقی، صحیح ابن حبان)

امام ابن حبان نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے مہینہ میں اپنی حلال کمائی سے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور لیلۃ القدر میں جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے جبرائیل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور اس کے بہت آنسو نکلتے ہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ فرمایئے اگر کسی شخص کے پاس افطار کرانے کے لیے کچھ نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک مٹھی طعام دے دے، میں نے کہا یہ فرمایئے اگر اس کے پاس روٹی کا ایک لقمہ بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا وہ ایک گھونٹ دودھ دے دے، میں نے عرض کیا اگر اس کے پاس وہ بھی نہ ہو؟ فرمایا ایک گھونٹ پانی دے دے۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت سے بیان کرتے ہیں کہ جب رمضان آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس رمضان آ گیا ہے، یہ برکت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس میں ڈھانپ لیتا ہے اس میں رحمت نازل ہوتی ہے اور گناہ جھڑ جاتے ہیں اور اس میں دعا مقبول ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں تمہاری رغبت کو دیکھتا ہے سو تم اللہ کو اس مہینہ میں نیک کام کر کے دکھاؤ کیونکہ وہ شخص بد بخت ہے جو اس مہینہ میں اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم رہا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے، تو جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ماہ ان میں سے ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ماہ ان میں سے کوئی دروزہ کھولا نہیں جاتا اور سرکش جنوں کے گلوں میں طوق ڈال دیا جاتا ہے اور ہر رات صبح تک ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے، اے نیکی کے طلب کرنے والے نیکی کا قصد کر اور زیادہ نیکی کر، اور اے برائی کے طلب کرنے والے برائی میں کمی کر اور آخرت میں غور وفکر کر، کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جائے اور کوئی توبہ کرنے والا ہے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور کوئی دعا کرنے والا

ہے تو اس کی دعا قبول کی جائے اور کوئی سوال کرنے والا ہے تو اس کا سوال پورا کیا جائے اور اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کی ہر رات میں ساٹھ ہزار لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور رمضان کی ہر رات میں جتنے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے عید کے دن اس سے تیس گنا زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا اور تمام مہینوں پر اس کی فضیلت بیان کی پس فرمایا جس نے رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے قیام کیا اور گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ نے سوال کیا: یا رسول اللہ ﷺ یہ بتائیے اگر میں اللہ کے وحدہٗ لاشریک ہونے اور آپ کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دوں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوٰۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور قیام کروں تو میرا کن لوگوں میں شمار ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا صدیقین اور شہداء میں۔ (الترغیب والترہیب)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جنت ابتدائے سال سے سال آئندہ تک رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے۔ جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے۔ وہ کہتی ہے، اے رب تو اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ (بیہقی)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں رمضان کی آخر شب میں اس امت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کی گئی کیا وہ شب قدر ہے؟ فرمایا: نہیں لیکن کام کرنے والے کو اس وقت مزدوری پوری دیدی جاتی ہے جب وہ کام پورا کر لے۔

(امام احمد بن حنبل)

سہل بن سعدؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں ایک دروازہ کا نام ریان ہے۔ اس دروازہ سے وہی جائیں گے جو روزے رکھتے ہیں (سنن ترمذی و نسائی)۔ عبداللہ بن عمرؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں روزہ وقرآن بندہ کے لیے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا، اے رب میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا، اے رب میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا میری شفاعت اس کے بارے میں قبول کر۔ دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔ (امام احمد وحاکم۔ طبرانی اور بیہقی)

ابو ہریرہؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر شے کے لیے زکوٰۃ ہے اور بندہ کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔ (ابن ماجہ)

ابو امامہؓ سے راوی عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے ارشاد فرمایا: روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ میں نے عرض کی مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے۔ ارشاد فرمایا: روزہ کو لازم کرلو اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ انہوں نے پھر وہی عرض کی وہی جواب ارشاد ہوا۔ (نسائی وابن خزیمہ وحاکم)

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رَد نہیں کی جاتی۔ (بیہقی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، تین شخصوں کی دعا رَد نہیں کی جاتی، روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے، عادل بادشاہ اور مظلوم کی دعا۔ اس کو اللہ تعالیٰ ابر سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور رب عزوجل فرماتا ہے، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑے زمانہ بعد۔ (امام احمد وترمذی وابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان)

جابر بن عبداللہؓ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ باتیں دی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں: اوّل یہ کہ جب رمضان کی

پہلی رات ہوتی ہے اللہ عزوجل ان کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف نظر فرمائے گا اسے کبھی عذاب نہ کرے گا۔ دوسری یہ کہ شام کے وقت ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ اچھی ہے۔ تیسری یہ کہ ہر دن اور رات میں فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ اللہ عزوجل جنت کو حکم فرماتا ہے کہتا ہے، مستعد ہو جا اور میرے بندوں کے لیے مزین ہو جا قریب ہے کہ دنیا کی تعب سے یہاں آکر آرام کریں۔ پانچویں یہ کہ جب آخر رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ کسی نے عرض کی کیا وہ شب قدر ہے؟ فرمایا: نہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام کرنے والے کام کرتے ہیں، جب کام سے فارغ ہوتے ہیں اس وقت مزدوری پاتے ہیں۔ (بیہقی)

تجلیات شب برأت

شعبان المکرم کی پندرھویں رات بہت ہی عظمتوں، برکتوں اور شانوں والی ہے کہ اس کا تذکرہ اللہ رب العزت نے اپنی لاریب کتاب کی سورۃ الدخان میں اس طرح کیا ہے: ''بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں، اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔'' تفسیر قرطبی، تفسیر خزائن العرفان، الجامع لاحکام القرآن وغیرہ کتب میں ہے کہ برکت والی رات سے مراد شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ اس رات کو مختلف اعتبارات سے مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے جن میں سب سے زیادہ مشہور ''شب برأت'' ہے۔ چونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بہت سارے بندوں کو جہنم سے بری کر دیتا ہے اس لیے اسے شب برأت کہا جاتا ہے۔ حدیث پاک میں اس رات کو لیلۃ الصک کہا گیا ہے، کیونکہ مسلمانوں کو اس رات میں گناہوں سے آزادی کی دستاویزات مل جاتی ہیں۔ اسی طرح لیلۃ البرأت اور لیلۃ الرحمہ بھی کہا گیا ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب تفسیر نور العرفان میں فرماتے ہیں کہ اس رات میں سال بھر کے رزق، موت، زندگی، عزت، ذلت غرضیکہ تمام انتظامی امور لوحِ محفوظ سے فرشتوں کے صحیفوں میں نقل کر کے ہر صحیفہ اس محکمہ کے فرشتوں کو دے دیا جاتا ہے۔ جیسے ملک الموت کو تمام مرنے والوں کی فہرست وغیرہ۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ نمبر ۷۸۴)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نصف شعبان کی رات ہو تو اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو، کیونکہ اللہ سبحانہ اس رات میں غروب شمس سے آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے پس فرماتا ہے: ''سنو! کوئی ہے بخشش طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں، سنو! کوئی ہے رزق طلب کرنے والا کہ میں اسے رزق دوں، سنو! کوئی ہے مصیبت زدہ کہ میں اس کو عافیت میں رکھوں، سنو! کوئی (وہ یونہی فرماتا رہتا ہے) حتیٰ کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔''

(تبیان القرآن جلد نمبر ۱۰، صفحہ نمبر ۷۴۵ بحوالہ سنن ابن ماجہ)

گویا بقول علامہ اقبال تمام رات یہی ندا آتی رہتی ہے:

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں　　　راہ دکھلائیں کسے کوئی راہرو منزل ہی نہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتی ہو کہ شعبان کی پندرھویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ فرمایئے۔ ارشاد ہوا آئندہ سال میں جتنے بھی پیدا ہونے والے ہوتے ہیں وہ سب اس شب میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور جتنے لوگ آئندہ سال میں مرنے والے ہوتے ہیں وہ بھی اس رات میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس رات میں لوگوں کے (سال بھر کے) اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اس میں لوگوں کا مقررہ رزق اتارا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد ۱، صفحہ نمبر ۲۷۷)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، شعبان کی پندرھویں رات میں اللہ تعالیٰ ملک الموت کو ایک فہرست دے کر حکم فرماتا ہے کہ جن جن لوگوں کے نام اس میں لکھے ہیں ان کی روحوں کو آئندہ سال مقررہ وقتوں پر قبض کرنا، تو اس شب میں لوگوں کے حالات یہ ہوتے ہیں کہ کوئی باغوں میں درخت لگانے کی فکر میں ہوتا ہے، کوئی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہوتا ہے، کوئی کوٹھی بنگلہ بنوا رہا ہوتا ہے، حالانکہ ان کے نام مُردوں کی فہرست میں لکھے جا چکے ہوتے ہیں۔ (مصنف عبدالرزاق) حضور علیہ السلام کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ عرب کے قبیلہ بنو طالب کی بھیڑ بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ مَیں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر کھول دیتا ہے بقرعید کی رات، عید الفطر کی رات، نصف شعبان کی رات، جس میں لوگوں کی زندگیوں اور رزق کے متعلق لکھا جاتا ہے اور اس میں حج کرنے والے کا نام لکھا جاتا ہے اور عرفات کی شب میں فجر کی اذان تک۔ (تبیان القرآن جلد نمبر ۱۰، صفحہ ۷۴۷، بحوالہ الدر المنثور)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا: ''شعبان کی پندرھویں رات میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دو شخصوں کے سوا سب مسلمانوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ایک کینہ پرور اور دوسرا کسی کو ناحق قتل کرنے والا۔'' (مشکوٰۃ شریف، جلد۱، صفحہ۲۷۸)

متعدد کتب احادیث میں مزید رشتے ناطے توڑنے والا، بطور تکبر ازار ٹخنوں سے نیچے رکھنے والا، جادوگر، کاہن، سود خور اور بدکار کا بھی ذکر ہے کہ ان کی بھی مغفرت نہیں ہوتی۔ پس ایسے لوگوں کو چاہیے کہ جلد از جلد اپنے گناہوں سے سچی اور پکی توبہ کر لیں تا کہ یہ بھی شب برأت کی رحمتوں اور برکتوں سے بہرہ ور ہو سکیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس رات جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور کافی دیر تک دعائیں فرماتے رہتے۔ آپ ﷺ اس رات میں یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ اَللّٰھُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔ ''اے اللہ میں تیرے عذاب سے تیرے عفو درگزر کے ساتھ پناہ لیتا ہوں، تیری ناراضگی سے تیری خوشنودی اور رضامندی کے ساتھ پناہ لیتا ہوں، اے اللہ میں تیری حمد وثناء کا احاطہ نہیں کر سکتا، تیرے لیے وہ حمد وثناء ہے جو تو نے خود فرمائی ہے۔''

شب برأت میں حضور علیہ السلام نے خود بھی شب بیداری کی اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ شعبان کی پندرھویں رات میں شب بیداری کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس فرمانِ جلیل کی تعمیل میں صحابۂ کرام، تابعینِ عظام اور علماءِ اہلسنت کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ اس رات میں شب بیداری کا اہتمام کرتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تابعین میں سے جلیل القدر حضرات، مثلاً حضرت خالد بن معدان، حضرت مکحول، حضرت لقمان بن عامر اور حضرت اسحاق بن راہویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسجد میں جمع ہو کر شعبان کی پندرھویں شب میں بیداری کرتے تھے اور رات بھر مسجد میں عبادات میں معروف رہتے تھے۔

اس رات کو عبادت میں گزارنا چاہیے۔ چاہے وہ جس طرح بھی ہو قرآن مجید

پڑھنا، نوافل پڑھنا، درود شریف پڑھنا، استغفار کرنا، یہ سب امور عبادات میں شامل ہیں، چونکہ عبادت میں خلوص نیت کو بہت بڑا دخل ہے، اس لیے اس رات کی عبادت میں ریاء کاری اور دکھلاوے سے احتراز کیا جائے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہری اعمال اور صورتوں کو نہیں دیکھتا وہ تمہارے دلوں اور ارادوں کو دیکھتا ہے، اگر اس رات زیادہ عبادت نہ کی جاسکے تو کم از کم عشاء اور صبح کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرلی جائے تاکہ پوری رات عبادت میں شمار ہوجائے۔

شب برأت کے چند خاص نوافل:

شعبان کی پندرھویں شب کو دو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھیں: ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور پندرہ مرتبہ سورۂ اخلاص۔ سلام کے بعد ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ انشاء اللہ رزق میں برکت ہوگی۔ ☆ پندرھویں شب کو آٹھ رکعت نماز نفل اس طرح پڑھیں: ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس مرتبہ۔ انشاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ بے شمار فرشتے مقرر کرے گا جو اسے جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری دیں گے۔ اس کے بعد سجدے میں جاکر یہ دعا پڑھیں: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ پڑھیں اور صبح روزہ رکھیں۔

آہ! آج بہت سے کم بخت اور بدنصیب لوگ جو اس مقدس رات میں فکر آخرت اور عبادت و دعا میں مشغول ہونے کی بجائے لہو و لعب میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ آتش بازی، پٹاخے اور ناجائز امور میں مبتلا ہوکر اس مبارک رات کے تقدس کو پامال کرتے ہیں۔ حالانکہ آتش بازی اور پٹاخے نہ صرف ان کے لیے بلکہ پوری قوم و ملت کے لیے نقصان دہ ہیں۔ نیز ایسے لوگ **مال برباد اور گناہ لازم** کا مصداق بنتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے عمل سے اس رات کے تقدس اور عظمت کا ثبوت دیں اور غیر اسلامی رسم و رواج کی حوصلہ شکنی کرکے اپنے دین و ایمان اور اسلامی مملکت جمہوریہ پاکستان کو مستحکم کریں۔

ضرورت مندوں کا تعاون ہمارا بنیادی فرض

اسلام میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا حسین امتزاج ہے۔ اسلام میں نماز سب سے بڑی عبادت ہے، لیکن قرآن حکیم نے ایسے نمازیوں کو ہلاکت کی وعید سنائی ہے جو نماز کو محض قیام، رکوع، سجود تک محدود رکھتے ہیں اور اذہان وقلوب میں للّٰہیت وخشیت پیدا کر کے دکھی انسانیت کو اس کے مصائب وآلام سے نجات نہیں دلاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''پس افسوس (اور خرابی) ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز (کی روح) سے بےخبر ہیں (یعنی انہیں محض حقوق اللہ یاد ہیں حقوق العباد بھلا بیٹھے ہیں)۔ وہ لوگ (عبادت میں) دکھلاوا کرتے ہیں (کیونکہ وہ خالق کی رسمی بندگی بجالاتے ہیں اور پسی ہوئی مخلوق سے بےپرواہی برت رہے ہیں) اور وہ برتنے کی معمولی سی چیز بھی مانگے نہیں دیتے۔''

(الماعون ۱۰۷: ۴ــ۷)

دینِ اسلام میں معاشرتی بہبود کا بنیادی مقصد معاشرے کے محتاجوں، یتیموں، معذوروں، بیماروں، بیواؤں اور بے سہارا لوگوں کی دیکھ بھال اور ان کی فلاح وبہبود ہے۔ یہ مقصد بہتر طور پر اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کی ضرورت اور معذوری دور کر کے معاشرے میں تمول واحتیاج اور دولت وضرورت کے درمیان توازن پیدا کیا جائے۔ جو لوگ ملک سے غربت وافلاس اور ضرورت واحتیاج دور کرنے کے لیے اپنا مال ودولت خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے خرچ کو اپنے ذمے قرضہ حسنہ قرار دیتا ہے۔ ساتھ ہی اس بات کی ضمانت بھی دیتا ہے کہ دنیا وآخرت اس کی ادائیگی کے وقت اسے دوگنا کر دیا جائے گا۔ ارشادِ ربانی ہے:

''بے شک صدقہ وخیرات دینے والے مرد اور صدقہ وخیرات دینے والی عورتیں اور جنھوں نے اللہ کو قرضِ حسنہ کے طور پر قرض دیا۔ ان کے لیے (صدقہ وقرض کا اجر) کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لیے بڑی عزت والا ثواب ہوگا۔'' (الحدید ۵۷: ۱۸) دوسرے

مقام پر فرمایا:

"مخلص اور نیک دل انسان اپنا مال و دولت بے غرض اور بے لوث خرچ کرتے ہیں۔ اس میں وہ اتنے نیک نیت ہوتے ہیں کہ وہ اس خرچ کے عوض محتاجوں اور بیکسوں سے کسی قسم کے بدلہ اور جزاء کے خواستگار نہیں ہوتے بلکہ وہ کہتے ہیں: "(اور کہتے ہیں کہ) ہم تو محض اللہ کی رضا کے لیے تمہیں کھلا رہے ہیں نہ تم سے کسی بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے (خواہشمند) ہیں۔" (الدھر ۷۶:۹)

یاد رکھیے! جو مال دار اور دولت مند، مال و دولت کو ضرورت مندوں پر خرچ نہیں کرتے اور اپنا مال عیش و عشرت پر لٹاتے ہیں۔۔۔ بینکوں اور خزانوں میں جمع کر کے ملکی دولت کو منجمد کرتے ہیں وہ اللہ کے غیظ و غضب کو دعوت دیتے ہیں اور دولت و کنز جمع کرنے کے عوض جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کو خریدتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور جو لوگ سونا اور چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیں۔ جس دن اس (سونے چاندی اور مال) پر دوزخ کی آگ میں تاپ دی جائے گی پھر اس (تپے ہوئے مال) سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) کہ یہ وہی (مال) ہے جو تم نے اپنی جانوں (کے مفاد) کیلئے جمع کیا تھا سو تم (اس مال کا) مزہ چکھو جسے تم جمع کرتے رہے تھے۔" (التوبہ ۹:۳۴،۳۵)

اسوۂ رسول اکرم ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت کی فلاح و بہبود بالخصوص دکھی، مصیبت زدہ، مفلوک الحال اور مفلس و محتاج لوگوں کو باعزت زندگی گزارنے کے قابل بنانا آپ کی بعثت کے اعلیٰ مقاصد میں شامل تھا۔ بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"بیواؤں اور مسکینوں کی مصیبتوں کو دور کرنے میں کوشاں شخص اجر و ثواب میں اس شخص کے برابر ہے جو ہمیشہ نماز میں مصروف رہتا ہے اور اس میں کوئی وقفہ نہیں کرتا اور ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور کبھی افطار نہیں کرتا۔"

بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم و بے کس کی کفالت کرنے والا جنت میں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ہوں گے، جس طرح انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔''

ابوداؤد اور ترمذی کی روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو لوگ دوسروں پر رحم کرتے ہیں، رحمٰن ان پر رحم کرتا ہے، اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔''

بیکسوں، مفلسوں اور محتاجوں پر رحم نہ کرنے والے ''رحمۃ اللعالمین ﷺ'' کی شفاعت سے محروم ہوں گے۔ رحمت دو عالم ﷺ نے ایسے انسانوں کو اپنی امت سے خارج فرمادیا ہے جو بچوں پر رحم نہیں کرتے، بزرگوں کی عزت نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو لوگ ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتے، وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔''

آنحضرت ﷺ قبل از نبوت مکہ کے ظالمانہ ماحول میں بھی سخت نامساعد حالات کے باوجود چالیس برس تک مسلسل غرباء وفقراء اور محروم و معدوم لوگوں کی خدمت میں مصروف رہے اور اپنی بساط کے مطابق ان کی امداد و اعانت فرماتے رہے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ کے لائحہ عمل اور سیرت و کردار کی جو مستند ترین روایت ہم تک پہنچی ہے اگر مسلمان اسے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اپنالیں تو نہ صرف اسلامی دنیا جنت نظیر بن سکتی ہے بلکہ پوری دنیا آنحضرت ﷺ کو صحیح معنوں میں رحمت دو عالم ﷺ ماننے پر مجبور ہوسکتی ہے۔

آپ ﷺ کی قبل از نبوت چالیس سالہ معاشرتی بہبود کی حکمت عملی کا تذکرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس روایت کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ غار حراء میں تشریف فرما تھے۔ جبرائیل امین علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو وحی نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اس واقعہ سے متاثر ہوکر آپ ﷺ گھر تشریف لائے اور

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی پریشانی کا ذکر فرمایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عقل مند اور بالغ نظر خاتون تھیں۔ تجارت و دیگر دنیوی امور میں تجربہ ومہارت کے سبب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معاشرت و معیشت، تہذیب وتمدن اور مذہب وسیاست کے مطالعے کا کافی موقع ملا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی پریشانی کو سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت ﷺ کی سابقہ زندگی کے حالات پر جو تبصرہ کیا وہ تاریخ عالم میں سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ یہی تبصرہ حضور ﷺ کی معاشرتی بہبود کی حکمت عملی کا تذکرہ ہے۔ بخاری شریف کی کتاب الوحی میں اسے نقل کیا گیا ہے:

آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واقعے کی خبر سنائی اور کہا کہ مجھے کچھ گھبراہٹ سی ہو رہی ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، ہرگز نہیں! خدا کی قسم! اللہ آپ (ﷺ) کو رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ: "❶ تعلقات جوڑتے ہیں ❷ ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں ❸ جو چیز دوسروں کے پاس نہیں ہوتی آپ انہیں کما کر دیتے ہیں ❹ مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں ❺ حادثات کے شکار لوگوں کے حقوق دلانے میں مدد کرتے ہیں۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی حکمت و دانائی سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اعزہ واقارب سے نیک سلوک کرنا انسانی تعلقات استوار کرنا، بےکس وناتواں کے مسائل ومصائب خود اپنے سر لینا، "محروم ومعدوم" کو خود کما کر دینا، مہمان نوازی کرنا، حادثات ومقدمات میں حق دار کو حق دلانے میں مدد دینا، عالمگیر اصول ہیں۔ انسانیت کی فلاح ومعاشرت وتمدن کی بہبود کا انحصار انہی پر ہے۔

ہمارا پیغام: ہر اس فرد کے لیے ❁ جس کے سینے میں دردمند دل دھڑکتا ہو ❁ جس کے دماغ میں فکرمند سوچ چھلکتی ہو ❁ جس کی طبیعت میں زندہ ضمیر کی روشنی ہو ❁ جس کی آنکھیں غربت کے ماروں کو دیکھ کر اشکبار ہوں۔ وہ آئے قدم آگے بڑھائے اور مسلم ویلفیئر ٹرسٹ کا دست وبازو بنے۔

رحمتوں اور سعادتوں کے جلو میں مغفرت اور نجات کی مہکار لیے ماہِ مقدس رمضان

المبارک جلوہ فگن ہو رہا ہے۔ اس کی بابرکت راتوں میں لاتعداد رحمتوں کے ساتھ رب کائنات کی اس صدائے دلنواز کا بھی نزول ہوتا ہے "اے بھلائی کا ارادہ رکھنے والے آگے بڑھ"، اس بیدار کن صدا پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیئے۔ بھلائی کے لیے، نیکی کے لیے اور دکھی انسانیت کی فلاح کے لیے نظام مصطفیٰ ویلفیئر فاؤنڈیشن کے ہمراہ۔ کیونکہ نظام مصطفیٰ ویلفیئر فاؤنڈیشن بھلائی اور خیر کا عزم لے کر بلا تفریق رنگ ونسل، تڑپتی سسکتی دکھی انسانیت کی بحالی کے لیے پاکستان میں کوشاں ہے۔ آیئے ہمارے ساتھ، پورے اعتماد کے ساتھ، معیاری تعلیمی اداروں کے قیام کے لیے، غریب اور بے سہارا طلباء وطالبات کی مالی اعانت کے لیے، یتیم اور بے سہارا بچیوں کے جہیز کے لیے، قدرتی آفات کے مارے لوگوں کی بحالی کے لیے اور ظلم وبربریت کی چکی میں پسنے والے مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لیے تعاون کیجئے۔

لاکھوں بے کس اور مجبور ومظلوم آنکھیں آپ سے فریاد کناں ہیں۔ "اے بھلائی کا ارادہ رکھنے والے آگے بڑھ۔"

ہماری خواہش یہ ہے کہ مملکت خداداد پاکستان میں ❁ کوئی پیٹ بھوکا نہ رہے ❁ کوئی جسم بے لباس نہ رہے ❁ کوئی زبان پیاسی نہ رہے ❁ کوئی سر چھت کے بغیر نہ رہے ❁ کوئی مریض بغیر علاج تڑپتا نہ رہے ❁ کوئی یتیم زمانے کی خوشیوں سے محروم نہ رہے ❁ کوئی اپاہج احساسِ محرومی کا شکار نہ رہے ❁ کوئی انسان منشیات کی لعنت کا شکار نہ رہے ❁ کوئی طالب علم "علم کے نور" سے محروم نہ رہے۔

❁❁❁❁❁

عاشورۂ محرم

محرم الحرام کے عشرہ میں مجالس منعقد کر کے ان میں قرآنی حقائق، خصوصیاتِ اسلام، فضائل اور واقعات کربلا کا تذکرہ کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے بشرطیکہ جھوٹے، من گھڑت اور غلط واقعات کی بجائے روایات صحیح بیان کی جائیں۔ البتہ مرثیہ خوانی کرنا جن میں اہلِ بیت اطہار کی بے حرمتی، بے صبری اور جزع وفزع کا ذکر ہو، سخت ناجائز و گناہ ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انسانی سیرت و کردار میں صبر و شکر کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے اور حقیقی فلاح و بہبود کے حصول میں اسے نمایاں مقام حاصل ہے۔ قرآن مجید میں جا بجا صبر کا حکم اور اس کے منافی تمام امور سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

"اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کو مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں شعور (احساس) نہیں اور ہم ضرور تم کو کچھ خوف، بھوک اور تمہارے مال، جان اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیجئے جن کو جب کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہتے ہیں بیشک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی طرف سے بہ کثرت صلوٰۃ اور رحمت (نازل ہوتی ہیں) اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

(البقرہ ۲: ۱۵۳۔۱۵۷)

ایک اور مقام پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو! صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو۔" (آل عمران ۳: ۲۰۰)

مذکورہ بالا تمام آیات میں مصیبت کے وقت صبر کرنے کا حکم فرض قرار دیا گیا ہے۔ البتہ صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کی اجازت ہے۔ یہاں یہ بات ضرور بالضرور ذہن نشین رہے کہ

مصیبت کے وقت ماتم کرنا یعنی آواز سے رونا، چلانا، بال نوچنا، منہ نوچنا، بال بکھیرنا، بالوں میں خاک ڈالنا، گریبان پھاڑنا، کپڑے پھاڑنا، ہائے وائے کرنا، منہ، سینہ اور زانو پر طمانچے مارنا، بدن کو کاٹنا، وہ بھی یوں کہ ورم آ جائے، بدن زخمی ہو جائے، جسم لہولہان ہو کر خون کے دھارے بہنے لگیں، صبر کے منافی اور انتہائی سخت حرام ہے۔ کیونکہ جس کسی چیز کو فرض قرار دیا جائے تو اس کی ضد حرام ہو جاتی ہے۔ چونکہ مندرجہ بالا آیات سے صبر کرنا فرض ہوا تو اس کی ضد یعنی ماتم کرنا حرام ہو گیا۔

کسی مصیبت کے آنے پر بے صبری کا اظہار کرنا مسلمان نمازی کا کام نہیں ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات طیبات سے واضح ہوتا ہے:

''بے شک انسان کم حوصلہ (بے صبرا) پیدا کیا گیا ہے۔ جب اس پر مصیبت آتی ہے تو جزع فزع (بے صبری کا اظہار) کرتا ہے اور جب اس کو نعمت ملے تو اس کو روک کر رکھنے لگتا ہے۔ مگر وہ لوگ جو نمازی ہیں، جو اپنی نمازوں پر ہمیشگی کرتے ہیں۔'' (المعارج،ج۲۹: ۱۹۔۲۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم نور مجسم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: جو شخص منہ پر طمانچے مارے، گریبان چاک کرے اور زمانہ جاہلیت کی طرح چیخ و پکار کرے وہ ہمارے دین پر نہیں ہے۔''

(صحیح بخاری، ج:۱،ص:۲۔۱۷۳۔۱۷، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں زمانہ جاہلیت کی چار عادتیں ہیں جن کو وہ ترک نہیں کرے گی: (۱) خاندانی شراف پر تکبر کرنا (۲) نسب پر طعن کرنا (۳) ستاروں سے بارش طلب کرنا (۴) نوحہ کرنا (یعنی مصیبت کے وقت اپنے جسم کو مختلف قسم کی تکالیف میں مبتلا کرنا)۔''

(صحیح مسلم، ج:۱،ص:۳۰۳، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

بیعت کرتے وقت ہم سے یہ عہد لیا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔ (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۱۷۵)

حضرت علی المرتضیٰ وجہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ صبر بقدر مصیبت نازل کیا جاتا ہے جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنا ہاتھ اپنے زانو پر مارا اس کا عمل ضائع کر دیا جاتا ہے۔

(نہج البلاغہ،ص:۱۲۳۹، بحوالہ شرح صحیح مسلم، ج:۱،ص:۵۰۲،مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ''ان سے یوم عاشورا (دس محرم) کے روز کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوم عاشورا کے سوا روزہ رکھنے کے لیے کسی ایسے دن کو تلاش کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس کی اور دنوں پر فضیلت ہو اور یوم عاشورا کے علاوہ رمضان کا مہینہ۔'' (صحیح البخاری رقم الحدیث:۲۰۰۶، سنن کبری للبیہقی، ج۴،ص:۲۰۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عاشورا کے دن انبیاء سابقین روزہ رکھتے تھے، سو تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ ج:۲،ص:۴۷۱)

عاشورہ کی فضیلت میں احادیث:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل نے ہمیں عاشورا کے دن فضیلت دی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اللہ عزوجل نے آسمانوں کو یوم عاشورہ میں پیدا کیا اور اسی طرح زمینوں کو بھی اور عرش کو یوم عاشورہ میں پیدا کیا اور اسی طرح کرسی کو بھی اور پہاڑوں کو یوم عاشورا میں پیدا کیا اور اسی طرح ستاروں کو بھی ،اور قلم کو یوم عاشورا میں پیدا کیا اور اسی طرح لوح کو بھی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یوم عاشورہ میں پیدا کیا اور فرشتوں کو یوم عاشورا میں پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو یوم عاشورا میں پیدا کیا اور اسی طرح حوا کو بھی اور جنت کو یوم عاشورا میں پیدا کیا اور یوم عاشورا میں حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھہرایا، حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن یوم عاشورا میں پیدا

ہوئے اور یوم عاشورا میں ان کو اللہ نے آگ سے نجات دی اور یوم عاشورا میں اللہ نے ان سے فدیہ قبول فرمایا اور یوم عاشورا میں فرعون کو غرق کر دیا اور حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یوم عاشورا میں آسمان پر اٹھا لیا، حضرت داؤد علیہ السلام کی مغفرت یوم عاشورا میں ہوئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو یوم عاشورا میں حکومت دی گئی اور نبی ﷺ کی ولادت یوم عاشورا میں ہوئی (صحیح روایت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی ہے) رب عزوجل عرش پر یوم عاشورا میں مستوی ہوا اور قیامت کا دن بھی یوم عاشورا میں ہوگا۔

(فضائل الاوقات، ص:۴۴۱، مکتبۃ المانرۃ، مکہ مکرمہ، ۱۴۱۰ھ)

امام ابن عدی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یوم عاشورا میں اپنے اہل وعیال پر وسعت کی، اللہ تعالیٰ سارا سال اس پر وسعت رکھے گا۔ (الکامل ابن عدی، ج:۵، ص:۱۸۵۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یوم عاشورہ کو روزہ رکھو اور اس میں یہود کی مخالفت کرو، اس سے ایک دن پہلے روزہ رکھو اور اس کے ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔ (شعب الایمان رقم الحدیث:۳۷۹۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یوم عاشورا کا روزہ رکھا، اس نے گویا ایک سال کے روزے رکھے اور جس نے یوم عاشورا کو صدقہ کیا اس نے گویا ایک سال صدقہ کیا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس دن اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی تھی تم اس دن نماز پڑھو اور روزہ رکھو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تھی۔ وہب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ آپ اپنی قوم کو حکم دیں کہ وہ عشرہ محرم کے پہلے دن سے میرا قرب حاصل کریں۔

(لطائف علیہ ج:۱،ص:۸۰۔۸۱، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکہ مکرمہ، ۱۴۱۸ھ)

58 خطرناک برائیاں

آج کے پُرفتن دور میں پاکستان جیسے عظیم اسلامی ملک میں بھی مغربیت اور فحاشیت کا سیلاب اُمڈ آیا ہے۔ جو نہ صرف بچوں کو بلکہ جوانوں اور بوڑھوں سبھی کو بہالے گیا ہے۔ عیاشی اور فحاشی نے مسلمانوں کی اکثریت کو اسلامی تعلیمات سے اتنا دور کر دیا ہے کہ انہیں ثواب و گناہ، فرض و واجب، کسی شئ کا کچھ علم نہیں۔ گناہ اتنے عام ہو چکے ہیں کہ انہیں غلط کہنا تو درکنار، غلط سمجھا ہی نہیں جاتا۔ ذیل میں ۵۸ بڑے بڑے گناہوں کے نام اور ان کی سزا ذکر کی جارہی ہے۔ انہیں بار بار پڑھیئے نیز خود کو اور تمام مسلمانوں کو جہنم کی ہولناکیوں سے بچایئے۔

(۱) **اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک**: بلاشبہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (المائدہ)

(۲) **انسانی قتل**: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو بخش دے، مگر جو شخص حالت کفر میں مر جائے یا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔

(مسند امام احمد بن حنبل)

(۳) **جادوگری**: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اسے تلوار سے مارا جائے۔ (المستدرک للحاکم)

(۴) **نماز نہ پڑھنا**: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان اور کافر کے درمیان فرق صرف نماز کا ہے (سنن نسائی) نیز بعض علماء فرماتے ہیں کہ نماز کو چھوڑنے والے کا انجام فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(۵) **بلا عذر رمضان المبارک کا روزہ چھوڑنا**: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ماہ رمضان المبارک کا ایک روزہ بھی کسی عذر کے بغیر چھوڑے گا تو عمر بھر کے روزے بھی اس کی جگہ کفایت نہیں کریں گے۔ (سنن دار قطنی)

(۶) **طاقت کے باوجود حج نہ کرنا**: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص طاقت کے

باوجود حج نہ کرے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر یعنی اس کے خاتمہ کے خراب ہونے کا خطرہ ہے۔ (تنزیہ الشریعہ المرفوعہ)

(۷) **والدین کی نافرمانی**: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔ (الترغیب والترہیب) ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے نافرمان پر لعنت فرمائی (الدر المنثور)

(۸) **رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا**: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اس جماعت پر رحمت نازل نہیں ہوتی جن میں کوئی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا ہو۔ (الادب المفرد) ایک اور جگہ ہے کہ رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری)

(۹) **زناکاری**: رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جو شخص زنا کرتا یا شراب پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان اتار لیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص اتارتا ہے (الترغیب والترہیب) نیز ایک اور مقام پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! زنا سے بچو، اس میں چھ خرابیاں ہیں: تین دنیا میں اور تین آخرت میں، دنیوی خرابیاں یہ ہیں کہ چہرے کی رونق چلی جاتی ہے، عمر کم ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کے لئے محتاج ہو جاتا ہے اور آخرت کے اعتبار سے خرابیاں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے، بُرا حساب درپیش ہوتا ہے اور جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔ (کنز العمال)

(۱۰) **بدفعلی**: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدفعلی کا مرتکب اگر توبہ کیے بغیر مر جائے تو قبر میں خنزیر کی شکل میں بدل دیا جاتا ہے۔

(۱۱) **سود خوری**: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سود خور کو قیامت کے دن پاگل کی صورت میں اٹھایا جائے گا اور یہ سود خوروں کی علامت ہوگی جس سے میدان محشر والے ان کو پہچانیں گے حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب کسی بستی میں زنا اور سود پھیل جائے تو اللہ تعالیٰ اس بستی والوں کو ہلاک کرنے کی اجازت

دے دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد)

(۱۲) یتیم کا مال ناحق کھانا اور اس پر ظلم کرنا: ارشاد خداوندی ہے: بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق طور پر کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ ڈال رہے ہیں (النساء) حضرت سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص یتیم کا مال ناحق طور پر کھاتا ہے، اسے قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کے منہ، کانوں، ناک اور آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے اسے جو بھی دیکھے گا، سمجھ جائے گا کہ یہ شخص یتیم کا مال ناحق کھانے والا ہے۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھنا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے اس کے لیے جہنم میں گھر بنایا جائے گا۔

(۱۴) حاکم کی بد دیانتی اور رعایا پر ظلم کرنا: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کسی رعایا کا نگران بنایا پھر اس نے ان کی خیر خواہی کا خیال نہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔ (مجمع الزوائد)

(۱۵) تکبر کرنا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو۔ (مسلم)

(۱۶) جھوٹی گواہی: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے حتیٰ کہ اس کے لیے جہنم واجب ہو جائے گی۔

(الترغیب والترہیب)

(۱۷) شراب نوشی: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شراب پینے والوں کی مجلس میں نہ بیٹھو نہ ان کے بیماروں کی عیادت کرو اور نہ ان کے جنازوں میں شرکت کرو... اور قیامت کے دن شرابی کو یوں لایا جائے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اور اس کی زبان اس کے منہ سے نکل کر سینے پر لٹک رہی ہوگی اور لعاب بہہ رہا ہوگا جو اسے دیکھے گا اسے اس سے گھن آئے گی اور وہ جان لے گا کہ یہ شراب نوش ہے (الکامل لضعفاء الرجال لابن عدی) نیز رسول اکرم ﷺ

کا ارشاد گرامی ہے: جو شخص دنیا میں شراب پیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بڑے کالے سانپ کے زہر سے ایسا گھونٹ پلائے گا کہ اس کے پینے سے پہلے ہی اس کے چہرے کا گوشت برتن میں گر جائے گا اور جب وہ اسے پیئے گا تو اس کا گوشت اور چمڑا گرے گا جس سے اہل جہنم کو اذیت پہنچے گی سنو! شراب پینے والا، اسے بنانے والا، بنوانے والا، اس کو اٹھانے والا، جس کی طرف اسے لے جایا گیا اور اس کی قیمت کھانے والا یہ سب لوگ گناہ میں شریک ہیں جب تک وہ توبہ نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کی نماز، روزہ اور حج قبول نہیں فرمائے گا اور اگر وہ توبہ سے پہلے مر جائیں تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کا حق ہے کہ دنیا میں انہوں نے جتنے گھونٹ شراب پی ہے، ہر گھونٹ کے بدلے ان کو پیپ پلائے سنو! ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(۱۸) **جوا بازی:** حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے شطرنج کھیلنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کی کم از کم سزا یہ ہے کہ یہ کھیل کھیلنے والا قیامت کے دن اہل باطل کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔

(۱۹) **پاک دامن پر الزام لگانا:** نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سات مہلک کاموں سے بچو اور آپ نے ان کاموں میں پاکدامن، گناہ سے بے خبر، مومن عورتوں پر الزام لگانے کو بھی شمار کیا۔
(مسلم و بخاری)

(۲۰) **چوری کرنا:** ارشاد خداوندی ہے: چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ کاٹ دو یہ ان کے عمل کا بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔
(المائدہ)

(۲۱) **ڈکیتی:** ارشاد خداوندی ہے: بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں اُلٹ کاٹے جائیں یا ان کو ملک بدر کیا جائے یہ ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔
(المائدہ)

(۲۲) **جھوٹی قسم اٹھانا:** حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں ہم رسول اکرم ﷺ کے پاس تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کا حق قسم کے ذریعے ہتھیا لے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جہنم کو واجب کیا اور اس پر جنت کو حرام کیا۔
(مسند امام احمد)

(۲۳) **ظلم کرنا:** (لوگوں کا مال کھانا اور اچک لینا، مارنا اور گالی گلوچ کرنا نیز کمزور لوگوں پر زیادتی کرنا یہ سب ظلم ہیں) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک بالشت زمین کے برابر بھی ظلم کرے، قیامت کے دن ساتوں زمینیں طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دی جائیں گی (صحیح بخاری) حضرت ابن عمر سے مروی ہے فرماتے ہیں: ظالموں کے مددگار اور خود ظالم قیامت کے دن جہنم کے کتے ہوں گے۔ (میزان الاعتدال)

(۲۴) **حرام کھانا:** ایک حدیث میں مروی ہے ایک فرشتہ ہر دن رات میں بیت المقدس پر ندا دیتا ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اس کی فرض اور نفل کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی (اتحاف) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جسم حرام سے پروان چڑھتا ہے وہ جہنم کے زیادہ لائق ہے۔ (الترغیب والترہیب)

(۲۵) **خود کشی:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے میرے حکم میں جلدی کی تو میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا (اطراف الحدیث) رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کرے، قیامت کے دن اسی چیز کے ساتھ اسے عذاب دیا جائے گا

(۲۶) **جھوٹ بولنا:** ارشاد خداوندی ہے: جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (آل عمران) نیز حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہے۔ (الترغیب والترہیب)

(۲۷) **بُرا قاضی:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے حاکم کی نماز قبول نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ کے اتارے گئے قانون کے بغیر فیصلہ کرے۔ (المستدرک للحاکم)

(۲۸) **حاکموں کا رشوت لینا:** رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فیصلہ

کرنے میں رشوت دینے اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (جامع الترمذی)

(۲۹) **مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کا انداز اختیار کرنا:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردوں کا لباس پہنتی ہے اور اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کا لباس پہنتا ہے۔ (الترغیب والترہیب)

(۳۰) **بے غیرت اور فتنہ پرور:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین قسموں کے آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کیا، عادی شرابی، ماں باپ کا نافرمان اور بے غیرت یعنی جو اپنے گھر میں بے حیائی کو برقرار رکھتا ہے۔ (الترغیب والترہیب)

(۳۱) **پیشاب سے نہ بچنا:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار قسم کے آدمی کی گندگی سے جہنم والوں کو بھی اذیت پہنچے گی وہ کھولتے پانی اور جہنم کے درمیان دوڑتے ہوں گے اور ہائے ہلاکت ہائے تباہی پکارتے ہوں گے ان میں سے ایک وہ ہے جو پیشاب کے چھینٹوں کی پرواہ نہیں کرتا۔

(۳۲) **ریاکاری:** ارشاد خداوندی ہے: پس ان نمازیوں کے لیے خرابی ہے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں وہ جو (اپنا عمل) دکھاتے ہیں اور معمولی چیزیں بھی (ایک دوسرے کو) نہیں دیتے۔ (الماعون)

(۳۳) **دنیا کے لیے علم حاصل کرنا اور اسے چھپانا:** نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایسا علم جس کے ذریعے رضائے الٰہی کا حصول مطلوب ہوتا ہے، دنیا حاصل کرنے کے لیے سیکھا تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ (سنن ابی داؤد)

(۳۴) **خیانت کرنا:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو امانت کا خیال نہیں کرتا اس کا ایمان (کامل) نہیں اور جو وعدہ پورا نہیں کرتا اس کا دین (کامل) نہیں۔ (موارد الظمآن)

(۳۵) **احسان جتانے والا:** حدیث شریف میں ہے: دھوکے باز، بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (الترغیب والترہیب)

(۳۶) **تقدیر کو جھٹلانا:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر امت میں مجوسی رہے ہیں

اوراس امت کے مجوسی وہ ہیں جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ (الدر المنثور)

(۳۷) لوگوں کی پوشیدہ باتیں سننا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی قوم کی باتیں کان لگا کر سنے اور وہ اس بات کو ناپسند کرتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ (المعجم الکبیر)

(۳۸) چغلی کھانا: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چغل خور جنت میں نہیں جائے گا (صحیح مسلم) نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں دوزبانوں والا ہوگا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے لیے آگ کی دوزبانیں بنائے گا۔ (الترغیب والترہیب)

(۳۹) لعنت بھیجنا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن، طعن کرنے والا، لعنت بھیجنے والا اور فحش گو نہیں ہوتا۔ (مسند امام احمد)

(۴۰) دھوکہ دینا اور وعدہ پورا نہ کرنا: ہر وعدہ خلاف کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کی وعدہ خلافی ہے۔ (مسند امام احمد)

(۴۱) نجومیوں اور کاھنوں سے تصدیق کرنا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی نجومی کے پاس جائے پھر اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ (مسلم)

(۴۲) عورت کا اپنے خاوند کی نافرمانی کرنا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس عورت کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرماتا جو اپنے خاوند کا شکریہ ادا نہیں کرتی حالانکہ وہ اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ (التمہید)

(۴۳) ماتم کرنا: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو اپنے رخسار پیٹتا، گریبان پھاڑتا اور جاہلیت کی پکار پکارتا ہے (بیہقی) نیز نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نوحہ کرنے والی عورت مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس طرح کھڑی ہوگی کہ اس پر تارکول کی شلوار اور خارشی قمیص ہوگی (مسند امام احمد) نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ان نوحہ کرنے والی عورتوں کو قیامت کے دن دو قطاروں میں کیا جائے گا تو وہ جہنمیوں پر کتوں

کی طرح بھونکیں گی۔ (الترغیب والترہیب)

(۴۴) **بغاوت و سرکشی:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سرکشی اور قطع تعلق سے بڑھ کر کوئی ایسا گناہ نہیں جو اس بات کے زیادہ لائق ہو کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کرنے والے کو دنیا میں بھی عذاب دے اور آخرت کے لیے بھی جمع رکھے۔ (الترغیب والترہیب)

(۴۵) **کمزور اور جانوروں پر ظلم و زیادتی کرنا:** رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔

(الترغیب والترہیب)

(۴۶) **ہمسائے کو اذیت پہنچانا:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں۔ (مسلم)

(۴۷) **مسلمانوں کو اذیت پہنچانا اور گالی گلوچ کرنا:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کا مقام سب سے برا ہوگا جسے لوگ اس کی بدکلامی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ (اتحاف)

(۴۸) **نیک لوگوں کو ستانا:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میں اس کو لڑائی کا چیلنج کرتا ہوں۔ (اتحاف)

(۴۹) **تہبند اور شلوار وغیرہ کو تکبر کے طور پر لٹکانا:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شلوار ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ جہنم میں جانے کا باعث ہے۔

(الترغیب والترہیب)

(۵۰) **مردوں کا ریشم اور سونا پہننا:** نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونا پہننا حرام کیا گیا ہے۔ (نصب الرایہ)

(۵۱) **غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا:** (مثلاً کوئی شخص یوں کہے: شیطان یا فلاں بزرگ کے نام پر ذبح کرتا ہوں) ارشاد خداوندی ہے: اور اس چیز سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے (الانعام) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس سے وہ جانور جو گلا دبا کر مارا

گیا اور وہ جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، مراد ہے۔

(۵۲) **کسی دوسرے کو باپ بنانا:** رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر کسی دوسرے کو اپنا باپ بتائے اس پر جنت حرام ہے۔ (بخاری)

(۵۳) **بحث اور تنقید (جھگڑنا):** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مقدمے میں علم کے بغیر جھگڑا کرتا ہے تو وہ ہمیشہ (اللہ تعالیٰ کی) ناراضگی میں رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس سے نکل جائے۔ (اتحاف)

(۵۴) **ناپ تول میں کمی کرنا:** ارشاد خداوندی ہے: کم تولنے والوں کے لیے خرابی ہے، یہ کہ جب دوسروں سے لیں تو پورا لیں اور جب انہیں دیں تو کم دیں۔ (المطففین)

(۵۵) **کسی عذر کے بغیر باجماعت نماز کو چھوڑنا:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی عذر اور تکلیف کے بغیر جماعت (کی نماز) چھوڑ دے وہ ایسے دیوان میں منافق لکھا جاتا ہے جسے نہ مٹایا جائے گا اور نہ بدلا جائے گا۔ (کنز العمال)

(۵۶) **جمعہ اور جماعت کی نماز مسلسل چھوڑ دینا:** حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ ایک شخص جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو نفل پڑھتا لیکن نہ تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا اور نہ نماز جمعہ پڑھتا، اس کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: اگر یہ مر گیا تو جہنم میں جائے گا۔ (ترمذی شریف)

(۵۷) **دھوکہ دینا:** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فریب اور دھوکہ دینا جہنم میں لے جاتے ہیں۔ (المستدرک للحاکم)

(۵۸) **صحابۂ کرام کو گالی دینا:** نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے صحابہ کرام کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (مجمع الزوائد)

آخر میں اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو جہنم کی طرف لے جانے والے اسباب سے بچائے۔ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقہ میں جنت عطا فرمائے۔ آمین

سنہرے اور انمول موتی

❁ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: علماء کی مجالس اور حکماء کا کلام بغور سننے کو لازم جانو کیونکہ اللہ عزوجل دلوں کو حکمت کے نور سے اسی طرح زندہ فرماتا ہے، جیسے مردہ زمین کو بارش کے پانی سے زندگی بخشتا ہے۔

❁ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ فرماتے ہیں: جو قبر میں زادِ راہ کے بغیر داخل ہوا تو گویا کہ وہ سمندر میں بغیر کشتی کے داخل ہوا۔

❁ حضرت عثمان غنی ؓ فرماتے ہیں: دنیا کی فکر دل میں اندھیرا جب کہ آخرت کی فکر روشنی و نور پیدا کرتی ہے۔

❁ حضرت علی ؓ فرمایا کرتے ہیں: جو شخص علم کا طالب رہے، جنت اس کی طالب رہتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مشغول رہے، جہنم اس کی تلاش میں رہتی ہے۔

❁ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کا فرمان ہے: تین چیزوں کو تین چیزوں سے حاصل نہیں کیا جا سکتا: مالداری کو آرزوؤں سے، جوانی کو خضاب سے اور صحت کو دوائیوں سے۔

❁ حضرت عمر فاروق ؓ فرماتے ہیں: لوگوں سے حسن سلوک کرنا نصف عقل ہے، سمجھداری کے ساتھ سوال کرنا نصف علم ہے اور اچھی تدبیر اختیار کرنا نصف زندگی ہے۔

❁ حضرت عثمان غنی ؓ کا ارشاد ہے: جس نے دنیا کو ترک کیا، اللہ تعالیٰ اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور جس نے گناہوں کو چھوڑا، فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں اور جو مسلمانوں سے اپنی حرص ختم کر ڈالے تو وہ مسلمانوں کا پیارا ہو جاتا ہے۔

❁ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی اے اللہ کے حبیب! اپنی امت سے فرما دیجئے: جتنا چاہے زندہ رہو، آخرکار تمہیں مرنا ہے، جو چیز چاہے محبوب رکھو، ایک نہ ایک

دن وہ تم سے ضرور جدا ہو جائے گی اور جو عمل کرنا چاہو کرو، بالآخر اس کا بدلہ قیامت میں ضرور ملے گا

❁ کہا گیا ہے کہ لوگوں میں سے سب سے بڑا سعادت مند وہ ہے کہ جسے تین چیزیں عطا کی گئیں: علم رکھنے والا دل، صبر کرنے والا بدن اور جو کچھ پاس ہو اس پر قناعت۔

❁ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تم سے پہلے لوگ تین چیزوں کی وجہ سے ہلاک ہوئے: فضول کلام، ضرورت سے زیادہ کھانا اور حد سے زیادہ سونا۔

❁ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت عزیر علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اگر تجھ سے کوئی گناہ صغیرہ سرزد ہو جائے تو اس کے چھوٹے پن کو مت دیکھ بلکہ اس ذات کو دیکھ کہ جس کی بارگاہ میں یہ گناہ سرزد ہوا اور جب تجھے کوئی قلیل بھلائی میسر ہو تو اس کی قلت کو مت دیکھ بلکہ اس ذات کو پیش نظر رکھ کہ جس کی جانب سے یہ تجھے عطا کیا گیا اور جب تجھے کوئی آزمائش پہنچے تو میری مخلوق سے اس کا شکوہ مت کر جیسا کہ میں تمہاری برائیوں کو اپنی بارگاہ تک پہنچنے پر، فرشتوں کے سامنے بیان نہیں کرتا۔

❁ حضرت حکیم لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا پیارے بیٹے! ہر شخص کے تین حصے کیے جا سکتے ہیں: ایک حصہ اللہ کے لیے، ایک خود اس کی ذات کے لیے اور ایک کیڑے مکوڑوں کے لیے۔ پھر فرمایا! وہ حصہ جو اللہ عزوجل کے لیے ہے وہ اس کی روح ہے اور جو اس کی ذات کے لیے ہے وہ اس کا عمل ہے اور جو کیڑوں کے لیے ہے وہ اس کا جسم ہے۔

❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو بلغم کو دور اور حافظے کو مضبوط کرتی ہیں: مسواک کرنا، روزہ رکھنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔

❁ حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کی اصل اللہ تعالیٰ کا خوف ہے، پیٹ بھر کر کھانا دنیا کی کنجی ہے اور بھوک آخرت کی چابی ہے۔

❁ منقول ہے کہ عبادت ایک پیشہ ہے، جس کی دکان تنہائی، اس کا سرمایہ تقویٰ اور اس کا نفع

جنت ہے۔

❁ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تین چیزوں کا مقابلہ تین چیزوں کے ساتھ خوبصورتی سے کرو، کامل ترین مؤمنوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ تکبر کا عاجزی کے ساتھ، حرص کا قناعت کے ساتھ اور حسد کا نصیحت کے ساتھ۔

❁ حکماء فرماتے ہیں کہ چار چیزیں اچھی ہیں، لیکن چار چیزیں ان سے بھی اچھی ہیں: حیاء و شرم کا مردوں میں پایا جانا اچھا ہے لیکن عورتوں میں اس کی موجودگی بہترین ہے، عدل و انصاف ہر ایک کی طرف سے اچھا ہے لیکن حاکموں کی جانب سے ہو تو بہت ہی اچھا ہے، توبہ اگر بوڑھا کرے تو بہتر ہے لیکن اگر نوجوان کرے تو بہترین ہے اور سخاوت، مالدار کریں تو عمدہ ہے لیکن اگر فقیر کریں تو عمدہ ترین ہے۔

❁ حکماء کا قول ہے کہ چار چیزیں بری ہیں، لیکن چار چیزیں ان سے بھی زیادہ بری ہیں: گناہ اگر نوجوان کرے تو برا ہے لیکن اگر بوڑھا کرے تو بدترین ہے، دنیاوی امور میں مشغولیت اگر جاہل کی جانب سے ہو تو بری ہے لیکن اگر کسی عالم کی طرف سے ہو تو اور زیادہ بری ہے، عبادت و اطاعت میں سستی و کاہلی تو تمام لوگوں کی طرف سے ہی بری ہے لیکن علماء و طلباء کی جانب سے ہو تو بہت زیادہ خراب ہے اور غرور و تکبر مالدار کریں تو برا ہے اور اگر فقراء کریں تو بہت زیادہ برا ہے۔

❁ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ سمندر چار ہیں: خواہشات یہ گناہوں کا سمندر ہے، نفس یہ تمناؤں کا سمندر ہے، موت یہ زندگیوں کا سمندر ہے اور قبر یہ ندامتوں کا سمندر ہے۔

❁ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بدبختی کی چار علامات ہیں: سابقہ گناہوں کو بھول جانا حالانکہ وہ اللہ عزوجل کے پاس محفوظ ہیں، گذشتہ نیکیوں کو یاد رکھنا حالانکہ نہیں معلوم کہ وہ قبول کی گئی ہیں یا رد کردی گئیں، دنیاوی لحاظ سے اپنے سے برتر پر نظر رکھنا اور دینی لحاظ سے کم تر کا مشاہدہ کرتے رہنا اور خوش بختی کی بھی چار علامات ہیں: پہلے کیے ہوئے گناہوں کو یاد رکھنا، سابقہ نیکیوں کو بھول جانا،

دینی لحاظ سے اپنے برتر پر نگاہ رکھنا اور دنیاوی لحاظ سے اپنے سے کم تر کا مشاہدہ کرنا۔

❁ شفیع محشر ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بنی آدم کے جسم میں چار چیزیں جوہر کی حیثیت رکھتی ہیں جنہیں دیگر چار چیزیں زائل کر دیتی ہیں۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں: عقل، دین، حیا اور نیک عمل۔ پس غصہ عقل کو، حسد دین کو، لالچ و حرص حیاء کو اور غیبت نیک اعمال کو زائل کر دیتی ہے۔

❁ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب فہم و فراست نے بے شمار احادیث جمع کیں، پھر ان میں سے چالیس ہزار کا انتخاب کیا، پھر ان میں سے بھی چار ہزار منتخب کیں، پھر ان میں سے چالیس کو الگ کیا، پھر آخر کار ان میں سے چار کلمات کو علیحدہ کر لیا: کسی بھی حال میں عورت کو قابلِ اعتماد نہ مانا جائے، کسی بھی حال میں اپنے مال کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا نہ ہو، معدے پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا اور اس علم کو جمع نہ رکھو کہ جو تیرے لیے نفع بخش نہ ہو۔

❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے چار اشیاء ایسی ہیں کہ جو قلیل مقدار میں بھی کثیر ہیں: درد، تنگدستی، آگ اور دشمنی۔

❁ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ چار چیزوں کی قدر صرف چار قسم کے لوگ ہی بہتر جان سکتے ہیں: جوانی کی قدر بوڑھے، خیریت و عافیت کی قدر مصیبت میں مبتلا حضرات، صحت کی قدر بیمار اور زندگی کی قدر مردے۔

❁ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جو پانچ لوگوں میں سے کسی کی توہین کرے اسے پانچ چیزوں میں نقصان اٹھانا پڑے گا: جس نے علماء حق کی توہین کی وہ اپنے دین کا نقصان کرے گا، جس نے حکام کی توہین کی وہ دنیا کا نقصان برداشت کرے گا، جس نے اپنے پڑوسی کی توہین کی وہ ان کی طرف سے حاصل ہونے والے منافع سے محروم رہے گا، جس نے اپنے رشتہ داروں کی توہین کا ارتکاب کیا وہ ان کی محبت سے دور ہو جائے گا اور جس نے اپنے گھر والوں کی توہین کی وہ پرسکون

زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

❁ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ میری امت پر عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ پانچ سے محبت کریں گے اور پانچ بھول جائیں گے: وہ دنیا سے محبت رکھیں گے لیکن آخرت کو بھول جائیں گے، وہ مکانوں سے محبت رکھیں گے لیکن قبر کو بھول جائیں گے، وہ مال و متاع سے محبت رکھیں گے لیکن حساب و کتاب کو بھول جائیں گے، وہ اہل و عیال سے محبت رکھیں گے لیکن حور و غلمان کو بھول جائیں گے اور وہ اپنی ذات سے محبت رکھیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کو بھول جائیں گے ☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اندھیرے پانچ ہیں جن کے چراغ بھی پانچ ہی ہیں: دنیا کی محبت تاریکی ہے اور اس کا چراغ تقویٰ و پرہیزگاری ہے، گناہ اندھیرا ہے اور اس کا چراغ توبہ ہے، قبر تاریک ہے اور اس کا چراغ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر ہے، آخرت بھی اندھیروں پر مشتمل ہے اور اس کا چراغ نیک اعمال ہیں اور پل صراط اندھیرا ہے اور اس کا چراغ اللہ عزوجل اور اس کے حبیب ﷺ کی ذات پر یقین رکھنا ہے۔

❁ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ جو اپنے پیٹ کو بہت زیادہ بھرتا رہے گا اس کا گوشت بھی زیادہ ہوگا اور جس کا گوشت زیادہ ہوگا اس کی شہوات بھی زیادہ ہوں گی اور جس کی شہوات زیادہ ہوں گی اس کے گناہ بھی کثیر ہوں گے اور جس کے گناہ کثیر ہوئے اس کا دل سخت ہو جائے گا اور جس کا دل سخت ہو گیا وہ دنیا کی آفات و زینت میں غرق ہو جائے گا۔

❁ حضرت عبداللہ انطا کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچ چیزیں دل کی دواء ہیں: نیک لوگوں کی محافل میں شرکت، قرآن کریم کی قرأت، شکم کو خالی رکھنا، رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا اور رات کے آخری حصہ میں بارگاہ الٰہی میں رونا گڑگڑانا۔

❁ رحمتِ عالم ﷺ سے مروی ہے کہ پانچ چیزیں پانچ چیزوں کی حفاظت کرتی ہیں: سرگوشی راز کی، صدقہ مال کی، اخلاص اعمال کی، سچ کلام کی اور مشورہ رائے کی۔

❁ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پانچ مواقع کے علاوہ جلد بازی شیطان کی جانب سے ہے جب کہ ان مواقع پر جلد بازی نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے: مہمان کے آنے پر کھانے کا اہتمام کرنے، کسی کے فوت ہو جانے پر کفن دفن کا انتظام کرنے میں، لڑکی کے بالغ ہو جانے پر اس کی شادی کرنے میں، قرض ادا کرنے میں اور گناہ کا ارتکاب ہو جانے پر توبہ کرنے میں۔

❁ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تم پانچ خصلتوں کو لازمی طور پر اختیار کرو اور پھر اس پر استقامت سے عامل بھی رہو: اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کرو جتنا تم اس کی طرف محتاج ہو یعنی ہمیشہ عبادت کرتے رہو کیونکہ محتاجی کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتی، دنیا سے اتنا ہی حاصل کرو جتنا تم نے اس میں رہنا ہے، گناہ اتنے ہی کرو جتنا عذاب سہنے کی طاقت ہے، زادِ راہ اتنا اکٹھا کرو جتنا تم نے قبر میں ٹھہرنا ہے اور جنت کے جس درجے میں قیام کی خواہش ہو اس کے لیے اتنا ہی عمل کرو۔

❁ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: چھ چیزیں، چھ مقامات پر اجنبی کی مانند ہیں: مسجد اس قوم کے درمیان جو نماز کے لیے اس میں حاضر نہیں ہوتے، قرآنِ پاک اس گھر میں جہاں کے رہنے والے اس کی تلاوت نہیں کرتے، قرآنِ عظیم اس حافظ کے سینے میں جو فاسق و فاجر ہو، مسلمان نیک عورت جو کسی ظالم و بداخلاق مرد کے نکاح میں ہو، مسلمان پرہیزگار مرد، جو کسی خسیس و بداخلاق عورت سے نکاح کر بیٹھے اور عالمِ دین جو کسی ایسی قوم میں ہو کہ جو اس کی کسی نصیحت پر کان نہیں دھرتے، آپ ﷺ فرماتے ہیں: بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔

❁ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: چھ قسم کے افراد ایسے ہیں کہ جن پر میری، اللہ عزوجل کی اور ہر مقبولِ دعا پیغمبر کی لعنت ہے: قرآنِ عظیم میں کمی بیشی کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا منکر، زبردستی حاکم بن جانے والا تاکہ جسے اللہ تعالیٰ نے عزت سے نوازا اسے ذلیل کرے اور جسے ذلت دی اسے معزز بنائے، اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو محترم بنایا ان کی بے حرمتی کا ارتکاب کرنے والا، اللہ

تعالیٰ کی طرف سے محترم ٹھہرائی گئی میری اولاد کی توہین کرنے والا اور میری سنت کو جان بوجھ کر ترک کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت ان میں سے کسی کو بھی نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا۔

❁ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مؤمن چھ قسم کے خوفوں میں گھرا رہتا ہے: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان کے چھین لیے جانے کا خوف، نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کی طرف ان اعمال کو درج کر لینے کا خوف کہ جو بروزِ قیامت ذلت ورسوائی کا سبب بنیں، شیطان کی جانب سے اعمال کے برباد کردیئے جانے کا خوف، ملک الموت کی طرف سے اچانک روح قبض کر لیے جانے کا خوف، دنیا کی جانب سے دھوکے میں مبتلا کرنے اور آخرت سے غافل کردینے کا خوف اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے اپنی جانب متوجہ کر لینے کے باعث اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل ہو جانے کا خوف۔

❁ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے علم عمل کا رہنما ہے، سمجھ علم کا برتن ہے، عقل بھلائی کی قائد ہے، خواہش گناہوں کی سواری ہے، مال متکبرین کی چادر ہے اور دنیا آخرت کا بازار ہے۔

❁ بُزرجمہر کا قول ہے کہ چھ نعمتیں تمام دنیا کے برابر ہیں: پسندیدہ کھانا، نیک اولاد، ہر معاملے میں تعاون کرنے والی بیوی، مستحکم گفتگو، عقل کا کامل ہونا اور بدن کی تندرستی۔

❁ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ اگر ابدال نہ ہوتے تو زمین اور اس میں موجود تمام چیزیں زمین میں دھنس جاتیں، اگر نیک لوگ نہ ہوتے تو تمام گناہ گار ہلاک ہو جاتے، اگر علماء نہ ہوتے تو تمام لوگ جانور کی مثل ہو جاتے، اگر بادشاہ وحکمران نہ ہوتے تو بعض بعض کو ہلاک کر دیتے، اگر احمق نہ ہوتے تو دنیا کی پرفریب رونقیں بھی نہ ہوتیں اور اگر ہوا نہ ہوتی تو ہر شے بدبودار ہو جاتی ❁ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چھ باتوں کی وجہ سے لوگوں کے قلوب میں فساد پیدا ہوتا ہے: وہ توبہ کی امید پر گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ علم سیکھتے ہیں لیکن اس پر

عمل نہیں کرتے، جب کسی بات پر عمل کرتے ہیں تو اس میں اخلاص قائم نہیں رکھ سکتے، وہ اللہ عزوجل کا رزق کھاتے ہیں لیکن شکر ادا نہیں کرتے، وہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر دل سے راضی نہیں رہتے اور وہ اپنے مردے دفن کرتے ہیں لیکن ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

✿ آپ ہی کا قول ہے جس نے دنیا حاصل کرنے کا ارادہ کیا اور اسے آخرت پر ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ اسے چھ قسم کی سزائیں دیتا ہے جن میں سے تین کا تعلق دنیا سے اور تین کا آخرت سے ہے۔ وہ سزائیں جن کا تعلق دنیا سے ہے یہ ہیں: ایسی امیدوں کا شکار ہو جاتا ہے کہ جن کی کوئی انتہا نہ ہو، ایسی شدید حرص میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ جس کے باعث کسی بھی چیز میں قناعت نصیب نہ ہو اور اس سے عبادت کی لذت و مزہ چھین لیا جاتا ہے اور وہ سزائیں جن کا تعلق آخرت سے ہے یہ ہیں: قیامت کی دہشت میں گرفتاری، سخت ترین حساب اور طویل حسرت مقدر بن جاتی ہے ✿ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک عظیم ترین دھوکہ یہ ہے کہ انسان بغیر ندامت کے معافی کی امید پر گناہوں پر دلیر ہوتا چلا جائے، بغیر اطاعت کے اللہ تعالیٰ کے قرب کی امید رکھے، جہنم کا بیج بو کر جنت کی کھیتی کی توقع کرے، گناہوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کے مقام تک پہنچنے کی تمنا کرے، بغیر عمل کے بہترین جزا کا منتظر رہے اور کثیر خطاؤں پر دوام کے باوجود اللہ تعالیٰ کی جانب سے فقط عفو و درگزر کا یقین رکھے۔

✿ حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں کو دی گئی سب سے اعلیٰ نعمت کون سی ہے؟ فرمایا: طبعی عقل، عرض کی گئی اگر یہ نہ عطا کی گئی ہو؟ فرمایا: تو ادب صالح، پوچھا گیا اگر یہ بھی نہ ہو تو؟ فرمایا: پھر ہم ذہن و ہم طبیعت ساتھی، دریافت کیا گیا اگر یہ بھی نہ ہو تو؟ فرمایا: تو اچھی بری بات کی نگہبانی کرنے والا دل، عرض کیا اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو؟ فرمایا: تو پھر طویل خاموشی، عرض کیا اگر یہ نعمت بھی نہ ملی ہو تو؟ فرمایا: تو پھر موت کا حاضر ہو جانا۔

❁ حضرت عثمان غنیؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول وَکَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ط (اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا) کی تفسیر کے بارے میں منقول ہے کہ وہ خزانہ ایک سونے کی تختی تھی جس پر سات باتیں درج تھیں: مجھے اس پر تعجب ہے کہ جس نے موت کو جانا پھر بھی ہنستا مسکراتا ہے، مجھے اس پر تعجب ہے کہ جس نے فانی دنیا کی معرفت حاصل کی اور پھر اس میں رغبت محسوس کرتا ہے، مجھے اس پر تعجب ہے کہ جو یہ جانتا ہے کہ تمام امور تقدیرِ الٰہی کے تحت ہیں پھر بھی اس دنیا کے لیے غمگین ہوتا ہے، مجھے اس پر تعجب ہے کہ جو جانتا ہے کہ آخرت میں حساب دینا ہے اور پھر بھی مال جمع کرتا ہے، مجھے اس پر تعجب ہے کہ جو جہنم کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے لیکن پھر بھی گناہ کرتا ہے، مجھے اس پر تعجب ہے کہ جو اللہ عزوجل کو یقینی طور پر جانتا ہے لیکن پھر ذکر اس کے غیر کا کرتا ہے اور مجھے اس پر تعجب ہے جو جنت کو یقیناً جانتا ہے لیکن وہ دنیا سے آرام و سکون حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور مجھے اس پر تعجب ہے کہ جس نے شیطان کو اپنا دشمن مانا لیکن پھر بھی اس کی اطاعت کرتا ہے۔

❁ کسی نے حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ وہ کیا چیز ہے جو آسمان سے زیادہ بھاری، زمین سے زیادہ وسیع، سمندر سے زیادہ گہری، پتھر سے زیادہ سخت، آگ سے زیادہ گرم، زمہریر سے زیادہ سرد اور زہر سے زیادہ کڑوی ہے؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: مخلوقِ خدا پر بہتان تراشی آسمان سے زیادہ بھاری، حق زمین سے زیادہ وسیع، قناعت پسند دل سمندر سے زیادہ گہرا، قلبِ منافق پتھر سے زیادہ سخت، ظالم حکمران آگ سے زیادہ گرم، کسی کمینے کا محتاج ہونا زمہریر سے زیادہ سرد اور صبر زہر سے زیادہ کڑوا ہے۔

❁ حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ آٹھ چیزیں دیگر آٹھ کے لیے زینت ہیں: پرہیزگاری فقر کی، شکر نعمت کی، صبر بلاء و مصیبت کی، حلم و بردباری علم کی، ذلت برداشت کرنا طالب علم کی، کثرت سے رونا خوف کی، احسان نہ جتانا احسان کی اور خشوع و خضوع نماز کی۔

❁ حضرت علی ؓ کا فرمان ہے کہ آٹھ چیزوں میں آٹھ چیزوں کے بغیر کوئی بھلائی و بہتری نہیں: نماز میں خشوع وخضوع کے بغیر، روزے میں لغویات سے پرہیز کے بغیر، قرأت قرآن میں غور وتفکر کے بغیر، علم میں پرہیزگاری کے بغیر، مال میں سخاوت کے بغیر، اخوت و بھائی چارے میں حفظ مراتب کے بغیر، نعمت میں دوام وہمیشگی کے بغیر اور دعا میں اخلاص کے بغیر۔

❁ مخبر صادق ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران سے توریت میں فرمایا کہ تمام خطاؤں کی اصل تین چیزیں ہیں: تکبر، حسد اور حرص پھر ان سے مزید چھ برائیاں جنم لیتی ہیں اس طرح یہ نو ہو جاتی ہیں وہ چھ: پیٹ بھر کر کھانا کھانا، حاجت سے زائد سونا، ضرورت سے زیادہ آرام کرنا، مال کی محبت میں گرفتار ہونا، اپنی تعریف وتوصیف کو پسند کرنا اور منصب و ریاست کو محبوب رکھنا ہیں۔

❁ حضرت عمر فاروق ؓ فرماتے ہیں کہ دس چیزیں دس چیزوں کے بغیر سنورنے سے محروم رہتی ہیں: عقل بغیر تقویٰ کے، فضیلت بغیر علم کے، کامیابی بغیر خوف خدا کے، حکمران بغیر عدل وانصاف کے، خاندانی شرافت بغیر ادب کے، خوشی بغیر امن کے، مالداری بغیر سخاوت کے، فقر بغیر قناعت کے، بلندی وبرتری بغیر عاجزی کے اور جہاد بغیر توفیق کے۔

❁ حضرت عثمان غنی ؓ فرماتے تھے کہ رائیگاں ترین دس چیزیں ہیں: وہ عالمِ دین کہ جس سے سوال نہ کیا جائے، وہ علم کہ جس پر عمل نہ کیا جائے، وہ درست رائے کہ جسے قبول نہ کیا جائے، وہ ہتھیار کہ جسے استعمال نہ کیا جائے، وہ مسجد کہ جس میں نماز نہ ادا کی جائے، وہ مصحف شریف کہ جس سے پڑھا نہ جائے، وہ مال کہ جسے راہِ خدا میں خرچ نہ کیا جائے، وہ گھوڑا جس پر سوار نہ ہوا جائے، زہد وترک دنیا کی وہ معلومات جو ایسے شخص کے پیٹ میں ہوں کہ جو دنیا کے حصول کا ارادہ رکھتا ہو اور ایسی طویل عمر کہ جس میں سفرِ آخرت کیلئے زادِ راہ اکٹھا نہ کیا جائے۔

❁ رحمتِ کونین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے دس افراد ایسے ہیں کہ جو کفار سے

مشابہہ ہیں اگر چہ وہ خود کو مؤمن گمان کرتے ہیں: ناحق قتل کرنے والا، جادوگر، بے غیرت جو اپنی اہل پر غیرت نہیں کھاتا، زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا، شراب پینے والا، جس پر حج فرض ہوا لیکن اس نے ادا نہ کیا، فتنہ وفساد کی کوشش کرنے والا، حربی کافروں کا ہتھیار بیچنے والا، عورت سے اس کی دبر میں وطی کرنے والا اور اپنی محارم سے نکاح کرنے والا، اگر ان مذکورہ اعمال کو حلال جانے تو یقیناً کافر ہے۔

❀ کسی صاحب حکمت کا قول ہے کہ دس قسم کے افراد میں دس قسم کی عادتوں کی موجودگی اللہ تعالیٰ کو غضبناک کرتی ہے: اغنیاء میں بخل کی، فقراء میں تکبر وغرور کی، علماء میں طمع ولالچ دنیا کی، عورتوں میں قلتِ حیاء کی، بوڑھوں میں الفتِ دنیا کی، جوانوں میں سستی وکوتاہی کی، حکمرانوں میں ظلم کی، جہاد کرنے والوں میں بزدلی کی، زاہدوں میں عجب وخود پسندی کی اور عبادت گزاروں میں ریاء ونمائش کی۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اچھی عادات اپنانے اور بری خصلتوں سے محفوظ ومامون فرمائے۔ آمین

❀❀❀❀❀

غیبت کی تباہ کاریاں

بہادر شاہ ظفر نے فرمایا:

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر رہے دیکھتے لوگوں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو جہاں میں کوئی برا نہ رہا

یہ چند سالہ زندگی اللہ رب العزت کی طرف سے امانتاً عطا کی گئی ہے۔ جسے ہم نے بحکم خداوندی، قرآن مجید فرقان حمید میں ذکر شدہ قوانین کے مطابق گزارنا ہے۔ صد افسوس کہ ہم نے چونکہ قرآن مجید کے مطالعہ سے منہ موڑ لیا ہے جس کی وجہ سے سینکڑوں برائیوں نے ہمارے اندر ڈیرہ ڈال دیا ہے۔ ایک ایسی برائی جس کی وجہ سے دیگر بہت ساری معاشرتی خرابیاں جنم لی رہی ہیں۔ بہت بڑے تعلیم یافتہ سے لے کر جاہل تک اور بادشاہِ مملکت سے لے کر عام سے کونسلر تک غرضیکہ ہر شخص اس کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ آپ لازماً یہ سوچ رہے ہوں گے کہ ایسی کونسی بیماری ہے جس کے جال میں معاشرے کا ہر فرد پھنسا ہوا ہے تو پھر سنئے اسے کہا جاتا ہے ”غیبت“۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ غیبت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”غیبت یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ کرو کہ اگر اس تک یہ بات پہنچے تو وہ اسے ناپسند کرے چاہے اس کے بدنی یا نسبی عیب کا ذکر کرو یا اخلاق واعمال کے اعتبار سے کوتاہی بیان کرو اس کی دنیوی خرابی کا ذکر کرو یا اخروی کا، حتیٰ کہ اس کے کپڑے، مکان اور جانور کے حوالے سے نقص بیان کرنا بھی غیبت ہے“۔

(احیاء العلوم، ج:۳، ص:۳۱۸، مطبوعہ پروگریسو بکس اردو بازار لاہور)

اللہ رب العزت اپنی پیاری اور لازوال کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: ”اور تم ایک دوسرے کی غیبت مت کرو۔“ (الحجرات:۱۲)

نبی مکرم رسول محتشم حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے: غیبت سے بچو کہ یہ زنا (جیسی برائی

سے بھی) بدتر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرنے سے زنا کی معافی ہو جاتی ہے جبکہ غیبت کی معافی تب تک نہیں ہوتی جب تک کہ جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معاف نہ کرالیا جائے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص:۴۱۵، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

غیبت نیکیوں کو تباہ کر دیتی ھے: غیبت کرنا ایسا قبیح فعل ہے جس کی وجہ سے انسان کی نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ نے فوراً تازہ کھجوروں کا ایک تھال بھر کر اس شخص کے پاس بطور انعام بھجوا دیا اور ساتھ ہی قاصد کو یہ بھی کہہ دیا کہ اسے کہہ دینا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے میری غیبت کر کے اپنی نیکیاں مجھے تحفہ میں دی ہیں۔ یہ کھجوریں ان نیکیوں کے بدلے میں ہیں۔ (تنبیہ الغافلین، ص:۱۶۰، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

حضرت شعیب بن سعد بلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کو بروز قیامت اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا تو اسے اس میں ایسی نیکیاں بھی نظر آئیں گی جو اس نے نہیں کی ہوں گی۔ وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! یہ نیکیاں کہاں سے آگئی ہیں (یہ میں نے تو نہیں کی تھیں) اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ نیکیاں وہ ہیں جو لوگ تیری غیبت کیا کرتے تھے اور تجھے پتہ ہی نہیں ہوتا تھا۔ (کنز العمال، ج:۳، ص:۱۲۰۔۱۹۹)

اسی طرح ایک دوسرے شخص کو اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔ جس میں کوئی نیک عمل نہیں ہوگا وہ شخص کہے گا کہ یہ میرا اعمال نامہ نہیں ہے۔ میں نے تو دنیا میں بہت سارے نیک عمل کیے تھے جبکہ اس میں ایک بھی نہیں لکھا ہوا۔ اس شخص سے کہا جائے گا کہ تو دنیا میں لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے تیری تمام نیکیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں جن کی تو نے غیبت کی تھی۔

(خطبات الناصحین، ص:۳۰۸، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

غیبت کی وجہ سے انسانی جواھر کا زائل ھونا: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرزند آدم کی ذات میں چار جوہر ہیں جن کو چار چیزیں زائل کر دیتی ہیں: ❶ عقل، اسے غصہ زائل کر دیتا ہے ❷ دین و ایمان، یہ فرائض چھوڑنے سے ختم ہو جاتا ہے ❸

شرم وحیاء، یہ طمع کی وجہ سے جاتی رہتی ہے ❹ نیک اعمال، یہ غیبت کرنے کی وجہ سے ملیامیٹ ہوجاتے ہیں۔

(خطبات الناصحین، ص:۳۱۰)

غیبت کرنے والے پر پانچ عذاب: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! غیبت سے بچو کیونکہ غیبت کرنے والے پر پانچ عذاب ہوتے ہیں: ❶ چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے ❷ دعا قبول نہیں ہوتی ❸ اس کی عبادت اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے ❹ قیامت کے دن اس کا منہ اس کی پشت کی طرف ہوگا ❺ وہ شخص فرعون وشداد کے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

(خطبات الناصحین، ص:۳۱۱)

غیبت کی وجہ سے بدبو پھیلنا: جب ایک آدمی دوسرے انسان کی پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرتا ہے تو اس کی وجہ سے ایک بدبو پھیلتی ہے جس کے سبب رحمت کے فرشتے اس سے دور چلے جاتے ہیں۔ جس طرح کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سرکار دوعالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں بدبودار ہوا چلی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ منافقوں کے ایک گروہ نے مسلمانوں کے ایک گروہ کی غیبت کی ہے جس کی وجہ سے یہ آندھی چلی ہے۔

(مسند امام احمد، رقم الحدیث: ۱۴۲۵۷)

اب سوال یہ ہے کہ ہمیں غیبت کی بدبو محسوس کیوں نہیں ہوتی؟ اس کا جواب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم شاہکار میں کچھ اس طرح تحریر فرماتے ہیں: چونکہ حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں غیبت بہت ہی کم کی جاتی تھی اس لیے اس کی بدبو ہر شخص محسوس کرتا تھا مگر اب غیبت اتنی عام ہوچکی ہے کہ ناک اس کی بدبو کی عادی ہوچکی ہے جس کی وجہ سے یہ ہمیں محسوس نہیں ہوتی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص چمڑا رنگنے والوں کے گھر میں داخل ہوتو وہ اس کی بدبو کی وجہ سے ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکے گا مگر صاحب خانہ یہیں کھاتے پیتے ہیں اور انہیں بومحسوس بھی نہیں ہوتی کیونکہ ان کی ناک اس قسم کی بدبو کی عادی ہوچکی ہوتی ہے اور یہی

حال اب غیبت کی بدبو کا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب، ص:۱۳۸، مطبوعہ زاویہ پبلشرز لاہور)

غیبت کرنے والے کا انجام: غیبت کرنے والے شخص کو دنیا و آخرت دونوں میں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دنیا میں تو انسان اس سے نفرت کرتے ہیں جبکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ بلکہ اسے سب سے پہلے جہنم میں داخل فرمادے گا۔ جیسا کہ حضرت کعب احبار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے سابقہ انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں پڑھا کہ جو شخص غیبت کرتا رہے مگر وفات سے قبل سچے دل سے توبہ کرلے تو قیامت کے دن سب کے بعد جنت میں داخل ہوگا اور اگر توبہ کیے بغیر فوت ہوگیا تو اللہ عزوجل سب سے پہلے اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔

(خطبات الناصحین، ص:۳۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زنا کرنے کے سبب رجم (سنگسار) کیا گیا تھا تو دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے ایک نے کہا اسے دیکھو کہ اللہ عزوجل نے اس کی پردہ پوشی کی تھی مگر اس کے نفس نے نہ چھوڑا کتے کی طرح رجم کیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی بات سن کر سکوت (خاموشی) فرمایا کچھ دیر تک چلتے رہے راستے میں مرا ہوا گدھا ملا، جو پاؤں پھیلائے ہوئے تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں شخصوں سے فرمایا جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسے کون کھائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ جو تم نے اپنے بھائی کی آبروریزی کی وہ اس گدھے کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، ماعز اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

(سنن ابوداؤد، ج:۲، ص:۶۰۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ شب معراج میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر انہیں کھلایا جارہا تھا پھر انہیں کہا جاتا کہ کھاؤ تم دنیا میں اپنے بھائیوں کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ میں نے

پوچھا: جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی آقا! یہ آپ کی امت میں سے غیبت کرنے والے لوگ ہیں۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۸۷۸)

یاد رکھیے! جس طرح زبان سے غیبت کرنا سخت گناہ ہے اسی طرح کانوں سے خوش ہو کر سننا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ لہٰذا جب بھی آپ کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے تو آپ اس پر خوشی اور تعجب کا اظہار کرنے کی بجائے اس شخص کو اس سے روک دیں۔ ورنہ آپ بھی غیبت اور اس کے عذاب میں شریک ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہوتا ہے''۔ (احیاء العلوم، ج:۳، ص:۳۲۳)

آخری بات: میرے پیارے بھائیو! آج تک لوگوں کو رسوا کرنے کی بہت کوشش کر لی ہے، اب تک اپنے ہی بھائیوں کو نیچا دکھلانے پر بہت زیادہ زور صرف کر لیا ہے۔ جس سے سوائے اپنی نیکیوں کی تباہی و بربادی کے کچھ نہیں ملا۔ خدا کے لیے اب تو اسے چھوڑ کر لوگوں کی تعریفیں کرنا شروع کر دو، ورنہ قیامت کے دن تمہارا چہرہ پشت کی جانب ہوگا اور اس طرح تمہیں سب سے پہلے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا اور پھر تم جہنم کے دردناک عذاب کی تاب بھی نہیں لا سکو گے۔ آج وقت ہے اسے غنیمت جانتے ہوئے برے کاموں اور بری عادتوں سے باز آ جاؤ۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو غیبت اور اس جیسے تمام قبیح کاموں اور عادتوں سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

❁❁❁❁❁

نسل نو ایک خطرناک عادت کے شکنجے میں

ہر انسان کو بچپن اور جوانی میں بہت سی دشوار گزار اور کٹھن منزلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر اللہ کا خصوصی کرم جن کے شامل حال ہوتا ہے وہ تو بڑے احسن انداز سے ان کا بھرپور مقابلہ کرتے اور کامیابی وکامرانی کا منہ دیکھتے ہیں۔ مگر کچھ انسان ان تباہ کاریوں کی دلدل میں دھنس جاتے ہیں —— ان دشوار گزار منزلوں میں سے جس کا ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے وہ سب سے زیادہ خونخوار اور مہلک ہے اور تقریباً نوے فیصد لوگ اس رذیل و حقیر مرض میں ملوث ہے۔

اس بری عادت کو عربی میں ''استمناء بالید''، انگریزی میں ''Hand practise'' فارسی میں ''مشت زنی'' اور اُردو میں ''جلق'' سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مشت زنی کہتے ہیں کہ عضو خاص کو اپنے ہاتھ سے بار بار حرکت دے کر انتشار اور ہیجان پیدا کر کے منی خارج کرنا۔ یہ گندی حرکت صرف گناہ ہی نہیں بلکہ انسان کے شرف اور پاکیزگی کے بھی خلاف ہے۔ جسمانی اور اخلاقی لحاظ سے بھی نہایت ہی مصیبت انگیز ہے۔ اس قبیح فعل کے ہر قسم کے نقصانات کا مطالعہ کریں اور نسل نو کی جوانیوں کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ اللہ تعالیٰ سب انسانوں کو اس شیطانی فعل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور صحت کی دولت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ نَاکِحُ الْیَدِ مَلْعُوْنٌ (اپنے ہاتھ سے زنا کرنے والا ملعون ہے) (تبیان القرآن)۔ نیز ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ بروز قیامت ایک قوم آئی گی جن کے ہاتھ حاملہ ہوں گے اور فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے منی نکالنے والے ہوں گے۔ (اسلام، صحت اور جدید سائنسی تحقیقات۔ بحوالہ تفسیر روح المعانی)

امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک نے مشت زنی کو حرام قرار دیا ہے

(تبیان القرآن)

اب استمنا بالید کے مختلف قسم کے نقصانات ملاحظہ فرمائیے

جسمانی نقصانات:

جو شخص اس گھٹیا اور گھناؤنے فعل کا مرتکب ہوتا ہے اسے مندرجہ ذیل جسمانی نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے:

☆ جسم کمزور اور ناتواں ہو جاتا ہے۔ ☆ حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔ ☆ بسا اوقات جوڑوں میں درد رہتا ہے۔ ☆ اکثر نزلہ اور زکام کی شکایت رہتی ہے۔ ☆ سینہ اور پیشانی پر دانے نکل آتے ہیں۔ ☆ پیشاب جل کر آنے لگتا ہے۔ ☆ آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں۔ ☆ طبیعت کام کرنے سے اُچاٹ ہو جاتی ہے۔ ☆ محنت سے دل اکتاتا ہے۔ ☆ کبھی کبھی آنکھوں کے آگے اندھیرا آ جاتا ہے۔ ☆ سر میں بوجھ اور درد محسوس ہوتا ہے۔ ☆ چکر آنے لگتے ہیں۔ ☆ چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے۔ ☆ اعضاء رئیسہ (دل، دماغ، جگر اور خصیتین) کمزور ہو جاتے ہیں۔ ☆ گھبراہٹ کا شکار رہتا ہے۔ ☆ ہاضمہ خراب رہتا ہے۔

☆ جسم میں ہر وقت تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔ ☆ کمر کے درد کی شکایت رہتی ہے۔

جنسی نقصانات:

☆ عضو خاص ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ ☆ عضو تناسل کی نشو ونما رک جاتی ہے۔ ☆ کوتاہی اور لاغری کی وجہ سے مباشرت میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ☆ سرعت انزال کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ ☆ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور کھانستے وقت پیشاب کے لیس دار قطرے خارج ہوتے رہتے ہیں۔ ☆ احتلام کی کثرت رہتی ہے۔ ☆ شادی کی قابلیت ختم ہو جاتی ہے۔

نفسیاتی نقصانات:

☆ احساس کمتری پیدا ہو جاتی ہے۔ ☆ اکثر پریشانی اور تفکر لاحق رہتا ہے۔ ☆

بے ہمتی گھر کر جاتی ہے۔☆ قوت ارادی گھٹتی چلی جاتی ہے۔☆ کام کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ ☆ مستقل مزاجی سے عاری ہو جاتا ہے۔☆ کھیلوں میں حصہ نہیں لیتا۔☆ ڈراؤنے خواب آنے لگتے ہیں۔☆ جسم کی صفائی کا خاص خیال نہیں رکھتا۔☆ معمولی سا کام بھی سلیقے سے نہیں کر سکتا۔☆ ہر وقت خوف کا شکار رہتا ہے۔☆ ذہنی الجھنوں کا شکار ہو جاتا ہے۔☆ دل ہر وقت غمگین رہتا ہے۔☆ نظر کمزور ہو جاتی ہے۔☆ بہرہ پن لاحق ہو جاتا ہے۔☆ اس فعل بد کی وجہ سے پرانا بخار ہو جاتا ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق جب ایک ہزار پرانے بخار کے مریضوں پر غور کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ 414 مشت زنی کے سبب 186 کثرتِ زنا کے باعث اور بقیہ دیگر وجوہات کی بناء پر پرانے بخار میں مبتلا ہوئے تھے۔ 124 پاگلوں کا جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ ان میں سے 24 یعنی ہر پانچواں مرد، اپنے ہاتھ سے منی نکالنے کی وجہ سے پاگل ہوا تھا۔

ایک عبرت انگیز واقعہ:

ڈاکٹر مسعود حفیظ رفاعی کہتے ہیں کہ مرگی کا ایک اٹھارہ سالہ مریض میرے کلینک میں علاج کے لیے لایا گیا۔ اسے چلتے پھرتے یا بیٹھے بٹھائے اچانک دورہ پڑتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اچانک وہ چیخ مار کر گرتا تھا اور بے ہوش ہو جاتا تھا، پٹھے اکڑ جاتے تھے، چہرے پر مردگی چھا جاتی تھی، آنکھیں نیم وا ہو جاتی تھیں، منہ سے جھاگ نکلنے لگتی تھی۔ جبڑے بھینچ جاتے تھے جن میں کبھی کبھی زبان بھی کٹ کر زخمی ہو جاتی تھی اور اس سے خون بہنے لگتا تھا۔ سانس میں دشواری ہوتی تھی۔ مریض کی History (تاریخ) میں موروثی طور پر اس مرض کا کوئی وجود نہ تھا۔ میں نے مریض کا پرانا معائنہ کیا تو یہی معلوم ہوا کہ عام کمزوری اور اعصابیت سے یہ مرض لاحق ہوا ہے۔ تنہائی میں اس سے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ سالہا سال سے مشت زنی کا عادی رہ چکا تھا۔

مشت زنی سے بچنے کے طریقے:

اگر کوئی شخص نادانی کے باعث خدانخواستہ اس مرض میں مبتلا ہو تو اسے چاہیے کہ

اس قبیح عادت کو فوراً ترک کر کے پختہ توبہ کرے اور مندرجہ ذیل باتوں پر سختی سے عمل کرے:

☆ تنہائی سے گریز کیا جائے۔ ☆ نیک اور اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے۔ ☆ نماز کی پابندی کی جائے۔ ☆ تیز مرچ مسالوں اور گرم چیزوں سے بچا جائے۔ ☆ گندی باتوں سے پرہیز کیا جائے۔ ☆ بدنظری سے مکمل پرہیز کیا جائے۔ ☆ اخلاق بگاڑنے والے لٹریچر اور گندے خیالات سے بچا جائے۔ ☆ کھیلوں میں حصہ لیا جائے۔ ☆ ورزش کو معمول بنایا جائے۔ ☆ کام کاج کی طرف توجہ بڑھائی جائے۔

طبی نسخہ:

حکیم محمد اسلم شاہین صاحب نے ''تباہی کا سیلاب'' میں اس کے لیے ایک طبی نسخہ تجویز فرمایا ہے:

صندل سفید (۲۰ گرام)، تخم خرفہ (۲۰ گرام)، تخم کاہو (۲۰ گرام)، کشنیز (۲۰ گرام)، بھکھڑا (۲۰ گرام)، پوٹاشیم برومائیڈ (۳۰) گرام

تمام ادویات کو باریک پیس کر ڈبے میں محفوظ رکھ لیں۔ تین تا چھ گرام صبح و شام پانی کے ساتھ استعمال کیا کریں۔ امید قوی ہے کہ چند ہی روز میں اس عادت سے نفرت ہو جائے گی۔

بڑوں کی صف میں بچوں کا کھڑا ہونا

مندرجہ ذیل مسائل میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں----

﴿1﴾ اگر مردوں کی جماعت میں صرف ایک بچہ ہو تو کیا اس کو مردوں کی صف کے بعد پچھلی صف میں کھڑا ہونا چاہیے یا وہ مردوں کے ساتھ بھی کھڑا ہو سکتا ہے، اور اس میں کوئی کراہت تو نہ ہو گی؟

﴿2﴾ اگر بچے ایک سے زیادہ ہوں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے، ان کی صف کہاں ہونی چاہیے، کیا وہ بھی مردوں کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں یا نہیں، اگر کھڑے ہو جائیں تو کیا کوئی کراہت ہو گی؟

﴿3﴾ مردوں کی صفیں پر ہو چکی ہوں لیکن بچوں کی صف میں دائیں بائیں جگہ خالی ہو تو کیا بعد میں آنے والے مردوں کو بچوں کی صف میں شامل ہو جانا درست ہے یا بچوں کو پیچھے کر دیں۔ اور کیا نماز کی حالت میں بچوں کو پیچھے کرنا چاہیے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا معمول ہے کہ وہ بڑے اہتمام سے بچوں کو دھکیل دیتے ہیں اور ان کی جگہ خود کھڑے ہو جایا کرتے ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

مندرجہ بالا سوالات کے بالترتیب جوابات درج ذیل ہیں:

﴿1﴾ اگر صرف ایک بچہ ہو تو اس کو مردوں کے ساتھ ان کی صف ہی میں کھڑا کیا جائے اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ (درمختار، جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 284)

﴿2﴾ اگر بچے ایک سے زیادہ ہوں اور ان کی جدا صف بنانے میں نماز خراب ہونے کا کوئی اندیشہ نہ ہو تو مردوں کی صف کے پیچھے ان کی صف بنائی چاہیے اور انہیں کھڑا کرنا چاہیے، بلا ضرورت بچوں کو مردوں کے ساتھ کھڑا کرنا خلاف سنت ہے، خواہ جماعت جمعہ کی ہو یا دیگر فرائض کی۔ اور اگر بچوں کے یکجا جمع ہونے سے ان کی یا مردوں کی نماز خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو بچوں کو متفرق طور پر مردوں کی صفوں میں دائیں اور

بائیں جانب کھڑا کر لینا درست ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

﴿3﴾ بعد میں آنے والے مردوں کو بچوں کی صف ہی میں دائیں بائیں کھڑے ہو جانا چاہیے کیونکہ مردوں اور بچوں کی صفوں کی ترتیب شروع جماعت میں ہے اور جب بچے اپنی صف میں کھڑے ہوں تو نماز کی حالت میں انہیں پیچھے نہ ہٹانا چاہیے، کیونکہ وہ اپنے صحیح مقام پر کھڑے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کا یہ طرز عمل مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے بچوں کی دل آزاری اور ان کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے، لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ (فقہی رسائل جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 223)

محبت کے شرعی احکام

کسی چیز کو اپنے لیے بہتر اور مفید سمجھ کر چاہنا، محبت کہلاتا ہے اور محبت میں حد سے تجاوز کرنا عشق ہے۔ محبت کی چار اقسام ہیں:

(۱) واجب محبت: جسے اختیار کرنا ہر صاحبِ ایمان کے لیے لازم وضروری ہے جیسے اللہ رب العزت اور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ سے محبت کرنا۔

(۲) مستحب محبت: جسے اختیار کرنا ہر صاحبِ ایمان کیلئے لازم وضروری تو نہیں لیکن باعث اجر وثواب ضرور ہے۔ جیسے رضاءِ الٰہی کیلئے علماءِ دین سے محبت رکھنا۔

(۳) مباح محبت: جسے اختیار کرنے سے نہ تو گناہ ملتا ہے اور نہ ہی ثواب۔ جیسے پالتو جانوروں سے محبت کرنا۔

(۴) حرام محبت: جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے احکام کی نافرمانی ہو۔ جیسے سود، رشوت، زنا، حرام خوری، غیبت، چغلی، نامحرم عورت اور بے ریش لڑکے سے محبت کرنا۔

عشق کی دو اقسام ہیں:

❶ عشق حقیقی: اللہ تعالیٰ، رسول کریم ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر عام وخاص مؤمنین و مومنات سے محبت کرنا۔

❷ عشق مجازی: نفسانی خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے کسی نامحرم عورت یا خوبصورت لڑکے سے محبت کرنا۔

عشق حقیقی جتنا زیادہ شدید ہوگا اتنا ہی انسان کے لیے سودمند ہے جبکہ عشق مجازی جتنا بڑھے گا اتنا ہی انسان گناہوں اور تباہی وبربادی کے دلدل میں دھنستا چلا جائے گا۔ چونکہ عشق مجازی، انسان کی پستی وذلت کا سبب بنتا ہے، اس لیے اس کے نقصانات اور اس سے بچنے کے طریقے مندرجہ ذیل ہیں:

عشق مجازی کی تباہ کاریاں: اس نفسانی سامان لذت سے بھرپور کام میں کس قدر نقصانات وتباہ کاریاں مخفی ہیں، ان کی ایک جھلک ذیل کے کلمات میں ملاحظہ فرمایئے:

❶ وقت کا ضیاع: وقت جیسی قیمتی دولت کی قدر کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ یہ نعمت، اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کردہ ایسا قیمتی سرمایہ ہے کہ جسے صحیح مقام پر خرچ کرنا، انسان کو دنیا و آخرت کی کامیابی وکامرانی کے قریب تر کر دیتا ہے جبکہ اس کا غلط استعمال انسان کو مسلسل ناکامیوں کی دلدل میں پھنساتا چلا جاتا ہے۔ ضیاع وقت کا احساس دلاتے ہوئے ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مصیبتیں تو بے شمار ہیں لیکن وقت کا ضائع کرنا، سب سے بڑی مصیبت ہے۔ اسی طرح حضرت محمد بن حاتم ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہارا اصل سرمایہ تمہارا دل اور تمہارا وقت ہے جبکہ تم نے ان دونوں کو خیالات کی گندگیوں میں پھنسا دیا ہے اور اپنے اوقات کو ان گناہوں میں ضائع کر دیا ہے، جن کا ارتکاب مناسب نہ تھا۔ وہ شخص بھلا کیسے نفع کما سکتا ہے جس کا اصل سرمایہ ہی خسارے میں ہو۔

❷ عقل کا ضیاع: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو اس "خلاف شرع کام" میں مبتلا ہو گیا اسے ذہنی و قلبی سکون کبھی بھی نصیب نہ ہوگا۔ نتیجتاً ایسے حضرات کا جینا حرام ہو جاتا ہے بلکہ بعض اوقات تو یہ بے سکونی ان کی موت کا سبب بھی بن جاتی ہے اور اگر موت نہ بھی آئے، تو بھی کم از کم دنیاوی و اخروی معاملات میں بے شمار کوتاہیاں ضرور ہو جاتی ہیں۔

❸ تعلیم کا ضیاع: اکثر اوقات اس کی وجہ سے انسان کا دل پڑھائی سے اچاٹ ہو جاتا ہے کیونکہ جب ذہن ہر وقت مطلوبہ شخصیت کے قرب کے حصول اور اسے اپنی ذات سے متاثر کرنے کی منصوبہ بندی میں مشغول ہو، تو پڑھائی پر اس کا منفی اثر مرتب ہونا ایک لازمی امر ہے۔

❹ کاروبار کا نقصان: انسان کا اپنی ذات سے متاثر رکھنے کے لیے قیمتی تحائف کی فراہمی کے سلسلے میں کثیر رقوم کا مسلسل خرچ، کاروباری لین دین اور ملازموں کی کارکردگی پر سے توجہ کا ہٹ جانا، نیز اپنی ان پرائیوٹ مصروفیات کی بنا پر وقت کی تنگی کے باعث ہر معاملے میں ملازموں پر اندھا دھند اعتماد، آہستہ آہستہ انسان کو پستی و زوال کی جانب مائل کرتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ ایک

وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اچھا خاصا چلتا ہوا کاروبار عدم توجہ کی بنا پر دوسروں کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے اور بیچارہ یہ عاشق نامراد پائی پائی کا محتاج ہو کر ''محترمہ'' کی نگاہوں سے بھی گر جاتا ہے اور پھر زبان پر اس قسم کے مصرعے مچلتے نظر آتے ہیں: ع نہ خدا ہی ملا، نہ وصال صنم

❺ بے شمار گناہوں میں مبتلا ہونا: اس غلط کام میں پھنس جانے کے بعد خود کو بے شمار دیگر گناہوں سے بچانا بھی تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے جیسے غیبت، بہتان، غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا، فضول خرچی، جھوٹ اور منافقت وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ حضرت اصمعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دیہاتی سے محبت کی حقیقت کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب دیا: محبت ایک پودا ہے، اس کا بیج ''دیکھنا''، اس کا پانی ''بار بار دیکھنا''، اس کی پرورش ''ملاقاتیں''، اس کی کمی ''بیچارگی'' اور اس کا نتیجہ ''اللہ رب العزت کی نافرمانی'' اور ''جنون'' ہے۔

(ذم الہویٰ)

⓰ سلب ایمان: جب کوئی شخص اس چکر کے مزول کا بے حد عادی ہو جائے، تو اب اس نشے سے جان چھڑانا بے حد دشوار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نفس جب تک کسی کام میں لذت حاصل کرتا رہے، اسے ترک کرنے کے لیے بالکل تیار نہیں ہوتا۔ چنانچہ اسے صرف وہی گفتگو اچھی لگتی ہے، جو اس معاملے میں ترقی کا سبب بنے، اس کے برعکس اس کی مذمت یا اسے ترک کر دینے کے بارے میں کسی قسم کی نصیحت، طبیعت پر بے حد گراں گزرتی ہے، چنانچہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب اسے ان گناہوں سے محفوظ رکھنے کی غرض سے کوئی آیت کریمہ یا حدیث مبارکہ سنائی جاتی ہے، تو وہ غصے میں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخانہ جملے کہہ بیٹھتا ہے اور اس طرح یہ دنیاوی محبت اس کے ایمان کی بربادی کا سبب بن جاتی ہے۔

عشق مجازی سے بچنے کے طریقے: عشق مجازی کی تباہ کاریوں پر غور و فکر کرنے کے بعد کون ایسا نادان ہوگا جو اسے عبادت یا رضائے الٰہی کا سبب قرار دے سکے؟ لہٰذا اس مرض میں گرفتار خواتین و حضرات کو چاہیے کہ اس وقتی لذت کو جلد از جلد ترک کرنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقوں پر سختی سے عمل پیرا ہوں:

❶ نقصانات پر غور: اس خلاف شریعت کام میں پھنسے ہوئے خواتین وحضرات کو چاہیے کہ اس فعل بد کی وقتی لذت نہیں، بلکہ اس کی خطرناک تباہ کاریوں کو ہمہ وقت اپنے پیش نظر رکھیں۔

❷ شادی: ایسے خواتین وحضرات کے لیے فوراً سے پیشتر شادی کر لینا بھی بے حد نافع اور مؤثر علاج ہے۔اس سلسلے میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ جائز طریقے سے اپنے والدین کے ذریعے جس کی طرف دل مائل ہو، اسی سے شادی کی جائے، تاکہ آئندہ کے لیے برائی کا راستہ ہی بند ہو جائے۔

❸ روزوں کی کثرت: جو شخص کسی سبب سے شادی پر قادر نہ ہو، تو اسے چاہیے کہ کثرت سے روزے رکھنا شروع کر دے۔شروع میں لگاتار رکھے، پھر آہستہ آہستہ وقفہ کرنا شروع کر دے اور پھر جتنی مقدار با آسانی پوری کر سکتا ہو، ہمیشہ اس کا عادی رہے۔ان شاء اللہ العزیز اس کی برکت سے دل میں عبادت کا نور پیدا ہوگا، جس کے باعث نفسانی خواہشات پر قابو پانے میں بے حد مدد ملے گی۔

❹ خیالات ونظر کی حفاظت: اس عمل سے محفوظ رہنے کے لیے ہر مسلمان مرد وعورت کو چاہیے کہ حتی الامکان اپنی نگاہ کو حرام وناجائز امور پر پڑنے سے روکنے کے ساتھ ساتھ، فضول چیزوں کی طرف دیکھنے سے بچانے کی بھی کوشش کرے۔خصوصاً اس معصیت میں گرفتار مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو بغرض علاج کوشش کرنی چاہیے کہ جنس مخالف کو نہ تو ارادۃً دیکھیں اور نہ ہی اس کا خیال جان بوجھ کر اپنے ذہن میں لائیں۔ کیونکہ جب نگاہوں کی حفاظت ہوگی تو یہ حفاظت، دل کے محفوظ رہنے کا سبب بنے گی اور جب دل کی حفاظت ہوگی، تو بدن کے دیگر اعضاء بھی قابو میں رہیں گے۔

❺ اخروی انعامات پر غور: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عشق مجازی کے کھیل کا عادی ہونے میں نفسانیت کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے اور نفس کی عادت ہے کہ جب اسے کسی بڑے انعام کے حصول کا یقین ہو جائے، تو چھوٹے انعام سے دست بردار ہونے کے لیے فوراً تیار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مرض عشق کے ہر شکار کو چاہیے کہ اس "زہریلے شہد" کی وقتی لذت کو نظر انداز کر دے اور خود کو رضائے الٰہی میں معاون اعمال کے بدلے میں ملنے والے انعامات پر غور وتفکر کرنے کا عادی بنائے۔ان شاء اللہ العزیز ان دائمی نعمتوں پر غور وتفکر کی برکت سے قلب وذہن اعتراف پر مجبور ہو جائیں

گے۔ یاد رکھیے! صرف تھوڑے سے دنیاوی مزے کی خاطر اپنی محنت، وقت اور صلاحیت کو ضائع کرتے رہنا بہت بڑی نادانی ہے جبکہ اخروی انعامات کے حصول کے لیے ذرا سی محنت، بہت بڑی سعادت مندی ہے۔ اگر اس اعتراف نے قلب و ذہن میں اپنا مسلسل ٹھکانہ بنالیا تو پھر نشے سے جان چھڑانا اور اللہ رب العزت و رسول اکرم ﷺ کی رضا والے اعمال پر استقامت حاصل کرنا بے حد آسان محسوس ہوگا۔

⑥ عذابِ الٰہی کا خوف: اللہ رب العزت نے نفسِ انسان کو بچوں کی سی فطرت عطا فرمائی ہے، چنانچہ جس طرح اپنی بات منوانے کے لیے بچے کو کبھی انعام کے لالچ اور کبھی ڈانٹ ڈپٹ اور ڈرانے دھمکانے سے کام لے کر کامیابی حاصل کی جاتی ہے، بالکل اسی طرح نفسِ انسان کو کسی کام پر لگانے یا کسی کام سے روکنے کے لیے انہی دونوں طریقوں پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ عشق مجازی کے میٹھے زہرِ قاتل کی لذت سے مکمل طور پر بچنے کے لیے جہاں اخروی انعامات پر غور و فکر کرنا ضروری ہے وہیں عذاباتِ الٰہیہ کو ہمہ وقت ذہن نشین رکھنے کے شرف کا حصول بھی واجب و لازم ہے۔ چنانچہ ذیل میں عشق مجازی میں مبتلا لوگوں کے لیے وعیدیں اور عشق مجازی سے بچنے والوں کے لیے خوشخبریاں تحریر کی جارہی ہیں۔ انہیں بغور پڑھ کر اپنی دنیا و آخرت سنواریے۔

عشق مجازی میں مبتلا لوگوں کے لیے وعیدیں:

① حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک نیکی کے سبب دل میں نور، چہرے پر رونق اور عمل میں قوت پیدا ہوتی ہے جبکہ گناہ سے دل میں سیاہی، عمل میں سستی اور چہرہ پر بدنمائی پیدا ہوتی ہے۔

② حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دیتا ہے۔

③ حضرت یزید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ایک قبر کے پاس پہنچا تو اس نے قبر سے آہ! آہ! کی آوازیں سنیں، جب کان لگا کر سنا، تو آواز آرہی تھی کہ تجھے تیرے عمل نے رسوا کر دیا۔

❹ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنی آنکھ کو حرام سے بھرا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے آنکھ میں جہنم کی آگ بھر دے گا۔ (مکاشفۃ القلوب)

❺ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تین افراد پر جنت حرام کر دی ہے: (۱) عادی شرابی (۲) ماں باپ کا نافرمان (۳) اپنے گھر میں برائی کو قائم رکھنے والا (سنن نسائی) ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہاں برائی سے مراد زنا اور اس کی طرف لے جانے والے اسباب یعنی عشق مجازی وغیرہ ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

❻ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اپنی خواہشات کو میرے لائے ہوئے احکام کے تابع نہ کر دے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

عشق مجازی سے بچنے والے کے لیے خوشخبریاں:

❶ حضرت ابو علی حقاق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے جوانی میں اپنی خواہشات پر قابو پالیا، اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاپے میں فرشتہ صفت بنا دے گا۔

❷ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں انسان کو ہلاک کر دینے والی ہیں: (۱) پیروی کیا جانے والا بخل (۲) پوری کی جانے والی خواہش (۳) آدمی کا اپنے آپ کو پسند کرنا (یعنی عجب و خود پسندی)۔

❸ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم مجھے اپنی جانب سے چھ چیزوں کی ضمانت دو، تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں: (۱) جب بات کرو، تو سچ بولو (۲) جب وعدہ کرو، تو پورا کرو (۳) جب امانت رکھوائی جائے، تو اسے ادا کرو (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵) ناجائز اشیاء کے دیکھنے سے اپنی نگاہ کو بچاؤ (۶) اپنے ہاتھوں کو (برے کاموں کے) ارتکاب سے روکو۔ (شعب الایمان)

❹ رسول معظم ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر کسی کی غیر ارادی طور پر، عورت کی خوبصورتی پر نظر پڑ جائے اور وہ فوراً اپنی نظر جھکا لے، تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت کی توفیق عطا فرمائے گا کہ جس کی لذت اسے محسوس ہوگی۔ (مسند احمد)

❺ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو نہ دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔(کیمیائے سعادت)

❻ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال مبارک سے قبل ایک خطبے میں ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت پر گناہ (زنا) کی قدرت پائی اور اسے خوف خدا کے سبب چھوڑ دیا (یعنی گناہ سے رک گیا) تو اللہ تعالیٰ اسے بڑے گھبراہٹ کے دن میں امن نصیب کرے گا، اس کو دوزخ پر حرام اور جنت میں داخل فرمائے گا۔(ذم الھوٰی)

❼ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ سات قسم کے لوگ کہ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا، جس دن اس سایہ کے سوا کسی اور چیز کا سایہ نہ ہوگا (۱) عادل حکمران (۲) وہ نوجوان، جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھا ہو (۳) وہ شخص کہ جس کا دل مسجد سے وابستہ ہو (۴) وہ دو آدمی، جو آپس میں صرف اللہ رب العزت کی خاطر محبت رکھتے ہوں، اسی کی محبت میں جمع ہوں اور اسی کی محبت میں الگ ہوں (۵) وہ شخص، جو چھپا کر صدقہ کرے حتیٰ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کتنا خرچ کیا (۶) وہ شخص کہ جس نے تنہائی میں اپنے رب عزوجل کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے (۷) وہ آدمی جس کو کسی منصب و جمال والی عورت نے اپنے پاس (زنا کے لیے) بلایا اور اس نے جواب میں کہا کہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں۔(صحیح البخاری)

حرف آخر: جو خواتین و حضرات اس خلاف شرع کام میں مبتلا ہوں ان سے برادرانہ گزارش ہے کہ اس فعلِ بد کو ترک کرنے کا عزم مصمم کر کے درج ذیل باتوں پر خوب ہمت کر کے استقامت کے ساتھ عمل کرتے رہیں۔ ان شاء اللہ عزوجل بہت ہی جلد آپ کو اس فعلِ حرام سے نجات مل جائے گی:

❶ بری صحبت اور برے لوگوں سے رابطہ ترک کر کے اچھی صحبت اور نیک لوگوں سے تعلق رکھیں۔

❷ غیر محرم عورتوں/امردوں پر تانک جھانک بالکل ختم کر دیں۔

❸ فحش لٹریچر (ناول، ڈائجسٹ اور عشقیہ کہانیاں وغیرہ) آپ کے لیے زہر قاتل ہے لہٰذا اسے

پڑھنا تو دور کی بات، دیکھنا بھی چھوڑ دیں

4. مکمل یکسوئی کے ساتھ پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے ادا فرمائیں۔

5. آج ہی ''کتاب الکبائر'' (مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور) اور ''باطنی گناہ اور ان کا علاج'' (مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور) خرید فرما کر مطالعہ کرنا شروع کر دیں۔

6. فلم بینی اور عشقیہ گانوں سے مکمل پرہیز کریں۔

7. مندرجہ ذیل آیت کو روزانہ 101 مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لیں: وَاَھْدِیَکَ اِلٰی رَبِّکَ فَتَخْشٰی ۔ (النّٰزِعٰت:۱۹)

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہر مسلمان بھائی اور بہن کو اس مرض سے بچائے جبکہ اس مرض میں مبتلا خواتین و حضرات کو جلد از جلد پروانۂ نجات مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

عہد شکنی کی خرابیاں

بلا شک وشبہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو اپنے حقیقی پیروکاروں کی نہ صرف ہر قسم کی راہبری وراہنمائی کرتا ہے بلکہ انہیں دنیا وآخرت کی فلاح وبہبود کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔ تاریخ سے واقفیت رکھنے والا ہر ذی شعور اور غیر جانبدار انسان یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ جب تک مسلمان اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا رہے، تو عزت وتمکنت اور فتح وعروج ان کا مقدر رہا۔ بڑی بڑی باطل اور سرکش قومیں ان کے زیرنگیں رہیں، لیکن جونہی انہوں نے اسلام کی سچی وسچی ہدایات کو پس پشت ڈالا، تو ان کا عروج زوال میں، عزت ذلت میں، آزادی غلامی میں اور خوشحالی بدحالی میں تبدیل ہوگئی۔ حتیٰ کہ آج مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

ان کے جو ہم غلام تھے، خلق کے پیشوا رہے
ان سے پھرے جہاں پھرا کی آئی وقار میں

آج مسلمانوں میں بدعملی کا ایسا سیلاب امڈ آیا ہے کہ جس نے امیر وغریب، نیک وبد، جوان وعمر رسیدہ اور مرد وعورت سبھی کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ اب بدعملی اتنی عام ہوچکی ہے کہ اسے غلط کہنا تو دور کی بات، غلط سمجھا ہی نہیں جاتا...... ان بدعملیوں میں سے ایک انتہائی مہلک اور ضرررساں برائی کا نام "وعدہ خلافی / عہد شکنی" ہے۔

آج ہمارے معاشرہ میں وعدہ خلافی کو بالکل معمولی فعل سمجھا جاتا ہے۔ افسوس کہ عوام تو عوام، خواص بھی اس عادت بد کے شکار نظر آتے ہیں۔ ذیل میں عہد شکنی کے نقصانات ذکر کیے جارہے ہیں انہیں بغور پڑھیے نیز اس فعلِ بد سے اپنے دامن کو پاک وصاف کرکے دنیا وآخرت کی راحت وسکون حاصل کیجئے۔

اسلاف اور جذبۂ ایفائے عہد:

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ تجارت کیا

کرتے تھے۔ آپ کا اصول تھا کہ دس دینار پر نصف دینار نفع وصول فرماتے تھے۔ (یعنی 5 فیصد)۔ ایک مرتبہ بادام فروخت کرنا چاہتے تھے، کسی نے خریدنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے اسے ساٹھ دینار میں فروخت کرنے کا وعدہ فرمایا۔ وہ شخص ابھی قیمت سپرد کرنے نہ پایا تھا کہ بادام مہنگے ہوگئے۔ ایک دوسرے شخص نے انہی باداموں کے نوے دینار لگا دیئے، (یعنی 22.22 فیصد زیادہ منافع) لیکن آپ نے فرمایا: ''میں اپنے عہد کے خلاف نہیں کر سکتا۔'' چنانچہ آپ نے بادام سابقہ شخص کو ساٹھ دینار میں ہی فروخت کردیئے۔

(ہمارے اسلاف اور ہم، ص: ۲۱۹)

مندرجہ بالا واقعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف ایفائے عہد کیا کرتے تھے اگرچہ انہیں اس کے لیے بظاہر کتنا ہی نقصان کیوں نہ اٹھانا پڑے۔ اگر یہ جذبہ آج کے مسلمانوں میں بھی پیدا ہوجائے تو یقین جانیے کہ یہ زمین جنت کی نظیر بن سکتی ہے۔

عہد شکن منافق ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تین باتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں پائی جائیں وہ منافق ہے'' اگرچہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔ (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (۲) وعدہ کرکے خلاف ورزی کرے اور (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۲، ص:۵۳۶)

تمام مسلمان بالخصوص کسی بھی گروپ یا ادارہ کے سربراہ کو یہ حدیث شریف مدنظر رکھتے ہوئے اپنے عہد کو پورا کرنے کی بھرپور تگ ودو کرنی چاہیے، ورنہ اس پر لوگوں کے اعتماد میں کمی آجاتی ہے۔

عہد شکن کی علامت:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ہر عہد شکن کا ایک جھنڈا ہوگیا، جس کو اس کی عہد شکنی کے بقدر بلند کیا جائے گا۔ یاد

رکھو! امیر مملکت سے بڑھ کر کسی شخص کی عہد شکنی نہیں ہے۔

(شرح صحیح مسلم، ج:۵، ص:۲۸۶، کتاب الجہاد باب تحریم الغدر)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز ہر عہد شکن کی سرین (مقعد) کے پاس ایک جھنڈا ہوگا۔

(شرح صحیح مسلم، ج:۵، ص:۲۸۵)

اس حدیث شریف سے مراد یہ ہے کہ بروز قیامت ہر عہد شکن کی ایک علامت ہوگی، جس سے وہ لوگوں میں مشہور ہوگا اور چونکہ اہل عرب کی یہ عادت تھی کہ وہ عہد شکن کی عہد شکنی مشہور کرنے کے لیے گلیوں اور بازاروں میں جھنڈے نصب کیا کرتے تھے۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ کسی ملک کے سربراہ یعنی وزیر اعظم وصدر وغیرہ کی عہد شکنی کی حرمت زیادہ شدید ہے۔ کیونکہ اس کی عہد شکنی سے بکثرت لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ نیز اس لیے بھی کہ سربراہ ایفائے عہد پر زیادہ قادر ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر سربراہ مملکت کیلئے یہ لازمی ہے کہ وہ اپنی عوام کے جملہ حقوق ومفادات کا اچھی طرح تحفظ کرے اور حتی الوسع اس کے ساتھ کیے ہوئے وعدوں کی پاسداری کرے۔

عہد شکن کا دین سے کوئی تعلق نہیں:

جو شخص عہد کو پورا نہیں کرتا وہ حقیقی دین کی روح سے محروم ہے خواہ لاکھ دینداری کا دعویٰ کرے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: **لا دین لمن لا عھد لہ** (صحیح مسلم) یعنی جو شخص عہد وپیمان اور قول وقرار کا پاسدار نہیں وہ دین دار نہیں۔

عہد شکن ظالم ہے:

آج کل بہت سے لوگ وقتی ضرورت پورا کرنے کے لیے دکاندار سے سودا سلف ادھار لے لیتے ہیں یا کسی سے نقد رقم بطور قرض حاصل کر لیتے ہیں۔ بعد میں دکاندار/قرض خواہ کو وقت پر ادائیگی نہیں کرتے بلکہ وعدہ پر وعدہ کر کے نہ صرف اسے تکلیف واذیت پہنچاتے ہیں بلکہ اس کا قیمتی وقت بھی برباد کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کی تو یہ عادت بھی ہے کہ

جب ان کے پاس مال موجود ہو تب بھی قرض کی ادائیگی میں بلا عذر شرعی ٹال مٹول اور حیلے بہانے سے کام لیتے ہیں۔ایسے ہی مسلمانوں کے متعلق ارشادِ حبیب باری تعالیٰ ہے کہ جس کے پاس مال موجود ہو، اس کا ٹال مٹول (یعنی قرض کی ادائیگی میں خواہ مخواہ تاخیر) کرنا ظلم ہے۔

جو شخص بھی اس عملِ بد کا شکار ہو، اسے چاہیے کہ فی الفور اس سے توبہ کرے اور آئندہ اس سے مکمل طور پر اجتناب کرے۔انشاء اللہ العزیز قلبی سکون و راحت کی نعمت میسر آئے گی۔

عہد شکنی بے برکتی کا سبب ہے:

عموماً پیشہ ور لوگ یہ جانتے ہوئے بھی کہ مقررہ دن کام نہیں ہو سکے گا کام لے کر رکھ لیتے ہیں اور پھر گاہک کو صبح، شام اور آج کل کے وعدوں پر ٹرخاتے ہیں۔اس جھوٹ کے اختیار کرنے کا باعث بہت بڑی کم فہمی و نا سمجھی ہے کہ اگر کام نہ لیا تو پھر کام کہاں سے آئے گا؟ حالانکہ کاریگر کبھی فارغ نہیں رہتے۔اللہ عزوجل کے کرم سے کام آتا ہی رہتا ہے لیکن اس فعل بد کے سبب رزق سے برکت ختم ہو جاتی ہے، اور مہینوں کی محنت کے ذریعہ کمایا ہوا پیسہ دنوں میں ختم ہو جاتا ہے اور کئی کئی ہفتوں کی کمائی چند منٹوں میں صرف ہو جاتی ہے۔لہٰذا اگر تمام لوگ آج سے جھوٹ نہ بولنے اور وعدہ خلافی نہ کرنے کا عہد کر لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں بے بہا دولت سے نوازے گا۔(ان شاء اللّٰہ العزیز)

یاد رکھیے!

کسی سے وعدہ کر کے اسے نہ نبھانا شرعاً انتہائی قبیح فعل ہے۔لیکن اگر وعدہ پورا کرنے میں کوئی شرعی قباحت تھی یا کوئی صحیح عذر شرعی تھا جس کی وجہ سے اسے پورا نہ کیا جا سکا تو اب اس شخص کو عہد شکن نہیں کہا جائے گا اور نہ ہی اس پر وعدہ خلافی کا وبال آئے گا۔جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لیس الخلف ان یعد الرجل ونیته ان یفی یعنی وہ جو شخص کسی سے ایک بات کا وعدہ کرے اور اس وقت اس کی نیت میں فریب نہ ہو لیکن بعد میں کسی

عذر شرعی کی بنا پر اس عہد کو وفا نہ کر سکے تو اسے عہد شکنی نہیں کہا جائے گا۔

حاصل کلام:

مندرجہ بالا تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے......

☆ ہر انسان کو چاہیے کہ وہ یا تو وعدہ ہی نہ کرے اور اگر کرے تو اسے وفا کرنے میں اپنی تمام کوشش صرف کر دے۔ کیونکہ ایفائے عہد ایک ایسا عمل ہے جس کے بارے میں قیامت کے روز خصوصی طور پر سوال کیا جائے گا۔

☆ وعدے کی عدم تکمیل پر اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کی جانب سے ناپسندیدگی کا اظہار بھی فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

یاایھا الذین امنوا لم تقولون مالا تفعلون۔ کبر مقتاعند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔ (الصف:۲،۳) اے ایمان والو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو۔ اللہ کے نزدیک بہت سخت ناپسندیدہ بات یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو خود نہیں کرتے۔

☆ اگر کوئی شخص کسی صحیح عذر شرعی کی بنا پر وعدہ پورا نہ کر سکے، تو جس سے وعدہ کیا ہو، اسے بدگمانی سے محفوظ کرنے کی نیت سے عذر ضرور بیان کر دے۔

☆ وعدہ وہی پورا کیا جائے گا جس کی تکمیل میں کسی قسم کی شرعی قباحت نہ ہو۔

اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو عہد شکنی کی انتہائی رذیل و خبیث علت سے خود بچنے اور دوسروں کو بچانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ نیز ہر اچھے عہد کو پورا کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

وطن کی محبت جزو ایمان ہے

وطن کی محبت کے متعلق نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ یعنی اپنے وطن سے محبت کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر وہ پاکستانی جس کے دل میں وطن عزیز سے سچی اور سُچی محبت نہیں اس کا ایمان ناقص اور نامکمل ہے، خواہ وہ اپنے آپ کو جتنا بڑا مسلم اور مؤمن گردانتا رہے۔

مملکت خداداد پاکستان سے محبت ہی کا تقاضا ہے کہ ہر وہ کام جس سے ہمارے ملک اور ہمارے ہم وطنوں کو کسی بھی لحاظ سے نقصان ہو اس سے اجتناب کیا جائے۔ لہٰذا من حیث المجموع ہمیں صرف اور صرف ایسے کام کرنے چاہییں جن کی وجہ سے کسی دوسرے شخص کی جان و مال اور عزت و آبرو داغدار نہ ہو۔

صرف یہی ایک فارمولا اپنانے سے ہمیں بڑے بڑے فوائد حاصل ہو جائیں گے۔ پھر نتیجہ وطن عزیز کا معاشرتی نظام اخوت و بھائی چارے پر مبنی ہوگا، معاشی نظام مساوات کا آئینہ دار ہوگا، سیاسی نظام اخلاص اور حقیقی نمائندگی کے اصول پر کارفرما ہوگا، عدالتی نظام عدل و انصاف کا مرقع ہوگا، تعلیمی نظام اعلیٰ اخلاقی اقدار کا حامل ہوگا اور دفاعی نظام حقیقی معنوں میں مضبوط تر ہوگا۔

صرف یہی نہیں بلکہ جب ہم میں سے ہر شخص کے دل میں پاکستان اور اس میں بسنے والے تمام افراد کے لیے خیر خواہی کا جذبہ ہوگا تو پھر، کوئی پیٹ بھوکا نہ رہے گا، کوئی زبان پیاسی نہ رہے گی، کوئی سر بے چھت نہ ہوگا، کوئی مریض علاج نہ ہونے کے سبب تڑپ تڑپ کے نہیں مرے گا، کوئی یتیم دنیا کی خوشیوں سے محروم نہ ہوگا، کوئی اپاہج احساس کمتری کا شکار نہ ہوگا، کوئی غریب بچہ دوسرے کے کھلونوں کو ترستی آنکھوں سے نہ دیکھے گا۔

بھیک مانگنا ایک بدترین جرم

خبردار! خبردار! خبردار! بھیک مانگنا اسلام میں بدترین جرم ہے۔ اسی طرح پیشہ ور بھکاریوں کو بھیک دینا بھی گناہ ہے۔ بھیک دینے سے قطعاً کوئی ثواب نہیں ملتا بلکہ اس سے اصل مستحقین کا حق بھی مارا جاتا ہے۔ بھیک کے سبب اسلام اور پاکستان کی دنیا بھر میں بدنامی ہو رہی ہے۔ آج بھکاریوں کے بڑے بڑے مجرم گینگ وجود میں آ چکے ہیں جو بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو تشدد کے ساتھ معذور کر کے بھیک مانگنے پر مجبور کرتے ہیں۔ رمضان المبارک میں بھکاریوں کے غول کے غول ہر گلی محلے میں برساتی مینڈکوں کی طرح پھیل جاتے ہیں اور ہم سادہ لوح مسلمان اسلام سے بے خبر ہونے کے سبب فطرانہ و زکوۃ انہیں دے دیتے ہیں۔ جس سے ہمارا فرض قطعاً ادا نہیں ہوتا بلکہ الٹا گناہ ہمارے گلے پڑ جاتا ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر ان کی بھکاریوں کی حوصلہ شکنی کیجئے اور اصل مستحقین کو تلاش کر کے اپنی زکوۃ و صدقات ان تک پہنچایئے۔ یہ ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کی پچاس سے زائد احادیث میں بھیک سے منع کیا گیا ہے۔ اطمینان قلب کے لیے ایک احادیث پاک ملاحظہ فرمایئے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ آدمی سوال کرتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا۔ یعنی نہایت بے آبرو ہو کر۔ (صحیح مسلم، ج:۱، ص:۳۳۳)

محبت رسول ﷺ کی وجوہات، علامات و فوائد

محمد کی محبت دین حق کی شرطِ اوّل ہے
ہو اگر اسی میں خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ہر انسان کو یہ بات اپنے دل و دماغ میں راسخ کر لینی چاہیے کہ حضور اکرم نورِ مجسم رحمت عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس اصلِ دین ہے۔ آپ ﷺ کی محبت شرطِ ایمان ہے۔ جس دل میں آپ ﷺ کی محبت نہیں وہ ویران ہے۔ مطالع المسرات میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت، اللہ رب العزت کی محبت کے لیے شرط ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتا ہے اس کے لیے لازم ہے کہ پہلے آمنہ کے لال، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کرے، سعادۃ الدارین اور الابریز میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔ نیز ہر ذی شعور انسان پر یہ بات عیاں ہے کہ جب تک مسلمانوں کے دلوں میں محبت رسول ﷺ کا غلبہ رہا تب تک عزت و تمکنت اور فتح و عروج ان کا مقدر رہا۔ بڑی بڑی باطل اور سرکش قومیں ان کے زیر نگیں رہیں۔ لیکن جب یہ تعلق اور رشتہ کمزور ہوا تو مسلمانوں کا عروج زوال میں تبدیل ہو گیا۔ حتیٰ کہ آج مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

ان کے جو ہم غلام تھے دنیا کہ ہم امام تھے
ان سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

محبت کا معنیٰ: محبت کے معنیٰ کے مطابق مختلف اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

1. علامہ قشیری صاحب فرماتے ہیں میں نے اپنے استاذ گرامی حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، انہوں نے حضرت جنید رحمہ اللہ کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے فرمایا تھا: "مجھ سے ایک دن حضرت سری سقطی نے "محبت" کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کچھ لوگ باہمی موافقت کو محبت کہتے ہیں، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو اپنے اوپر ترجیح دینے کا نام محبت ہے۔" (الرسالۃ القشیریہ فی علم التصوف، ص:۶۳، مطبوعہ ادارہ پیغام القرآن لاہور)

❷ علامہ ابوالقاسم حسین بن محمد راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''انسان جس چیز کو اپنے گمان کے مطابق اچھا خیال کرے اس چیز کے ارادہ کرنے کو محبت کہتے ہیں۔'' (المفردات، ص:۱۰۵، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران)

❸ امام المحدثین قاضی عیاض محبت کے متعلق فرماتے ہیں:

''محبت یہ ہے کہ محبوب کی موافق ہر چیز کی طرف دل کا میلان ہو۔''

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، ص:۳۹۹، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

محبت رسول ﷺ کیا ہے؟

محبت رسول اکرم ﷺ کے متعلق اکابر اہل علم سے مختلف اقوال منقول ہیں جن کا مفہوم تقریباً ایک ہی بنتا ہے۔ ان میں سے چند ایک اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

❶ مفسر قرآن شیخ الحدیث علامہ مفتی غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ العالی تفسیر تبیان القرآن میں رقم طراز ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کی محبت کا معنی یہ ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے اور ان کے احکام پر عمل کیا جائے۔'' (تبیان القرآن، ج:۲، ص:۱۲۰، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

❷ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''محبت نبی اکرم ﷺ، اتباع رسول کریم ﷺ کو کہتے ہیں۔'' (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، ص:۳۹۸)

❸ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب ''اکمال المعلم بفوائد المسلم'' کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ محبت رسول ﷺ کا معنی ہے:

''آپ کی سنت کی نصرت کرنا اور آپ کی شریعت کی مدافعت کرنا اور آپ کی زیارت کی تمنا کرنا اور آپ کے اوپر اپنی جان اور مال کو خرچ کرنا۔''

(نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری، ج:۱، ص:۱۹۴، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

محبت کی اقسام

محبت کی تین اقسام ہیں:

1. اجلال اور عظمت کے ساتھ محبت، جیسے والدین کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔
2. شفقت اور رحمت کے ساتھ محبت، جسے اولاد کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔
3. استحسان اور حسن سلوک کے ساتھ محبت، جیسے تمام لوگوں کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔

آپ ﷺ سے محبت ان سب سے بڑھ کر ہونی چاہیے کیونکہ آپ کا حق اور آپ کا فضل والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ ہے اور آپ ﷺ نے ہی گمراہی سے نکال کر ہدایت دی اور دوزخ سے نجات دی۔

قرآن مجید اور محبت محبوبِ باری تعالیٰ

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر انسانوں کو اپنے پیارے حبیب ﷺ سے محبت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ان میں سے فقط دو آیات مبارکہ ملاحظہ فرمائیے:

آیت نمبر ۱: قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ٥ (التوبہ۹:۲۴)

(ترجمہ) ”تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہیں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔“

دین اسلام کیونکہ دین فطرت ہے وہ انسان کے طبعی تقاضوں اور اس کی ضروریات کا

مناسب خیال رکھتا ہے اس لیے اس نے یہ حکم نہیں دیا کہ سرے سے یہ محبت کے رشتے توڑ ڈالے جائیں اور ان چیزوں کی طرف سے بالکل توجہ ہی ہٹالی جائے۔ لیکن کیونکہ انسانی زندگی کی غرض و غایت صرف انہی چیزوں تک محدود نہیں بلکہ ان سے بہت آگے اور بہت بلند ہے اس لیے انسان کو انہی تعلقات اور انہی اشیاء میں کھو جانے سے روکا ہے اور حکم دیا کہ بیشک ان اشیاء سے محبت و پیار کرو لیکن صرف اس حد تک جبکہ یہ چیزیں تمہاری روحانی ترقی میں حائل نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے محبت اور عشق سے نہ ٹکرائیں۔ ایثار و شہادت کے میدان میں جانے سے تمہارا راستہ نہ روکیں۔ اگر کبھی ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو پھر ان تعلقات کو ان چیزوں کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے آگے نکل جاؤ۔ تب تم اپنے آپ کو ایماندار کہلانے کے حقدار ہو۔ (تفسیر ضیاء القرآن، ج:۲، ص:۱۹۰، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اس آیت مبارکہ سے ہمیں مزید مندرجہ ذیل دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) دل میں حضور ﷺ کی محبت کا نہ ہونا کفر ہے۔ جس کی وجہ سے عذاب کے نزول کا سخت اندیشہ ہے۔ (تفسیر نعیمی، ج:۱۰، ص:۲۲۷، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

(۲) اگر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور راہ حق میں جہاد کرنے سے زیادہ کوئی اور چیز عزیز اور پیاری ہو تو وہ اللہ رب العزت کی رحمت و عنایت کا مستحق نہیں بلکہ اس کی ناراضگی اور عتاب کا سزاوار ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن، ج:۲، ص:۱۹۱)

حضرت رابعہ بصریہؒ کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھیے اور اہل محبت کی بے تابیاں ملاحظہ فرمایئے:

احبک حبین حب الھوی وحباً لانک اھل لذاکا

فاما الذی ھو حب الھوی فشی شغلت بہ عن سواکا

واما الذی انت اھل لہ فکشفک لی الحجب حتی اراکا

ترجمہ: (۱) اے مولا! میں تجھ سے دوہری محبت کرتی ہوں۔ ایک تو یہ کہ تو میرا محبوب ہے۔ دوسری یہ کہ تو اس قابل ہے کہ تجھ سے محبت کی جائے۔

(۲) پہلی محبت نے تو مجھے ماسوا سے بے خبر کر دیا ہے۔

(۳) دوسری محبت کا تقاضا یہ ہے کہ حجاب سرک جائیں اور چشم شوق لذت دید حاصل کر لے۔

آیت نمبر ۲: نبی محترم شفیع معظم رسول اکرم ﷺ کی محبت اصلِ دین ہے۔ جس پر اللہ رب العزت کا مندرجہ ذیل فرمان روشن دلیل ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌo (آل عمران ۳:۳۱)

ترجمہ: ''آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔''

جب یہود کو اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے یہ کہہ کر اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ ہم تو پہلے ہی محبتِ الٰہی سے سرشار ہیں اور اس کے لاڈلے فرزند ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ کسی نئے نبی کی امت میں داخل ہونے کی زحمت گوارا کریں۔ ان آیات میں انہیں تنبیہ فرمائی جا رہی ہے کہ محبت الٰہی کا دعویٰ بغیر دلیل، قابلِ التفات نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔ اگر تم نے دل وجان سے اس رسول کریم ﷺ کی اطاعت کی تو تمہارا دعویٰ محبت بھی درست تسلیم کر لیا جائے گا اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ایک سب سے بڑی نعمت سے بھی سرفراز کیے جاؤ گے یعنی تمہیں محبوبِ الٰہی ہونے کا شرف بخشا جائے گا اور تمہارے اعمال نامہ کی سیاہی کو رحمت اور مغفرت کے پانی سے صاف کر دیا جائے گا۔ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی عظمتِ شان اور جلالتِ قدر کا کیا کہنا۔ جس کی غلامی یہود جیسی راندۂ درگاہ اور ذلیل قوم کو بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا سکتی ہے اور اس کے گھناؤنے کرتوتوں کی بخشش کا سبب بن سکتی ہے۔ اگر امت مسلمہ اتباع حبیب خدا ﷺ کو اپنا شعار بنا لے اور سنت سرور کائنات ﷺ کے سانچے میں اپنی سیرت کو

ڈھال لے تو کیا یہ محبوبیت کی خلعت فاخرہ سے نوازی نہیں جائے گی؟ حیاء کا سر ندامت کے بوجھ سے اٹھ نہیں سکتا جب ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے چوڑے دعوے کرتے ہیں اور عمل کی دنیا میں رسول کریم ﷺ کی سنت سے انحراف کیے ہوتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

لو کان حبک صادقا لا طعتہ ان المحب لم یحب مطیع

ترجمہ: اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تُو اپنے محبوب کی اطاعت میں سرگرم ہوتا۔ کیونکہ محبّ تو ہمیشہ اپنے محبوب کا مطیع ہوا کرتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن، ج:۱، ص:۲۲۲)

اطاعت کہتے ہیں پیچھے پیچھے چلنے کو، تو آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ اگر محبت الٰہی چاہتے ہو تو محبوب کے پیچھے پیچھے چلے آؤ نہ تو بھائی بن کر برابر آؤ اور نہ باوا بن کر آگے چلو بلکہ غلام بن کر پیچھے چلے آؤ۔ ریل کا وہ ڈبہ سفر کرتا ہے جو انجن کے پیچھے لگ جاتا ہے جو انجن سے آگے لگ جاتا ہے، وہ علیحدہ ہو کر وہاں ہی رہ جاتا ہے، فرسٹ کلاس کا ڈبہ اگر انجن سے کٹا ہوا ہو تو اس میں کوئی نہیں بیٹھتا اور نہ ہی کوئی کرایہ دیتا ہے جبکہ اگر تھرڈ کلاس کا ڈبہ بھی انجن سے جڑ جائے تو اس میں ہر کوئی بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ڈبہ کی اپنی کوئی قیمت نہیں بلکہ انجن کے پیچھے لگ جانے کی قدر و قیمت ہے نیز انجن یہ نہیں دیکھتا ہے کہ میرے پیچھے ڈبہ کیسا ہے؟ وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ مجھ سے کڑی ملی ہے یا نہیں، ڈبہ تھرڈ ہو یا سیکنڈ یا فرسٹ سب کو ایک ہی رفتار سے لے جاتا ہے۔ بشرطیکہ ڈبہ لائن پر ہو گویا انجن بزبان حال کہتا ہے کہ، اے ڈبہ تو اگرچہ کمزور سہی میں تو قوی ہوں اسی لیے رسول کریم ﷺ نے فرمایا فاتبعونی تم خواہ کیسے ہی ہو میرے پیچھے چلے آؤ ہم تم کو نہیں دیکھتے ہم اپنی نسبت کو دیکھتے ہیں۔

اطاعت تین وجوہ سے ہوتی ہے:

1. ڈر کی وجہ سے
2. لالچ کی وجہ سے
3. محبت کی وجہ سے۔

یہاں محبت کی وجہ سے اطاعت مقصود ہے۔ کیونکہ ڈر اور لالچ کی وجہ سے اطاعت تو منافقین بھی کرتے تھے۔ اسی لیے اس آیت کو محبت سے شروع فرمایا گیا ہے۔

(شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن، ص:۵۲، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوبِ خدا ہیں۔ جس کے دل میں رسول اکرم ﷺ کی محبت نہیں وہ دولت ایمان سے خالی ہے۔

حب محبوبِ خدا اے دل جسے حاصل نہیں
لاکھ کلمہ گو بھی ہو ایماں اسے حاصل نہیں
(فقط) خدا کو ماننے والا مسلماں ہو نہیں سکتا
بجز حب نبی وہ اہلِ ایمان ہو نہیں سکتا

احادیث طیبہ اور محبت سید الانبیاء ﷺ

بہت سی احادیث ایسی ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محبت رسول ﷺ کے بغیر انسان کا ایمان ناقص اور نامکمل رہتا ہے۔ فقط تین احادیث کریمہ ملاحظہ فرمایئے:

حدیث نمبر ۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔'' (صحیح البخاری، ج:۱، ص:۷)

حدیث نمبر ۲: حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دو: ❶ اپنے نبی کی محبت ❷ اہلِ بیت اطہار کی محبت ❸ تلاوتِ قرآن مجید کی محبت۔ (جامع صغیر، ج:۱، ص۱۴)

حدیث نمبر ۳: مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! میں سچا پکا مومن کب بنوں گا؟'' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تو جب اللہ تعالیٰ سے محبت کرے گا'' اُس نے عرض کیا ''میرے آقا! میری محبت اللہ تعالیٰ سے کب ہوگی؟'' فرمایا ''جب تو اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے گا۔ پھر عرض کیا اللہ تعالیٰ کے حبیب سے میری محبت کب ہوگی؟'' فرمایا: ''جب تو ان کے طریقے پر چلے گا، اور ان کی سنت

کی پیروی کرے گا، اور ان سے محبت کرنے والوں کے ساتھ محبت کرے گا اور ان سے بغض رکھنے والوں کے ساتھ بغض رکھے گا، اور کسی سے محبت کرے تو ان کی وجہ سے کرے، اور اگر کسی سے عداوت رکھے تو ان کی وجہ سے رکھے۔'' پھر فرمایا: ''لوگوں کا ایمان ایک جیسا نہیں، بلکہ جس کے دل میں میری محبت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی اس کا ایمان قوی ہوگا۔ یوں ہی لوگوں کا کفر ایک جیسا نہیں، بلکہ جس کے دل میں میرے متعلق غضب جتنا زیادہ ہوگا اس کا کفر بھی اتنا ہی بڑا ہوگا۔'' پھر فرمایا: ''خبردار! جس کے دل میں میری محبت نہیں اس کا ایمان نہیں، خبردار! جس کے دل میں میری محبت نہیں اس کا ایمان نہیں ہے، خبردار! جس کے دل میں میری محبت نہیں اس کا ایمان ہی نہیں۔'' (دلائل الخیرات)

محبت رسول ﷺ کی کیفیت

رسول اللہ ﷺ کی محبت کا سب چیزوں کی محبتوں پر راجح ہونا ضروری ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام اجناس میں کامل بنایا ہے اور آپ ﷺ کو تمام انواع پر فضیلت دی ہے اور آپ ﷺ میں تمام محاسن ظاہرہ اور باطنہ رکھے ہیں اور آپ ﷺ کو اخلاقِ حسنہ اور خصائل جمیلہ کی خصوصیت عطا کی ہے۔

جب تک کوئی شخص اپنے والدین اور اولاد سے آپ ﷺ کو افضل اعتقاد نہ کرے وہ مومن نہیں ہوسکتا اور اس کے کفر میں کوئی شک نہیں جو آپ ﷺ کی تعظیم اور اجلال کا عقیدہ نہ رکھے۔ آپ ﷺ کے اعظم ہونے کا عقیدہ آپ ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب ہونے کو مستلزم ہے، کیونکہ کبھی انسان کسی شخص کو بہت عظیم سمجھتا ہے اور اس کی محبت اپنے دل میں نہیں پاتا، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنی کہ تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! آپ میرے

نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں، سوائے میری جان کے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تمہاری جان سے بھی زیادہ (میرا محبوب ہونا ضروری ہے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اب اے عمر! یعنی اب تمہارا ایمان کامل ہے۔ (صحیح البخاری: ۶۶۳۲، مسند احمد، ج:۴، ص:۳۳۶)

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ محبت صرف تعظیم کا اعتقاد نہیں ہے بلکہ آپ کی تعظیم کے ساتھ آپ کی طرف دل مائل ہو اور جو شخص اپنے دل میں آپ کی طرف سب سے زیادہ میلان نہ لائے، اس کا ایمان کامل نہیں ہے، جیسے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ہند نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ پہلے میں آپ کے چہرے کو سب سے زیادہ ناپسند کرتی تھی اور اب آپ کا چہرہ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اور جیسے حضرت عمرو بن العاص نے کہا میں نے اپنا تجزیہ کیا اور میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے اور نہ میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ کوئی معظم ہے اور آپ کے جلال کی وجہ سے میں آپ کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتا اور اگر مجھ سے سوال کیا جائے کہ میں آپ کی صفت بیان کروں تو میں اس کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ میں نے نگاہ بھر کر آپ ﷺ کو نہیں دیکھا۔ (صحیح مسلم: ۱۲۱)

محبت رسول ﷺ ضروری کیوں؟ (وجوہات واسباب)

عام طور پر ایک انسان دوسرے بشر سے جن جن اسباب کی وجہ سے محبت کرتا ہے وہ تمام اسباب اپنی مکمل اور اعلیٰ ترین صفات سے حضور اکرم ﷺ میں بدرجۂ اتم پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا مندرجہ ذیل اسباب کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جب خصوصیات تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس، اپنی جان و مال سے بڑھ کر محبت کی جائے۔ یاد رہے کہ جان و مال سے بڑھ کر محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس اور آپ ﷺ کے دین کی خاطر انسان کو اپنی جان و مال کا نذرانہ پیش کرنا پڑے تو بغیر ہچکچاہٹ کے اس سے روگردانی نہ کرے۔

حضور ﷺ سے محبت کرنے کی وجوہات میں سے فقط دس وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حسن و جمال: انسان عام طور پر حسن و جمال سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو کائنات میں سب سے زیادہ حسن و جمال عطا فرمایا ہے۔ جس کا تقاضا ہے کہ حضور ﷺ سے محبت کی جائے۔ جس طرح کہ مندرجہ ذیل دو احادیث طیبہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہے:

❶ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والسلام کا چہرۂ اقدس تمام لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل تھا۔

(صحیح البخاری، ج:۱، ص:۵۰۲، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

❷ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک رات دیکھا جب بادل نہیں تھے، آپ نے سرخ حلہ پہنا ہوا تھا، میں کبھی آپ کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف، بلاشبہ آپ ﷺ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔

(جامع ترمذی، ص:۵٦۸، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲۔ علم و حکمت: انسان علم و حکمت والے سے محبت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو کائنات میں سب سے زیادہ علم عطا فرمایا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو جو علم دیا اس کے متعلق فرمایا: ''اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ تھوڑا ہی ہے'' (بنی اسرائیل ۱۷:۸۵) جبکہ نبی اکرم ﷺ کو جو علم عطا کیا اس کے متعلق فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) کو ان تمام چیزوں کا علم دے دیا جن کو آپ (پہلے) نہیں جانتے تھے، اور اللہ کا آپ (ﷺ) پر فضلِ عظیم ہے'' (النساء ۴:۱۱۳)۔ غور کیجئے! اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے علم کو تھوڑا فرما رہا ہے تو جس کے علم کو وہ عظیم فرمادے، اس کی وسعتوں اور عظمتوں کا کون اندازہ کرسکتا ہے! لہٰذا تمام محب علم و حکمت کو چاہیے کہ وہ فی الفور اپنے دل میں محبت رسول کریم ﷺ کو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

۳۔ جود و سخا: بعض لوگ داد و دہش اور جود و سخا سے محبت کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس قدر سخاوت کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور نہ آپ اپنے ہاتھ کو پوری طرح کھول دیں'' (بنی اسرائیل ۱۷:۲۹)، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جود و سخا کے کیا کہنے کہ کبھی بھی کوئی سائل آپ ﷺ کی بارگاہ سے خالی جھولی نہیں لوٹا بلکہ آپ ﷺ نے ہمیشہ سائل کی توقع سے

بڑھ کر عطا فرمایا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اسی بات کو اپنے انداز میں یوں بیان فرماتے ہیں:

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

٤۔ **عبادت و ریاضت**: انسان زہد وتقویٰ اور عبادت و ریاضت سے محبت کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس قدر عبادت کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے چادر لپیٹنے والے (محبوب)! رات کو (نماز میں) تھوڑا قیام کیا کریں'' (المزمل ٧٣:١۔٢)

٥۔ **نرم دل**: انسان اس شخص سے محبت کرتا ہے جو نرم دل اور رحم کرنے والا ہو اور رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ نرم دل اور رحیم تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تو اللہ کی کیسی (بے پایاں) رحمت ہے کہ آپ ان (مسلمانوں) کے لیے نرم دل ہوئے، اور اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ ضرور آپ کے گرد و پیش سے بھاگ جاتے'' (آل عمران ٣:١٥٩)

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے: ''بیشک تمہارے پاس تم میں سے ایک عظمت والے رسول تشریف لائے ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا سخت گراں ہے، وہ تمہاری بھلائی بہت چاہنے والے ہیں اور مومنوں پر بہت شفیق اور رحیم ہیں''۔ (التوبہ ٩:١٢٨)

٦۔ **حسن اخلاق**: انسان اس سے محبت کرتا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور بد خلق سے متنفر ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سب سے اچھے تھے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''اور بلاشبہ آپ ﷺ خلق عظیم پر فائز ہیں'' (القلم ٦٨:٤) ——— اور ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ (الانبیاء ٢١:١٠٧)

٧۔ **شفیق استاذ**: انسان کو جس سے علم و ادب حاصل ہو اس سے محبت کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ مومنوں کو تعلیم دیتے تھے اور ان کا تزکیہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (آل عمران ٣:١٦٤)

۸۔ دنیاوی مصائب سے نجات: انسان اس سے محبت کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کو دنیا میں کسی مصیبت اور عذاب سے نجات ملے اور نبی اکرم ﷺ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آسمانی عذاب بھیجنے کا سلسلہ بند کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اور اللہ کی شان نہیں کہ لوگوں کو عذاب دے دراں حالیکہ (اے محبوب) آپ ان میں موجود ہیں''۔ (الانفال ۸:۳۳)

۹۔ آخرت کے عذاب سے چھٹکارا: جس کی وجہ سے دنیا کی مصیبت سے نجات ملے جب انسان اس سے محبت کرتا ہے تو اس سے محبت کرنا زیادہ لائق ہے جس کی وجہ سے اس کو آخرت کی مصیبت اور عذاب سے نجات ملے اور آخرت میں جب ہیبت الٰہی سے تمام انبیاء ورسل خوفزدہ ہوں گے، جب کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، سب نفسی نفسی کہہ رہے ہوں گے اس وقت صرف نبی ﷺ کام آئیں گے اور اللہ تعالیٰ سے شفاعت کر کے لوگوں کو مصیبت سے چھڑائیں گے اور جنت میں داخل کریں گے۔ (تخریج صحیح مسلم، ج:۱، ص:۳۲۹)

۱۰۔ محسن اعظم: انسان اس سے محبت کرتا ہے جو اس پر احسان کرے اور رسول اللہ ﷺ نے جنوع انسانیت پر عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً احسان کیے ہیں ان کو کون شمار کر سکتا ہے۔ لوگ بے تحاشا جہنم کی طرف بھاگ رہے تھے آپ ان کو پکڑ پکڑ کر جہنم سے جنت کی طرف لائے، پتھر کھا کر، گالیاں سن کر ان جفا کشوں کو دائمی نعمتوں کی طرف بلاتے رہے، دنیا میں نیکی کے ساتھ جینے اور حق کی راہ میں مرنے کا چلن سکھاتے رہے۔ جن کی تعلیم وتربیت نے کایا پلٹ دی، بت پرستوں کو بت شکن، راہزنوں کو راہنما اور عصیاں شعاروں کو رشک قدسیاں بنا دیا۔

حضور ﷺ کے احسان کے متعلق پیر محمد کرم شاہ رقم طراز ہیں:

''کون سا احسان، اس محسن اعظم کے احسان سے بڑا ہے جس نے مخلوق خدا کو ضلالت وکفر کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کے نور سے منور شاہراہ مستقیم پر گامزن کر دیا اور اس سے بڑا فضل وکرم کیا ہے کہ جو جہنم کے ابدی عذاب کے مستحق قرار پا چکے تھے۔ ان کے لیے شفاعت فرمائی اور ان کو جنت کی ابدی نعیم تک پہنچا دیا۔''

(ضیاء النبی ﷺ، ج:۵، ص:۷۰۰، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی انسان جمال سے محبت کرتا ہے تو حضور ﷺ جیسا کوئی جمیل نہیں اور اگر کمال سے محبت کرتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کسی میں کمال نہیں، آپ ﷺ ایسی باکمال ہستی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ تخلیق نبوت کو آپ ﷺ پر ختم کر دیا، اگر احسان کرنے والے سے محبت کرتا ہے تو حضور علیہ التحیۃ والسلام محسن اعظم ہیں دنیا کی نعمت ہو یا آخرت کی، ہر نعمت آپ ﷺ کے ذریعہ اور آپ ﷺ کے وسیلہ سے ملتی ہے تو ایسے معلم ومحسن، حسین وجمیل اور صاحب کمال سے جتنی محبت کی جائے وہ کم ہے اور حق یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ صرف اپنے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ چاہا جائے بلکہ اپنے آپ سے بھی بڑھ کر چاہا جائے۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامات

آج ہر محفل اور ہر گلی کوچہ میں مدعیانِ محبتِ محبوبِ خدا بہت سارے ملیں گے، لیکن محبت تو ایک قلبی کیفیت ہے جو پوشیدہ رہتی ہے، اس کا مشاہدہ ہر کس وناکس تو نہیں کرسکتا کہ اس کے دل میں محبتِ رسول ﷺ ہے لہٰذا یہ مؤمن ہے اور اس کے دل میں محبت رسول ﷺ نہیں ہے صرف زبانی دعویٰ کر کے سٹیج کی زینت بنتا ہے اور لوگوں کی جیبیں خالی کرتا ہے لہٰذا یہ ایمان سے خالی ہے اس لیے ہم ذیل میں رسولِ اکرم ﷺ سے محبت کی بہت ساری علامتوں میں سے فقط دس علامتیں ذکر کر رہے ہیں:

۱۔ اطاعت واتباع رسول: جس شخص سے محبت ہوتی ہے انسان اس کی اطاعت اور اتباع کرتا ہے، سو رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ آپ کے احکام پر عمل کیا جائے، آپ کے نقشِ قدم پر چلا جائے اور جن کاموں سے آپ نے منع کیا ہے ان سے اجتناب کیا جائے، خواہ تکلیف ہو یا راحت، خوشی ہو یا رنج، تنگدستی ہو یا خوشحالی، ہر حال میں آپ ﷺ کے افعال کی اتباع اور آپ ﷺ کی سنتوں کی اقتداء کی جائے اور اپنے نفس کی خواہشوں اور تقاضوں پر آپ ﷺ کی سنت کو ترجیح دی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی مطلقاً اتباع کی جائے، خواہ کسی کام کی حکمت عقل میں آئے یا نہ آئے اور کسی فعل کا فائدہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے جو کام آپ نے کیا ہو اس کام کو صرف اس نیت سے کیا جائے کہ چونکہ آپ ﷺ نے یہ کام کیا ہے اس لیے ہم کر رہے ہیں۔ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور کہا اگر میں نے یہ نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے بوسہ دیا ہے تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۲۱۸) اتباع رسول کریم ﷺ کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

① اور رسول تمہیں جو (حکم) دیں، اس کو لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔ (الحشر: ۷) ② آپ فرما دیجئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر وہ روگردانی کریں تو بے شک اللہ کافروں کو پسند نہیں فرماتا۔ (آل عمران ۳:۳۲)

ع ہے محبت کی نشانی تابعداری یار کی

یہ بات ذہن نشین رہے کہ مجرد اتباع علامت محبت نہیں ہے بلکہ وہ اتباع علامت محبت ہے جو محبت سے کی جائے کیونکہ بعض اوقات اتباع بوجہ دھمکی یا لالچ کے بھی ہوتی ہے۔ جس کا کوئی بھی صاحب فہم وفراست انکار نہیں کرے گا۔ جس طرح کہ دور نبوی ﷺ میں منافقین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کیا کرتے تھے لیکن وہ محبت رسول ﷺ سے خالی خلوت تھے۔ اس لیے ان کی اتباع نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔

ے لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهٗ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعٗ

''اگر تجھے سچی محبت ہوتی تو ضرور اس کی اطاعت کرتا۔ کیونکہ بیشک انسان جس کو دوست رکھتا ہے اس کا فرمانبردار ہوا کرتا ہے۔''

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میں گم سم رہنا: محبت کی دوسری علامت یہ ہے کہ جس شخص کو کسی سے محبت ہوتی ہے وہ اپنے محبوب کا نہ تو کوئی عیب دیکھ سکتا ہے

اور نہ ہی اسے سن سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کسی شے کی محبت تم کو (اس کا عیب دیکھنے سے) اندھا کر دیتی ہے اور (اس کا عیب سننے سے) بہرا کر دیتی ہے۔ (سنن ابوداؤد، ج:۲، ص:۳۴۳)

اسی طرح علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''شرح صحیح مسلم'' میں لکھتے ہیں: ایک مرتبہ کسی مجلس میں ایک شخص کے شیخ طریقت کا ذکر ہو رہا تھا، ان کی خشخشی داڑھی تھی، کسی نے کہا پیر صاحب کامل بزرگ ہیں لیکن ان کی داڑھی چھوٹی ہے، اس شخص نے کہا نہیں نہیں، ان کی داڑھی پوری ہے، یہ ہماری نظروں کا نقص ہے کہ ان کی داڑھی پوری نظر نہیں آتی، ہماری نظر میں کمی ہے، ان کی داڑھی میں کوئی کمی نہیں۔ (شرح صحیح مسلم، ج:۱، ص:۴۳۸)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر محبوب میں حقیقۃً کوئی عیب موجود ہو تو پھر نہ تو محبت کی آنکھ اس عیب کو دیکھ سکتی ہے اور نہ ہی اس کے کان اس عیب کا ذکر سن سکتے ہیں۔

اب ذرا غور کیجئے! حضور اکرم ﷺ تو تمام وجوہ سے حقیقۃً بے عیب ہیں۔ لہٰذا جن پلید لوگوں کی آنکھیں بے عیب محبوب خدا کے فرضی و موہومی عیب تلاش کرتی ہیں یا جن جہنمی لوگوں کی زبان پیارے رسول ﷺ کے موہومی عیب بیان کرتی ہے یا جن بد بخت انسانوں کے کان محبوب خدا کا گلہ سنتے ہیں اور وہ اس کا رَد نہیں کرتے تو وہ لوگ نہ صرف محبت رسول ﷺ سے فارغ اور خالی ہیں بلکہ ان کا ایمان سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

۳۔ **کثرت ذکر محبوب ﷺ**: محبت کی تیسری علامت یہ ہے سچی محبت کرنے والا ہر وقت اپنے محبوب کے ذکر میں رطب اللسان رہتا ہے۔ کبھی اس کے اقوال کا ذکر کرتا ہے کبھی اس کے افعال کا تذکرہ کرتا ہے غرضیکہ اس کا دل ہر وقت اپنے محبوب کے ساتھ اٹکا رہتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم نور مجسم رحمتِ عالم ﷺ فرماتے ہیں: ''جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اس کا اکثر ذکر کرتا رہتا ہے'' (کنز العمال، ج:۱، ص:۳۸۱)۔ مندرجہ بالا حدیث پاک سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ جو شخص سال میں فقط ایک مرتبہ ''عید میلاد النبی ﷺ'' کی محفل سجا لے پھر بقیہ سال سود،

رشوت، زنا، جھوٹ، چوری، شراب خوری اور نماز نہ پڑھنا وغیرہ وغیرہ جیسے قبیح کاموں میں گزار دے تو وہ شخص ہرگز ہرگز محب رسول ﷺ نہیں ہوسکتا۔ ہاں! اس شخص کو محب رسول ﷺ کہا جاسکتا ہے جو روزانہ دیگر فرائض کے ساتھ ساتھ حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بلاناغہ درود وسلام کا نذرانہ بھی پیش کرتا رہتا ہے۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ کا ذکر سننے سے خوش ہونا: محبت کی چوتھی علامت یہ ہے کہ محبوب کا ذکر سننے سے محب خوش ہوتا ہے۔ لہٰذا جب رسول اللہ ﷺ کی نعت پڑھی جارہی ہو اور آپ کے فضائل وکمالات بیان کیے جارہے ہوں تو جن چہروں پر خوشی اور مسرت کے آثار ہوں، جو چہرے پھول کی طرح کھل جائیں، جو لوگ آپ کی تعریف سن کر وجد میں آنے لگیں اور مسرت سے نعرے لگائیں وہ آپ ﷺ کے محب ہیں اور جن لوگوں کے چہرے آپ ﷺ کے فضائل وکمالات سن کر مرجھا جائیں، جو لوگ آپ ﷺ کے محامد اور محاسن سن کر غیظ وغضب میں آجائیں، جو لوگ آپ ﷺ کا ذکر کرنے اور آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے روکیں اور منع کریں وہ آپ ﷺ کے ہرگز محب نہیں ہیں۔

۵۔ آپ ﷺ کا نام مبارک سن کر اظہار خشوع و خضوع کرنا:

محبت کی پانچویں علامت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذکر کے وقت آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور آپ ﷺ کا اسم مبارک سننے پر اظہارِ خضوع اور خشوع کیا جائے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: ابو ابراہیم یحییٰ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جب اس کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جائے تو وہ ادب اور احترام سے سنے اور بدن کو جنبش تک نہ دے اور خود پر اس طرح ہیبت جلال طاری کرلے گویا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہے۔ (مدارج النبوت، ج:۱، ص:۳۰۰)

۶۔ رسول اکرم ﷺ کے ذکر خیر کے وقت درود پاک پڑھنا: محبت کی چھٹی علامت یہ ہے کہ محبوب کا ذکر سننے کے بعد محبوب کے حق میں دعا کرے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان آپ کا نام لے یا اس کے سامنے

آپ کا نام لیا جائے تو وہ آپ پر صلوٰۃ وسلام (درود شریف) پڑھے۔ جیسا کہ علامہ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں: امام ابو جعفر طحاوی اور علامہ ابو عبداللہ حلیمی کا مسلک یہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص آپ کا ذکر کرے تو اس پر آپ کے ذکر کے ساتھ درود شریف پڑھنا فرض ہے اگر نہیں پڑھے گا تو گناہ گار ہوگا۔ (شرح صحیح مسلم، ج:۱، ص:۴۴۳)

۷۔ دل میں زیارتِ رسول ﷺ کا اشتیاق ہونا: محبت کی ساتویں علامت یہ ہے کہ محبّ کے دل میں محبوب سے ملاقات کا بہت زیادہ شوق، جس طرح کہ ہر طالب اور محبّ اپنے مطلوب اور محبوب سے ملاقات کا متمنی ہوتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ مسلمان کے دل میں آپ ﷺ کی زیارت اور آپ ﷺ سے ملاقات کا شوق ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے لوگ میرے بعد ہوں گے، ان میں سے کسی ایک شخص کی یہ تمنا ہوگی کہ کاش اس کے تمام اہل اور مال کے بدلہ میں اس کو میری زیارت ہو جائے۔ (صحیح مسلم، ج:۲، ص:۳۷۹)

۸۔ حضور ﷺ کے دوستوں اور تعلق داروں سے محبت کرنا: محبت کی آٹھویں علامت یہ ہے کہ انسان محبوب کے محبوبوں سے بھی محبت کرتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب، اہل بیت اور ازواج مطہرات سے بھی محبت کی جائے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو میرے بعد انہیں اعتراضات کا نشانہ نہ بنانا، جس نے ان سے محبت کی، اس نے میری محبت کی وجہ سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، جس نے انہیں اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھ کو اذیت پہنچائی، اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی (ناراض کیا) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پکڑے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص:۵۵۴)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا حضور ﷺ نے انصار کے بارے میں فرمایا ان سے مومن ہی محبت رکھتا ہے اور منافق ہی بغض رکھتا ہے۔ جو ان سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے عداوت رکھے وہ اللہ تعالیٰ کا مبغوض ہے۔ (جامع ترمذی، ص:۵۵۳)

۹۔ نبی اکرم ﷺ کی نسبتوں سے محبت رکھنا: محبت کی نویں علامت یہ ہے کہ جس کو کسی شخص سے محبت ہو وہ اس کی نسبتوں سے بھی محبت کرتا ہے، سو جس کو رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے وہ قرآن مجید سے محبت کرے گا کہ یہ کلام آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے، وہ مکہ مکرمہ سے محبت کرے گا کہ یہ آپ ﷺ کا مولد ہے، وہ مدینہ منورہ سے محبت کرے گا کہ یہ آپ ﷺ کا مسکن ہے، وہ کعبہ سے محبت کرے گا کہ آپ ﷺ اس کا طواف کرتے تھے، وہ غار حرا سے محبت کرے گا کہ اس میں آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔ وغیرہ وغیرہ

؎ آکھاں میں کیا ہیں جگ دے وچ کیڑھا کیڑھا لگدے مٹھا
دلبر دے سارے ملک دا ھک ھک ذرا لگدے مٹھا

۱۰۔ رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھنا: محبت کی دسویں علامت یہ ہے کہ محب، محبوب کے اعداء سے عداوت رکھتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اعداء سے عدوات رکھی جائے اور جو آپ کے دین کے مخالف ہوں ان کی مخالفت کی جائے۔

ارشاد ربانی ہے: (اے محبوب!) جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ عدوات رکھنے والوں کے ساتھ محبت کرنے والا نہ پائیں گے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا بھائی یا قریبی رشتہ دار۔ (المجادلہ ۵۸:۲۲)

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ (عبداللہ بن ابی) کے خلاف اس وقت تلوار کھینچ لی تھی جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایک

گستاخانہ کلمہ کہا اور اس وقت تک تلوار میان میں نہیں رکھی جب تک کہ اس نے اس گستاخانہ کلمہ کو واپس نہیں لے لیا۔ (شرح صحیح مسلم، ج:۱، ص:۴۵۰)

ثمراتِ محبت رسول ﷺ

مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے محبت کرنے والے پر جو انعام واکرام اور لطف وکرم کی بارشیں ہوتی ہیں، وہ تو کثیر ہیں مگر ہم ان میں سے صرف چند ایک بیان کرتے ہیں:

یاد رہے کہ ان میں سے کچھ کا ظہور تو دنیا ہی میں ہو جاتا ہے اور کچھ کا مرنے کے بعد ہوتا ہے۔

۱۔ حلاوتِ ایمان: محب نبی ﷺ کو ایک ثمرہ یہ ملتا ہے کہ وہ ایمان کی حلاوت کو پالیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس میں یہ تین چیزیں ہوں گی وہ ہی ایمان کی حلاوت پائے گا۔" ❶ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اسے ہر شے سے بڑھ کر محبوب ہوں ❷ اگر کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لیے ❸ کفر کی جانب نجات کے بعد لوٹنا اس قدر ناپسند ہو جس طرح آگ میں جانا۔ (صحیح البخاری، ج:۱، ص:۷)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے مفسر قرآن، شیخ الحدیث مفتی علامہ غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ اپنی مایہ ناز کتاب "نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری" میں لکھتے ہیں:

حدیث مذکور میں تین خصلتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے، جس نے ان کو مکمل کر لیا وہ ایمان کی مٹھاس کو پالے گا، اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا ذائقہ اور مٹھاس ہے، جس کو صرف دل سے محسوس کیا جا سکتا ہے، جیسے کھانے پینے کی چیزوں کا ذائقہ اور مٹھاس صرف زبان سے محسوس کی جاتی ہے۔ کیونکہ ایمان دل کی غذا اور اس کی قوت ہے۔ جیسے کھانے پینے کی چیزیں، بدن کی غذا اور اس کی قوت ہیں اور جس طرح جسم کھانے پینے کی چیزوں کی لذت اور مٹھاس اسی وقت پاتا ہے، جب جسم صحیح اور تندرست ہو اور جب جسم بیمار ہو تو اس کو میٹھی چیزیں بھی کڑوی لگتی ہیں، جیسے جس شخص پر صفراء کا غلبہ ہو، اس کو ایسا ہی لگتا ہے۔ اسی طرح انسان کا

دل بھی ایمان کی مٹھاس اسی وقت پاتا ہے، جب اس کا دل بیماریوں اور آفتوں سے محفوظ ہو اور جب اس کا دل گمراہی اور شہوت کے مرض میں مبتلا ہو، تو پھر وہ ایمان کی مٹھاس نہیں پاتا بلکہ وہ حرام کاموں اور شہوت کے تقاضے پورے کرنے میں لذت پاتا ہے، اسی وجہ سے نبی ﷺ نے فرمایا جس وقت کوئی زانی زنا کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا (صحیح البخاری: ۲۴۷۵، صحیح مسلم: ۵۷، سنن ترمذی: ۲۶۲۵، سنن ابن ماجہ: ۳۹۳۶) کیونکہ اگر اس کا ایمان کامل ہوتا تو وہ ایمان کی مٹھاس کو پاتا اور حرام کاموں کی مٹھاس سے مستغنی ہو جاتا، سو جس طرح بیماری کے ساتھ کھانے پینے کی چیزوں میں لذت نہیں آتی، اسی طرح حرام کاموں اور گناہوں کے ساتھ عبادت میں لذت نہیں آتی۔ (نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری، ج:۱،ص:۱۹۷۔۱۹۸)

۲۔ محبت ربِ کائنات: اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کی اتباع کرنے والے کو اپنی محبت اور مغفرت کا مژدہ سنایا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝ (آل عمران ۳:۳۱)

ترجمہ: ''آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔''

ذرا سوچیے! جب حضور اکرم ﷺ کی اتباع محبتِ الٰہی اور غفران ذنوب کا ثمر عطا کر رہی ہے تو آپ ﷺ سے محبت کرنے والے کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا؟

یاد رکھیں! محبت الٰہی کے لیے اتباع رسول کریم ﷺ کے علاوہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے ہیں اور اتباع رسول اکرم ﷺ بھی وہی ثمر آور ہوتی ہے جو کہ محبت کا ساتھ ہو اور بغیر محبت کے اتباع سوائے منافقت کے، کچھ نہیں۔

۳۔ ایمان کامل کا ملنا: حضور اکرم نورِ مجسم رحمتِ عالم ﷺ کا فرمان ہے: لا

یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (صحیح البخاری، ج:۱،ص:۷)

تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں (حضور سرور کائنات ﷺ) اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر نہ محبوب ہو جاؤں۔

اس حدیث مبارک سے یہ معلوم ہوا کہ جب تک انسان کے دل میں دنیا کی تمام چیزوں سے بڑھ محبت رسول ﷺ کا دریا موجزن نہیں ہوگا اس وقت وہ صاحب ایمان ہی نہیں ہوسکتا۔ پھر جیسے جیسے اس کی محبت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا، جوں جوں اس کے دل میں حضور سرور کائنات ﷺ کی محبت کا چراغ روشن ہوتا چلا جائے گا اور اس کے سینے سے فسق و فجور کا اندھیرا چھٹتا چلا جائے گا۔ پھر جب سرکار دو عالم ﷺ کی محبت اپنے کمال کو پہنچے گی تو اس کا ایمان بھی اپنے کمال کی بلندیوں تک جا پہنچے گا۔ یونہی محبت رسول ﷺ میں جتنی کمی واقع ہوگی اتنا ہی ایمان بھی ناقص ہوتا چلا جائے گا۔

۴۔ سعادت دارین کا حصول: ہر صاحب عقل وخرد کی یہ اولین خواہش ہوتی ہے کہ اسے کوئی پریشانی لاحق نہ ہو، خواہ دنیاوی ہو جیسے مال، بیوی، گھر، ذات، اولاد اور ماں باپ وغیرہ کے حوالے سے یا اخروی ہو جیسے محشر کی گرمی، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور جہنم کی دہکتی آگ وغیرہ۔

ان تمام پریشانیوں سے چھٹکارا تب ہی ہوسکتا ہے جب کہ یا تو اللہ رب العزت اپنی پناہ عنایت فرمادے یا پریشانی دور فرمادے۔ بندۂ مومن صاحب یقین کو یہ بات سب سے زیادہ محبوب ہے کہ روز قیامت اٹھے تو اس پر کوئی گناہ نہ ہو، اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اللہ رب العزت دنیا میں ہی انسان کو گناہ سے محفوظ رکھ لے۔

(۲) اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمادے۔

تو جس شخص کو گناہوں سے نجات مل گئی، وہ سب سے بڑا سعادت مند ہے۔ یہ انعام واکرام محبت رسول کریم ﷺ کو خصوصی طور پر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ دوزخ کا خوف مجھ پر غالب ہوا، میں عالم بالا میں سرور دو عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، حضور ﷺ نے فرمایا'' جو ہم سے محبت رکھتا ہے وہ

دوزخ میں نہ جائے گا۔" (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

اعمال نہ دیکھے یہ دیکھا کہ محبوب کے کوچے کا ہے گدا
مولا نے مجھے یوں بخش دیا سبحان اللہ! سبحان اللہ!

۵۔ جنت میں رسول کریم ﷺ کی معیت: محبّ نبی ﷺ کو آخرت میں سرکار علیہ السلام کی رفاقت نصیب ہوگی۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ سے واضح ہے:

حدیث نمبر ۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے میرے اہل اور مال سے زیادہ پیارے ہیں، بیشک میں آپ کو یاد کرتا ہوں تو مجھ سے نہیں رہا جاتا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی زیارت کرتا ہوں اور میں (جب) اپنی موت اور آپ کی پردہ پوشی کو یاد کرتا ہوں، پس یہ سوچتا ہوں کہ آپ ﷺ جب بہشت میں نبیوں کے ساتھ اعلیٰ مقام میں ہوں گے، اگر میں بہشت میں داخل ہوا بھی تو آپ ﷺ کو نہ دیکھوں گا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "جو اللہ و رسول کی اطاعت کرے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے وہ انعام والے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ان کی رفاقت کتنی ہی اچھی ہے۔" حضور ﷺ نے اس کو بلایا اور یہ آیت (تسلی کے لیے) پڑھ کر سنائی۔ (الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ)

مفتی محمد منظور احمد فیضی صاحب فرماتے ہیں کہ تفسیر قرطبی جلد ۵، صفحہ ۲۷۱ میں ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کا وصال ہوگیا تو اس عاشق نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ اسے اندھا کر دے تاکہ وہ دنیا میں حضور ﷺ کے سوا اور تو کسی کو نہ دیکھے تو وہ فوراً اسی وقت نابینا ہوگیا۔ (مقام رسول، ص: ۶۳۱)

حدیث نمبر ۲: حضرت صفوان ﷺ جب ہجرت کر کے حضور ﷺ کے پاس پہنچے تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ دیں، میں آپ سے بیعت ہوتا ہوں۔ صفوان نے کہا کہ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک مجھے دیا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ: "میں آپ سے

محبت رکھتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا محب محبوب کے ساتھ ہوگا۔" (جامع ترمذی)

حدیث نمبر ۳: ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا عرض کی یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اس کے لیے کیا تیار کیا ہے؟ عرض کی میں نے تو اس کے لیے نہ زیادہ نمازیں تیار کی ہیں اور نہ زیادہ روزے اور نہ زیادہ صدقہ۔ ہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ (صحیح البخاری، ج:۲، ص:۹۱۱)

محبت رسول ﷺ کے تقاضے

قرآن مجید سے محبت: رسول اکرم نور مجسم رحمت عالم ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ قرآن مجید سے محبت کی جائے۔ قرآن مجید اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے جو کہ ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ اس کی ہر آیت نور ہدایت اور مومنوں کے لیے شفا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ہمارے اذہان میں اچھی طرح راسخ رہے کہ قرآن کریم صرف اور صرف اس شخص کے لیے شفاء ورحمت کا صلہ ہے جس کے دل میں توحید باری تعالیٰ کے ساتھ محبت رسول ﷺ کا چراغ روشن ہو۔ کیونکہ قرآن صرف راہِ ہدایت ہے اور نبی اکرم رحمت عالم ﷺ چراغ راہِ ہدایت ہیں۔ لہٰذا قرآن کے حقیقی مفہوم سے وہی واقف ہوسکتا ہے جو اسے حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی تشریحات کے مطابق سمجھے۔ جو شخص اسے رسالت مآب ﷺ سے جدا کر کے سمجھنے کی سعی کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔

حضور ﷺ کی امت سے حسن سلوک: حضور اکرم نور مجسم ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ حضور کریم ﷺ کی امت پر شفقت کی جائے۔ انسان ان کی خیر خواہی کرے اور ان کی بہتری کے کاموں میں کوشاں رہے، ان کو خوراک، لباس، علاج معالجہ اور رہائش وغیرہ مہیا کرے، ان کے دکھ، تکالیف اور پریشانیوں کو حتی الوسع دور کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ جس طرح حضور کریم ﷺ مومنین کے لیے رؤف رحیم تھے۔

محبت رسول ﷺ پیدا کرنے کے طریقے

دل میں ایمان کامل کی شمع فروزاں کرنے کے لیے محبت رسول ﷺ کا ہونا از حد ضروری ہے۔ ذیل میں پانچ ایسے طریقے ذکر کیے جا رہے ہیں کہ اگر کوئی مؤمن، متقی مسلمان پہلے چار میں سے کسی ایک اور پانچویں طریقہ کو اپنا لے تو اللہ رب العزت اسے انشاء اللہ العزیز جلد از جلد محبت رسول ﷺ کی دولت سے مالا مال فرما دے گا۔ بشرطیکہ پہلے آپ مندرجہ ذیل شرائط کو پورا کریں:

1. اپنا ذریعۂ روزگار خالصتاً حلال کرلیں۔
2. فرائض، واجبات اور سنن پر سختی سے عمل پیرا ہو جائیں۔
3. اپنے ظاہر و باطن کو سنت رسول ﷺ کے ڈھالنے کی کوشش کریں۔
4. بری عادتوں اور برے کاموں کو ترک کرکے اچھی خصلتیں اور نیک کاموں کو اپنالیں۔

مندرجہ ذیل پانچ طریقوں میں پہلا طریقہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا بیان کردہ ہے اور آخری چار طریقے میرے استاذ محترم مفکر اسلام علامہ پروفیسر عون محمد سعیدی مصطفوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے بتلائے ہوئے ہیں۔

پہلا طریقہ: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''(دل میں محبت رسول ﷺ پیدا کرنے کے لیے) تلاوت قرآن مجید، درود شریف کی کثرت، نعت شریف کے صحیح اشعار خوش الحانوں سے بکثرت سننے اور رسول اکرم ﷺ کی نعمتوں اور رحمتوں میں جو اس پر ہیں (خوب) غور کریں۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت)

دوسرا طریقہ: جو شخص محبت مصطفیٰ ﷺ کی سوغات جی بھر کر لینا چاہتا ہے اور ان کے جام بھر بھر کے پینا چاہتا ہے تو وہ ضیاء النبی کا حرف بہ حرف کامل دو مرتبہ مطالعہ کرے۔ پہلی مرتبہ مطالعہ کے آغاز پر عجز و انکسار سے یہ دعا مانگے کہ مولاء کریم مجھے محبت مصطفیٰ ﷺ کی دولت

عطا فرما اور مطالعہ کرتے ہوئے ہر اس لفظ کو جو سمجھ نہ آئے کچی پنسل کے ساتھ انڈر لائن کرے ہر بارہ صفحات کے مطالعہ کے بعد ان الفاظ کا اردو یا فارسی ڈکشنری میں معنیٰ دیکھ کر رجسٹر پر الفاظ و معانی لکھتا چلا جائے۔ اس طرح جب ساتوں جلدیں مکمل ہو جائیں تو تمام الفاظ و معانی کو اچھی طرح ازبر کر لے۔ پھر دوبارہ یکسوئی کے ساتھ ضیاء النبی کا مطالعہ کرنا شروع کر دے تو انشاء اللہ محبت مصطفیٰ ﷺ کی نعمت نصیب ہو جائے گی۔ اب اسے برقرار رکھنے کے لیے پانچویں جلد ہمیشہ اپنے ساتھ رکھے اور روزانہ باقاعدگی سے اس کا مطالعہ کرتا رہے۔

تیسرا طریقہ: جو فرد بھی اپنے قلب میں محبتِ رسول ﷺ پیدا کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' کو مکمل ذوق وشوق اور ہر لفظ کو سمجھ کر کم از کم تین بار پڑھے۔

چوتھا طریقہ: دل میں محبت رسول ﷺ کی شمع جلانے کا چوتھا طریقہ یہ ہے کہ انسان کسی بھی ایسے فرد کی محبت اختیار کرے جس کے دل میں حقیقتاً محبت رسول ﷺ کی آگ سلگ رہی ہو۔

پانچواں طریقہ: اوپر بیان کردہ چاروں طریقوں میں سے کوئی ایک طریقہ اپنا کر اللہ رب العزت سے ہر نماز کے بعد دعا کرتے رہا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مالا مال فرمائے۔

یاد رکھیے! حقیقی معنیٰ میں رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والا وہ شخص ہے جس کا قول و فعل، کردار، طور طریقہ، شکل وصورت وغیرہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کا آئینہ ہو ——

آخر میں اللہ عز وجل سے دعا ہے کہ وہ ہم سب امت مسلمہ کو آپ ﷺ کی محبت کے جام عطاء فرمائے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہی پر قائم رکھے۔ یہاں تک کہ ہم اس حال میں آپ ﷺ سے ملاقات کریں کہ آپ ﷺ ہم پر راضی ہوں اور اپنے مبارک ہاتھوں سے ہمیں آبِ کوثر کے جام عطا فرمائیں اور ہماری شفاعت فرما کر اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خدمت خلق کے معاشی و معاشرتی فوائد

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں حقوق العباد کی ادائیگی کی اس قدر تاکید کی گئی ہے کہ فقہاء نے اسے حقوق اللہ پر مقدم فرمایا ہے۔

درمختار اور دیگر کتب فقہ میں ہے کہ جس شخص نے دنیا میں کسی کا ایک آنہ بھی قرض دینا ہوگا تو' قیامت کے روز اس کے بدلہ میں اسے 700 باجماعت مقبول نمازیں دینی پڑیں گی۔ افسوس کہ عوام تو عوام' خواص بھی حقوق العباد کے معاملہ میں بہت زیادہ غفلت اور لاپرواہی کا شکار ہیں۔ درج ذیل احادیث مبارکہ کا بغور مطالعہ فرمائیے اور اپنی ذمہ داری سے روشناس ہوکر اس سے عہدہ برآں ہوئیے:

افضل ترین عبادت' خدمت خلق ہے:

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیوہ اور مسکین کے لیے محنت کرنے والا، اللہ رب العزت کی راہ میں جہاد کرنے والے اور نماز میں اس قیام کرنے والے کی مثل ہے جو تھکتا نہ ہو اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہ کرے (یعنی مسلسل روزے رکھے)۔

(صحیح مسلم، ج:۲، ص:۴۱۱، رقم الحدیث:۷۳۳۶، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

جنت میں رسول اکرم ﷺ کی معیت:

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یتیم کی پرورش کرنے والا، خواہ وہ اس کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو، میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے، راوی نے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا۔

(صحیح مسلم، ج:۲، ص:۴۱۱، رقم الحدیث:۷۳۳۷)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب فرماتے ہیں کہ یتیم کی پرورش کرنے والا جنت

میں آپ ﷺ کے درجہ کے ساتھ یا قریب اس لیے ہوگا کہ یتیم بچہ بھی کم فہم ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ کی بھی یہ شان ہے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کی طرف مبعوث کیے گئے جن کو اپنے دین کے معاملات کی فہم، بلکہ دنیا کے معاملات کی بھی فہم نہیں ہوتی تو وہ ان کو رشد و ہدایت دیتا ہے اور ان کو تعلیم دیتا ہے اور ان کو حسنِ ادب سکھاتا ہے، سو اس کی نبی ﷺ کے ساتھ یہ مناسبت ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس کا جنت میں درجہ آپ ﷺ کے درجہ کے ساتھ ہوگا۔

(تبیان القرآن، ج:۷، ص:۱۸۹)

اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بننے کا آسان نسخہ:

حضرت حکیم بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ وہ شخص محبوب ہے، جو کسی بھوکے مسکین کو کھانا کھلائے یا اس کا قرض اتار دے یا اس کی کسی مصیبت کو دور کر دے۔

(حافظ نور الدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، ج:۳، ص:۱۱۶، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

خرچ کرنے کا فائدہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ رب العزت فرماتا ہے: اے ابن آدم! خرچ، کر میں تجھ پر خرچ کروں گا اور فرمایا: اللہ عزوجل کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن کے خرچ سے اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

(صحیح مسلم، ج:۱، ص:۳۲۲، رقم الحدیث:۲۲۰۴، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

سب سے بہترین گھر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے، جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے بُرا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برائی کی جاتی ہو۔

(الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۳۴۸)

ہر بال کے بدلے نیکیاں حاصل کیجئے:

حضرت ابوامامہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرے گا، ہر بال کے بدلے میں اس کے لیے نیکیاں ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص:۴۲۳، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

دل کی سختی، دور کرنے کا طریقہ:

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی، نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

(کنز العمال، ج:۳، ص:۳۶)

حضرت ابوالدرداء ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے اور تمہاری حاجت پوری ہو جائے؟ تو تم یتیم پر رحم کرو اس کے سر پر ہاتھ پھیرو اور اس کو اپنے طعام سے کھلاؤ۔ تمہارا دل نرم ہو جائے گا اور تمہاری حاجت پوری ہو جائے گی۔

(مجمع الزوائد، رقم الحدیث:۱۳۵۹)

حضرت عقبہ بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک گھر ہے جس کا نام دار الفرح ہے۔ اس میں صرف وہ لوگ داخل ہوں گے جنہوں نے مؤمنین یتیموں کو خوش کیا ہوگا۔

(اللآلی المصنوعہ، بحوالہ تبیان القرآن، ج:۱۲، ص:۸۳۰)

اللہ رب العزت کو خوش کیجئے:

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری امت میں کسی کی حاجت پوری کر دی اور اس سے مقصود اس کو خوش کرنا ہے، اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا، اس نے اللہ رب العزت کو خوش کیا اور جس نے اللہ رب

العزت کو خوش کیا اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (مشکوۃ المصابیح، ص: ۴۲۵)

تمام کاموں کو درست کرنے کا طریقہ:

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ۷۳ مغفرتیں لکھے گا ان میں سے ایک کی وجہ سے اس کے تمام کام درست ہو جائیں گے اور قیامت کے دن اس کے ۷۲ درجے بلند ہوں گے۔

(مشکوۃ المصابیح، ص: ۴۲۵)

قیامت کے دن کی سختیاں دور کیجئے:

حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں ہو اللہ رب العزت اس کی حاجت میں ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے ایک تکلیف دور کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی ایک تکلیف دور فرما دے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

(صحیح مسلم، ج: ۲، ص: ۳۲۰)

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی مومن کسی دکھ، تکلیف، پریشانی یا مشکل میں مبتلا ہو اور کوئی مسلمان اس کی اس پریشانی کو اپنے کسی عمل یا کسی مدد کے ذریعے دور کر دے تو اس کا یہ عمل اتنے بڑے اجر و ثواب کا حامل ہے کہ اللہ رب العزت اس کے بدلے میں قیامت کی سختیوں اور بے چینیوں میں سے ایک بے چینی دور فرما دے گا۔ سبحان اللہ! خدمت خلق کتنی زیادہ باعث اجر و ثواب ہے!!!

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کون؟

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔

(مشکوۃ المصابیح، ص: ۴۱۹)

اللہ عزوجل کا قرب حاصل کیجئے:

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اب عائشہ (رضی اللہ عنہا) کسی بھی محتاج اور ضرورت مند کو مایوس نہ کر خواہ کھجور کی گٹھلی ہی کیوں نہ دے سکو۔ مزید یہ کہ غریب اور محتاج لوگوں سے محبت کیا کرو اور ان سے قربت حاصل کرو۔ بیشک (اس کے صلہ میں) اللہ تعالیٰ روز قیامت تمہیں اپنے قرب سے نوازیں گے۔''

(جامع ترمذی، رقم الحدیث:۲۳۵۲)

کاموں میں آسانی پیدا کرنے کا نسخہ کیمیاء:

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جتنی دیر اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہے گا، اتنی دیر اللہ رب العزت اس کے کام بناتا رہے گا۔

(اجمل الاحادیث، ابوداؤد)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جو شخص خدمت خلق میں مصروف رہتا ہے، اس کے سبب اللہ رب العزت اس کے کام کاج میں آسانی و سہولت پیدا فرما دیتا ہے۔ اس کے دنوں میں ہونے والے کام، خدمت خلق کے صدقہ میں گھنٹوں میں ہو جاتے ہیں۔

سب سے اچھا عمل کونسا؟

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے اچھا عمل کون سا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا، کسی مسلمان کا دل خوش کر دینا بڑے ثواب کا کام ہے، اگر بھوکا ہو کھانا کھلا دو، اس کے پاس کپڑے نہ ہوں تو کپڑے پہنا دو یا اس کی کوئی ضرورت اگر ہوئی ہو تو اسے پوری کر دو۔ (الترغیب والترہیب)

اپنا فرض ادا کیجئے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ دولت کے احوال پر ان کے غریبوں کی معاشی حاجت کو بدرجہ کفایت پورا کرنا فرض کر دیا ہے پس اگر وہ بھوکے ننگے یا

معاشی مصائب میں مبتلا ہوں گے تو محض اس لیے کہ اہلِ ثروت اپنا حق ادا نہیں کرتے اور ان کی معاشی کفالت نہیں کرتے اللہ ان سے قیامت کے دن اس کی باز پرس کرے گا اور اس کی کوتاہی پر ان کو عذاب دے گا۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث ۲۳۵۱)

روٹی، مکان اور کپڑا فراہم کیجئے:

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک بستی کے ارباب دولت کا فرض ہے کہ وہ فقراء اور غرباء کی معاشی زندگی کے کفیل ہوں اور اگر ان کی زکوٰۃ اور بیت المال کی آمدنی سے ان غرباء کی معاشی کفالت پوری نہ ہوتی ہو تو سلطان (حاکم وقت) ان اربابِ دولت کو اس کفالت کے لیے مجبور کر سکتا ہے (یعنی زندگی کے اسباب کے لیے کم از کم یہ انتظامی ضروری ہے کہ) ان کی ضروری حاجت کے مطابق روٹی مہیا ہو، پہننے کے لیے گرمی اور سردی دونوں موسموں کے لحاظ سے لباس فراہم ہو اور رہنے کے لیے ایک ایسا مکان ہو جو ان کو بارش، گرمی، دھوپ اور راہ گیروں کی نظروں سے محفوظ رکھ سکے۔

(المحلی، ج:۶، ص:۱۵۶، بحوالہ اقتصادیات اسلام)

غربت ختم کرنا کس کی ذمہ داری ہے؟

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اغنیاء کے مال سے اس قدر (صدقہ) فرض فرمایا ہے جس سے فقراء کا فقر ختم ہو جائے۔

(صحیح مسلم، ج:۲، ص:۳۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا، اسلام کی کون سی چیز سب سے بہتر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم غرباء کو کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کہو خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب السلام للمعرفۃ وغیر المعرفۃ، الحدیث:۶۲۳۶)

جہنم سے دور رہنے کا طریقہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کو پیٹ بھر کھانا کھلایا اور پانی سے اس کی پیاس بجھائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جہنم سے سات خندقوں کے فاصلے پر رکھے گا اور ہر دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کے سفر کا فاصلہ ہے۔ (الترغیب والترہیب)

جنت کے میوے کھانیے:

حضرت ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا۔

جس مسلمان نے کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن نشے سے پاک بہترین مشروب پلائے گا۔

اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کپڑا پہنایا جسم کے ننگے ہونے کی حالت میں تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جنتی پوشاک پہنائے گا۔ (جامع ترمذی)

ضرورت سے زائد خرچ کر دیجئیے:

حضرت ابو امامہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابن آدم! تیرے لیے ضرورت سے زائد چیز کا خرچ کرنا بہتر ہے اور (ضرورت سے زائد اپنے پاس) روکے رکھنا تیرے لیے بُرا ہے اور بقدر ضرورت (اپنے پاس) رکھنے پر تجھے کچھ ملامت نہیں اور پہلے ان پر خرچ کرو جو تمہاری زیر کفالت ہیں اور اوپر کا ہاتھ (یعنی دینے والا ہاتھ) نیچے کے ہاتھ (یعنی لینے والے ہاتھ) سے بہتر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلیٰ)

تمام لوگوں کو رزق 'غریبوں کی بدولت ملتا ہے:

حضرت ابو الدرداء ؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ

آپ ﷺ فرماتے مجھے کمزور لوگوں میں تلاش کرو، کیونکہ تمہیں کمزور لوگوں کی بدولت ہی مدد دی جاتی ہے اور انہی کی بدولت تمہیں رزق عطا کیا جاتا ہے۔

(جامع ترمذی، ج:۱، ص:۴۳۲، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

مسلمان بھائی کی مدد کیجئے:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت اپنے بندے کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے۔

(ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، المعجم الکبیر، ج:۵، ص:۱۱۸، مطبوعہ مطبعۃ الزہراء الحدیثہ، موصل عراق)

مسلمان بھائی کی مشکل کو حل کرنے کا اجر عظیم:

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے (کسی مسلمان) بھائی کے کام کے سلسلہ میں چل پڑا۔ یہاں تک کہ اسے پورا کر دے اللہ عزوجل اس پر پانچ ہزار، اور ایک روایت میں ہے کہ پچھتر ہزار فرشتوں کا سایہ فرما دیتا ہے۔ وہ اس لیے اگر دن ہو تو رات ہونے تک اور رات ہو تو دن ہونے تک دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اس کے اٹھنے والے ہر قدم کے بدلے اس کے لیے نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اس کے (اپنے مسلمان بھائی کی مشکل کو حل کرنے کیلئے) اٹھانے والے ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔

(ابوالقاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، ج:۴، ص:۳۴۸، مطبوعہ مکتبۃ العارف ریاض، سعودی عرب)

بدترین دعوت ولیمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس دعوت ولیمہ کا کھانا بدترین کھانا ہے جس میں مالداروں کو دعوت دی جائے اور غرباء کو نظر انداز کر دیا جائے۔

(ریاض الصالحین، ص:۱۳۶)

جنت کا راستہ آسان:

حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کسی مسلمان سے دنیوی مصائب میں سے کوئی مصیبت دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے اخروی مصیبتوں کو دور فرمائے گا۔ جو کسی تنگدست کے لیے فراخی پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں کشادگی عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کا مددگار رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں مصروف رہتا ہے۔ جو شخص طلب علم میں سفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی طرف راستہ آسان کر دیتا ہے اور جب کچھ لوگ کسی خانہ خدا میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے اور درس و تدریس میں مصروف ہوتے ہیں، ان پر سکون و اطمینان نازل ہوتا ہے رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مجلس میں ان کا تذکرہ فرماتا ہے جس شخص کا عمل اسے پیچھے رکھے، نسب اسے آگے نہیں لے جا سکتا۔

(شیخ الاسلام یحیٰ بن شرف النووی، ریاض الصالحین، ص: ۴۳۲، مطبوعہ مصطفیٰ البابی قاہرہ)

قیامت کے دن خوشی حاصل کرنے کا طریقہ:

حضرت عمر ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب یتیم روتا ہے تو اس کے رونے کی وجہ سے عرش ہل جاتا ہے اور رحمٰن فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے اس بندے کو کس نے رلایا، حالانکہ میں اس کے باپ کی روح قبض کر چکا ہوں اور اس کو مٹی میں چھپا چکا ہوں۔ فرشتے کہیں گے، اے ہمارے رب ہمیں کوئی علم نہیں، پس رحمٰن فرمائے گا اے میرے فرشتو، گواہ ہو جاؤ جس نے اس کو راضی کیا میں اس کو قیامت کے دن راضی کروں گا۔

(اللئالی المصنوعہ، ج: ۲، ص: ۱۷، بحوالہ تبیان القرآن، ج: ۱۲، ص: ۸۳۰)

عشاقان مصطفیٰ ﷺ ذرا غور کریں:

عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں گزارش ہے کہ درج ذیل کلمات کو بغور پڑھیں اور رسول کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ رسول اکرم ﷺ کو

غریبوں سے کتنا پیار تھا۔ اس بات کا اندازہ اس سے کیجئے کہ

❶ آپ ﷺ نے دنیا کے غریبوں کو گلے سے لگالیا اوران کی زندگی اپنالی۔

❷ دنیا میں امیروں اور کھاتے پیتوں کی پوچھ ہے، غریبوں کو کوئی نہیں پوچھتا، مگر قربان جایئے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ پر کہ آپ کے دربار میں غریبوں اور ضعیفوں کی پوچھ ہے، یتیموں اور مسکینوں کی رسائی ہے، مظلوموں اور بے کسوں کی پہنچ ہے۔

❸ دربار رسالت مآب ﷺ میں وہ لوگ نظر آئیں گے، جن کو ساری دنیا نے دھتکارا اور دھتکار رہی ہے۔

امت مسلمہ کے زوال کی اصل وجہ:

ڈاکٹر محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک سیمینار میں پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ خطاب فرمار ہے تھے، بعد میں سوال و جواب کی نشست تھی تو میں نے سوال کیا۔ جناب جسٹس صاحب آپ یہ بتائیں کہ غیر مسلم عروج کی طرف اور مسلم پستی کی طرف کیوں جار ہے ہیں؟

آپ نے اپنے حکیمانہ انداز میں فرمایا پہلے آپ مسلم اور غیر مسلم کے لفظ کو ایک سائیڈ پر رکھیں، کیونکہ انسان مسلم ہو یا غیر مسلم، اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور پھر جو اس کی مخلوق کی بہتری اور فائدے کے لیے سوچے، اللہ تعالیٰ اسے عروج عطا فرماتا ہے۔ مثال دے کر فرمایا کہ بلب ایک غیر مسلم نے بنایا ہے یا اسی طرح کی بے شمار چیزیں غیر مسلم نے بنائی ہیں جن کا فائدہ مسلم اور غیر مسلم کو برابر ہور ہا ہے۔ مخلوق کی بہتری کے لیے سوچنے کی وجہ سے غیر مسلم عروج پر ہے۔ دوسری طرف مسلمان ایسی سوچ اور جذبات نہ رکھنے کی وجہ سے پستی کی طرف جار ہے ہیں، البتہ اگر غیر مسلم مخلوق کی بہتری کے لیے کام کرے گا تو اسے دنیا میں عروج ملے گا لیکن آخرت میں اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہوگا اور مسلمان جب اللہ رب العزت کی مخلوق کے لیے نیک نیتی سے کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں عروج و ترقی عطا فرمائے گا۔

(سید زاہد صدیق شاہ، خوشبوئے کرم، ص:۱۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

خدمت خلق ہی کا نام تصوف ہے:

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے متعلق فرماتے ہیں:

ز تسبیح و سجادہ و دلق نیست　　طریقت بجز خدمت خلق نہیں

یعنی لوگوں نے تصوف اس کا نام رکھ لیا ہے کہ ہاتھ میں تسبیح ہو، مصلیٰ بچھا ہوا ہو اور درویشانہ لباس پہنا ہوا ہو۔ ان چیزوں کا نام تصوف اور طریقت نہیں ہے بلکہ تصوف اور طریقت اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ مخلوق کی خدمت کی جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اگر تمہیں ہمارے ساتھ محبت کا دعویٰ ہے تو پھر ہماری مخلوق کے ساتھ محبت کرو، ان کی خدمت کرو۔

(محمد اسحاق ملتانی، معاشرتی حقوق وفرائض، ص:۴۱، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

حج سے بہتر کام:

❶ امام غزالیؒ نے بعض دولت مندوں کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں حج پر روپیہ صرف کرنے کا بڑا شوق ہے۔ وہ بار بار حج کرتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اپنے پڑوسیوں کو بھوکا چھوڑ دیتے ہیں اور حج کرنے چلے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحیح فرمایا ہے کہ آخیر زمانہ میں بلا ضرورت حج کرنے والوں کی کثرت ہوگی۔ سفر ان کو بہت آسان معلوم ہوگا۔ روپیہ کی ان کے پاس کمی نہ ہوگی۔ وہ حج سے محروم، تہی دست واپس آئیں گے۔ وہ خود ریتوں اور چٹیل میدانوں کے درمیان سفر کرتے ہوں گے اور ان کا ہمسایہ ان کے پہلو میں گرفتار بلا ہوگا۔ اس کے ساتھ کوئی سلوک اور غم خواری نہ کریں گے۔ (احیاء العلوم، ج:۳، ص:۵۰۶)

❷ ایک آدمی حضرت بشر بن حارث رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور حج پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ بشر بن حارث رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو نے حج کے اخراجات کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے؟ اس نے کہا: دو ہزار درہم۔ آپ نے پوچھا تو حج سے کیا چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا: اللہ کی رضا اور خوشنودی مقصود ہے۔ فرمایا: یہی اللہ کی خوشنودی تمہیں گھر بیٹھے بٹھائے بھی مل سکتی ہے۔ جا یہی پیسہ کسی مقروض ومدیون کے قرض اتارنے میں خرچ کر دے۔ کسی فقیر پر خرچ کر کے اس

کی مالی حالت کو بہتر بنا دے۔ کسی عیالدار کو دے کر اس کی پریشانی دور کردے یا کسی یتیم پر خرچ کر کے جنت میں اپنا ٹھکانا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بنا لے کیونکہ:

> ’’تیرا کسی مسلمان کے دل میں سرور و خوشی داخل کرنا، کسی غم زدہ کی مدد کرنا، کسی تکلیف میں مبتلا آدمی کی تکلیف کو رفع کرنا اور کسی ضعیف و نادار کی اعانت کرنا، فرض حج کے بعد سو نفلی حجوں سے افضل ہے۔‘‘

(احیاء العلوم، ج:۳، ص:۵۰۷)

3 ابن کثیر قاری کہتے ہیں کہ ایک سال عبداللہ ابن مبارک حج کے لیے روانہ ہوئے، ایک شہر کے پاس سے گزر رہے تھے کہ قافلے والوں کا ایک پرندہ مر گیا، اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا، ابن مبارک کے ساتھی روانہ ہوگئے اور وہ پیچھے رہ گئے، آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکی قریبی گھر سے نکلی اور اس مرے ہوئے پرندے کو اٹھا کر جلدی سے گھر میں داخل ہوگئی، ابن مبارک نے اس لڑکی سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ اور اس سے مردہ پرندہ لے لیا، پہلے تو وہ شرمائی، پھر کہنے لگی:

> ’’اس گھر میں، میں ہوں یا میری والدہ، ہمارے پاس اس تہبند کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے، اور ہماری خوراک صرف وہ چیزیں ہوتی ہیں جو لوگ اس ڈھیر پر پھینک جاتے ہیں، ہمارے والد بڑے مالدار تھے، کسی وجہ سے انہیں قتل کر کے ان کا مال لوٹ لیا گیا، ہمارے پاس کوئی چیز باقی نہیں رہی جسے ہم کھا کر گزر بسر کر سکیں۔‘‘

عبداللہ ابن مبارک نے یہ گفتگو سنی تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں، حکم دیا کہ ہمارا تمام ساز و سامان اور حج کے اخراجات اونٹوں سے اتار دیئے جائیں، اپنے ملازم سے پوچھا کہ تمہارے پاس کتنی رقم ہے؟ اس نے کہا: ’’ایک ہزار دینار۔‘‘ فرمایا:

> ’’ہمارے لیے بیس دینار رکھ لو، ہماری واپسی کے لیے اتنے ہی کافی

ہوں گے، باقی اس مصیبت زدہ عورت کو دے دو، اللہ کی قسم! اس کی
مصیبت نے ہمارا دل دکھا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کام
ہمارے اس سال کے حج سے افضل ہے۔"

اور حج کیے بغیر واپس لوٹ گئے، ان کی رائے میں یہ صدقہ حج مبرور اور سعی مشکور سے افضل و اعلیٰ تھا۔

(المحاسن والمساوی، امام بیہقی)

● ایک شخص نے حضرت ذوالنون مصری سے پوچھا کہ میرے پاس دو سو درہم ہیں، میں ان کے ساتھ حج کروں یا ان کو صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: "کیا تو نے فرض حج ادا کر لیا ہے؟" اس نے کہا: "ہاں"۔ آپ نے فرمایا:

"اگر تو یہ درہم دس محتاج عورتوں میں تقسیم کر دے اور ہر ایک کو دس، دس درہم دے دے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ تیرے نفلی حج سے بہتر ہے، اگر تو چاہے تو میری بات مان لے۔"

اس نے یہ بات مان لی اور تمام مال صدقہ کر دیا۔

خدمت خلق کی انوکھی مثالیں:

حضرت عمرؓ کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ رعایا کا کوئی فرد بے آسرا و بے سہارا نہ رہے کوئی شخص عدم تحفظ کا احساس نہ رکھے اور کسی کو بے جا مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس مقصد کے لیے ہر نماز کے بعد لوگوں کی شکایات سنتے، مزید آگہی کے لیے بذات خود گلیوں بازاروں میں جاتے۔ دوسرے شہروں سے آنے والے لوگوں سے خبر لیتے تا کہ کوئی فرد بھی محروم نہ رہے۔ آپ کے اندر رعایا پروری کا اتنا شدید احساس تھا کہ آپ نے فرمایا:

"دریائے نیل کے کنارے بکری کا ایک بچہ بھی اگر ہلاک ہو جائے تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ مجھ سے اس کے بارے میں باز پرس کرے گا۔"

آپ رعایا کی خدمت میں اس قدر منہمک تھے کہ بھوکوں کو خود اپنے ہاتھ سے کھانا

کھلاتے اور ان کی دلجوئی کرتے۔ خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی غرباء پروری کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیے:

❶ ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔ آپ نے پاس جا کر کہا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا کہ ''جنگ موتہ میں میرا دایاں ہاتھ جاتا رہا۔'' حضرت عمر ﷺ کا دل بھر آیا اور اس کے لیے تمام ضروری چیزیں خود مہیا کر دیں۔

(فاروق اعظم نمبر، از ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، ص: ۱۴۰)

❷ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ حسب معمول مدینہ منورہ کا راؤنڈ لگانے نکلے، انہوں نے دیکھا کہ مدینہ منورہ کے باہر ایک معمولی سا خیمہ لگا ہوا ہے، اس کے دروازے پر ایک معمر اور باوقار بوڑھا بیٹھا ہوا ہے، اس پر سفری مشقت کے آثار دکھائی دے رہے ہیں، آپ نے اسے سلام کیا، جس کا اس نے جواب دیا۔ آپ نے خیمے کے اندر سے عورت کے کراہنے کی آواز سنی، جس سے اندازہ ہوا کہ اسے بچہ پیدا ہونے والا ہے، حضرت عمر ﷺ نے فرمایا: ''چچا! تمہارے پاس کون ہے؟'' کہنے لگا: ''میری بیوی ہے''، آپ نے فرمایا: ''اس کے پاس کون ہے؟'' کہنے لگا: ''اس کے پاس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے''، آپ کو اس بزرگ کے اللہ تعالیٰ پر توکل اور مصیبت کے برداشت کرنے پر خوشگوار تعجب ہوا۔

آپ واپس ہو لیے اور مختصر راستے پر چلتے ہوئے اپنے گھر پہنچے، اپنی اہلیہ محترمہ اور سیدنا علی مرتضیٰ ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا: ''بے مثال غنیمت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟'' انہوں نے پوچھا: ''امیر المومنین! وہ کیا ہے؟''، آپ نے فرمایا: ''ایک عورت زچگی کی حالت میں ہے، اس کا شوہر ایک بوڑھا شخص ہے اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے، آپ کپڑے اور ضروری چیزیں جمع کریں، جن کی بچے کی پیدائش کے وقت ضرورت ہوتی ہے، میں ان کے کھانے کے

لیے روٹی اور سالن کا انتظام کرتا ہوں۔"

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زچہ اور بچے کی ضرورت کی چیزیں اکٹھی کیں، حضرت عمرؓ نے روٹی اور کھانے کی چیزیں اٹھائیں اور دونوں چل دیے، آدھی رات بیت چکی ہے، یخ بستہ ہوائیں چل رہی ہیں اور موسلا دھار بارش ہو رہی ہے، اسی حالت میں خیمے کے پاس پہنچ گئے، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا خیمے کے اندر چلی گئیں، حضرت عمرؓ اس بزرگ کے ساتھ دروازے پر بیٹھ گئے، آپ نے آگ جلا کر اس پر ہنڈیا چڑھا دی اور کھانا تیار کرنے لگے، دھواں بے تحاشا اٹھ رہا تھا اور آپ کی داڑھی میں داخل ہو رہا تھا، اس کے باوجود آپ مصروف رہے، یہاں تک کہ کھانا پک گیا۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا کام نمٹا دیا، زچہ کی امداد کی اور بچے کو کپڑے پہنا دیے، انہوں نے دروازے پر آکر کہا: "امیر المؤمنین! اس بزرگ کو بیٹے کی مبارکباد دیجیے!" اس بزرگ نے جب یہ سنا کہ آپ کو امیر المؤمنین کے لقب سے پکارا جا رہا ہے تو وہ دہشت زدہ ہو گیا اور سراپا تعجب بن کر پوچھنے لگا: کیا واقعی آپ امیر المؤمنین ہیں اور یہ آپ کی اہلیہ محترمہ ہیں؟؟؟ کیا واقعی ....؟؟؟ اللہ تعالیٰ آپ دونوں کو ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا: "آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے"، انہیں کھانا ڈال کر دیا اور فرمایا: "اسے اپنی بیوی کے پاس لے جاؤ" اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئے کہ آپ کل میرے پاس آئیں، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ واپس جاتے ہوئے ان کی سماعت سے وہ دعائیں ٹکرائیں، جو وہ بزرگ اور ان کی اہلیہ مسرت و فرحت سے سرشار ہو کر انہیں دے رہے تھے۔

جب گھر پہنچے تو آپ نے فرمایا: ام کلثوم! یہ واقعہ کیسا رہا؟" انہوں نے فرمایا: "امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے، آئندہ بھی کبھی ایسی صورتحال ہو تو مجھے ضرور یاد فرمائیں، اللہ کی قسم! میں ایسی خدمتِ خلق کے لیے سراپا

اشتیاق ہوں اور ہر وقت تیار، یہ تو بہت بڑی غنیمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔

دوسرے دن وہ بزرگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، فاروق اعظم ﷛ اور ان کی اہلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بار احسان سے ان کا سر جھکا ہوا تھا اور وہ شرمسار دکھائی دے رہے تھے، حضرت فاروق اعظم ﷛ نے انہیں فرمایا کہ آپ بوجھ محسوس نہ کریں، ان کی عزت افزائی کی اور ان کے کنبے کے لیے مناسب وظیفہ مقرر کیا اور فرمایا: ''آپ دونوں میاں بیوی میرے لیے دعا کریں۔''

یہ تھے ماضی کے حکمران، جن کا عقیدہ یہ تھا کہ مسلمانوں کی خدمت ہم پر اور ہمارے اہل و عیال پر فرض اور لازم ہے، وہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے راتوں کو جاگتے تھے، اور خوشی سے ان کا حق واجب ادا کرتے تھے، وہ خدمتِ خلق کو حاصل ہونے والی غنیمت جانتے تھے، اس میں بیوی بچوں کو بھی شریک کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ عوام ان کے فرمانبردار تھے، حکمرانوں اور عوام میں معمولی سا اختلاف بھی نہیں تھا۔ اس لیے اگر آج کے حکمران یہ چاہتے ہیں کہ ان کے منہ سے نکلنے والی ہر بات پوری ہو تو، انہیں خدمت خلق کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانا ہوگا۔

(علامہ عبدالحکیم شرف قادری، سدا بہار خوشبوئیں، ص: ۱۶۴، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور)

دولت مند بننے کا راز:

گذشتہ صدی میں روکفلر کا شمار دنیا کے سب سے مالدار افراد میں ہوتا تھا۔ شروع میں وہ ایک مزدور تھا اور پندرہ پندرہ گھنٹے روزانہ کام کرتا تھا۔ ۱۹۲۹ء میں جب اس نے کام چھوڑ کر ریٹائرمنٹ کی زندگی شروع کی تو اس کی دولت کا اندازہ ۲۳ کروڑ پونڈ تھا۔ اپنے زمانے میں یہ ایک غیر معمولی بڑی رقم تھی۔ اتنی بڑی دولت ایک مزدور نے کیسے جمع کر لی؟ بتایا جاتا ہے کہ جب روکفلر نے مزدوری شروع کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ وہ اپنی آمدن کا دسواں حصہ خیرات کیا کرے گا۔ اس نے ایک نوٹ بک خریدی اور اس میں پائی پائی کا حساب رکھنے لگا اور ایسا اس نے اپنی زندگی کے آخری سانس تک کیا۔ اس نوٹ بک میں

اس کی پہلی خیرات ۵ پنیس درج ہے۔ جو نہایت معمولی رقم ہے۔ اس کے پوری ماہ کی خیرات تین شلنگ تھی مگر پانچ ہفتوں میں اس کی خیرات ۷ شلنگ تک پہنچ گئی۔ اس زمانے میں اس کا حال یہ تھا کہ اپنے آپ کو سردی سے بچانے کے لیے گلوبند بھی نہ خرید سکتا تھا، مگر وہ اللہ سے عہد کر چکا تھا کہ روزانہ کی آمدن کا حساب لگا کر دسواں حصہ خیرات کیا کرے گا، اس لیے تنگی کے باوجود وہ اپنے عہد پر قائم رہا۔ اس خیرات کا اسے یہ ثمر ملا کہ ۱۸۹۰ء میں ایک یونیورسٹی قائم کرنے کے لیے اس نے پندرہ لاکھ پونڈ دیئے۔ اس کے بعد اس نے ایک اور یونیورسٹی کے لیے ۶۰ لاکھ پونڈ دیئے۔ اس دوران میں ان کی بڑی خیراتوں کے علاوہ اس کی متفرق خیراتوں کا مجموعہ چالیس لاکھ پونڈ سے زیادہ بنتا ہے۔ مجموعی طور پر اس نے اپنی زندگی میں ریٹائرمنٹ تک تقریباً ۷۰ کروڑ پونڈ خیرات میں خرچ کیے۔ قدرت کی طرف سے خدمت خلق کا اسے یہ صلہ ملا کہ وہ ایک عام مزدور سے دنیا کا ایک امیر ترین فرد بن گیا۔

(ماہنامہ چشم بیدار ص:۴۱ جون 2008ء)

حقیقی خوشی کب نصیب ہوتی ہے؟

- جب مقروض قرض سے خلاصی پاتا ہے۔
- جب انسان مقررہ وقت سے پانچ منٹ پہلے متعلقہ مقام پر پہنچ جاتا ہے۔
- جب مزدور کو معاوضہ اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے مل جاتا ہے۔
- جب مظلوم کو انصاف ملتا ہے۔
- جب بھوکے کو روٹی اور پیاسے کو پانی مل جاتی ہے۔
- جب مجبور کو ہمدردی مل جاتی ہے۔
- جب بے یارومددگار کو سہارا مل جاتا ہے۔
- جب مغموم کو دادرسی مل جاتی ہے۔

آیئے آگے بڑھیے اور مقروض، مزدور، مظلوم، مجبور اور مغموم انسانوں کو حقیقی خوشی مہیا کر کے فرض حج کے بعد 100 نفلی حجوں کا ثواب حاصل کیجئے۔

کتنا/کتنی عظیم ہے!

- وہ شخص جو انسانیت کی خدمت کرتا ہے۔
- وہ موقع جو عزت فراہم کرتا ہے۔
- وہ درد جو بے یارو مددگاروں کے لیے محسوس کیا جاتا ہے۔
- وہ لفظ جو دلوں کو جوڑنے کے لیے مرہم کا کام کرتا ہے۔
- وہ تکبر جو متکبروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔
- وہ آہ جو سیدھی اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے۔
- وہ دامن جو اخلاص سے بھرا رہتا ہے۔
- وہ دولت جو خدا کی مخلوق کی فلاح کے لیے خرچ ہوتی ہے۔

لہٰذا آپ بھی اللہ رب العزت کی عطا کردہ مال و دولت میں سے مستحقین پر خرچ کیجئے اور عظیم انسان بننے کا سرٹیفکیٹ حاصل کیجئے۔

ذرا سوچیئے:

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز لوگوں سے خدمت خلق کے بارے میں باز پرس فرمائے گا۔ اس روز ان لوگوں کو بڑی ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا جنہوں نے استطاعت ہونے کے باوجود بیماروں، غریبوں اور مسکینوں کی مدد نہیں کی ہوگی اور دادے درمے اور سخنے مستحقین کی بحالی کے لیے کوشش نہ کی ہوگی۔ ذیل میں حدیث میں اس بات کی وضاحت موجود ہے:

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ عزوجل فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ وہ شخص کہے گا: اے میرے رب! میں تیری کیسے عیادت کرتا حالانکہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ وہ شخص کہے گا: اے میرے رب! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا حالانکہ تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا

تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو اس کو میرے پاس پاتا، اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ شخص کہے گا: اے میرے رب میں تجھ کو کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو اس کو میرے پاس پاتا۔''

(مسلم کتاب البر وصلہ، باب فضل عیادۃ المریض، حدیث: ۶۴۳۳)

غربت اور تنگدستی کے اسباب

وہ اسباب جن کی وجہ سے انسان عام طور پر غربت و افلاس کا شکار ہوتا ہے، درج ذیل ہیں:

(۱) جھوٹ بولنا۔ (۲) زنا کرنا۔
(۳) جھوٹی قسمیں کھانا۔ (۴) دانت سے ناخن تراشنا۔
(۵) پاجامہ یا دامن سے منہ پونچھنا۔ (۶) شکستہ کنگھا استعمال کرنا۔
(۷) ماں باپ کا نام لے کر پکارنا۔ (۸) قینچی سے موئے زیر ناف کاٹنا۔
(۹) چالیس روز سے زیادہ زیر ناف کے بال رکھنا۔
(۱۰) مکڑی کے جالے دور نہ کرنا۔ (۱۱) جوں کو زندہ چھوڑنا۔
(۱۲) نماز میں سستی کرنا۔ (۱۳) پھٹے ہوئے کپڑے کو نہ سینا۔
(۱۴) صبح کے وقت سونا۔ (۱۵) اولاد پر باوجود مالداری، تنگی کرنا۔
(۱۶) بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا۔ (۱۷) اہل وعیال سے لڑتے رہنا۔
(۱۸) خلال کرتے وقت جو ریشہ نکلے اسے پھر منہ میں رکھ لینا۔
(۱۹) ہر قسم کی لکڑی سے خلال کرنا۔ (۲۰) منہ کی پھونک سے چراغ بجھانا۔
(۲۱) اوندھے جوتے کو دیکھنا اور اس کو سیدھا نہ کرنا۔
(۲۲) اولاد کو گالی دینا، یا لعنت کرنا۔ (۲۳) فقیر کو جھڑکنا۔

(۲۴) قبرستان میں ہنسنا۔ (۲۵) کوڑا کرکٹ گھر میں جمع رکھنا۔

(۲۶) صبح ہوتے ہی خدا اور رسول ﷺ کا ذکر کیے بغیر دنیا میں مشغول ہو جانا۔

(۲۷) مغرب اور عشاء کے درمیان سونا۔ (۲۸) گانے بجانے میں دل لگانا۔

(۲۹) بلاوجہ شرعی اپنوں سے تعلقات ختم کر لینا۔ (۳۰) صلہ رحمی نہ کرنا۔

(۳۱) زکوٰۃ یا صدقات واجبہ مثلاً قربانی وکفارۂ قسم وغیرہ کے ادا کرنے میں بخل کرنا یا خواہ مخواہ انہیں ٹالتے رہنا۔ (۳۲) بغیر حاجت سوال کرنا۔

(۳۳) امانت میں خیانت کرنا۔ (۳۴) اندھیرے میں کھانا کھانا۔

(۳۵) ماں باپ کو ایذا دینا۔ (۳۶) قرآن پاک کو بے وضو ہاتھ لگانا۔

(۳۷) قحط کی نیت سے غلہ روکنا کہ اور مہنگا ہوگا جب بیچوں گا۔

(۳۸) وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا۔ (۳۹) راستے میں پیشاب کرنا۔

(۴۰) تلاوت قرآن کے دوران آیت سجدہ چھوڑ کر آگے پڑھنا۔

(۴۱) نہانے کی جگہ پیشاب کرنا۔ (۴۲) برہنہ ہو کر سونا۔

(۴۳) سوتے وقت پاجامہ یا تہبند سر کے نیچے رکھ کر سونا۔

(۴۴) نماز قضا کر دینا۔ (۴۵) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔

(۴۶) بلاوجہ شرعی کسی کے تحفہ، ہدیہ یا نذرانہ کو رد کر دینا۔

(۴۷) وضو کی جگہ پر پیشاب یا پیشاب کی جگہ وضو کرنا۔

(۴۸) دروازے پر بیٹھ کر کچھ کھانا پینا۔

(۴۹) استاد کی عظمت وتوقیر میں کمی کرنا نہ کہ معاذ اللہ اس کی توہین۔

(۵۰) شکستہ یا گرہ دار قلم سے لکھنا۔ (۵۱) بغیر بلائے دعوت میں جانا۔

(۵۲) مہمان کو حقارت سے دیکھنا اور اس کے آنے سے ناخوش ہونا۔

(۵۳) بیت الخلاء میں باتیں کرنا یا وہاں کسی دینی بات میں غور وتامل کرنا۔

(۵۴) چارپائی پر خود سرہانے بیٹھنا اور کھانا پائنتی پر رکھنا۔

(۵۵) دانتوں سے روٹی کترنا۔ (۵۶) ظلم کرنا، کسی کو ناحق ایذا دینا۔

(۵۷) دانتوں کو بلا وجہ کپڑے سے ملنا جیسے مسواک کرتے ہیں۔

(۵۸) گناہ کے کاموں میں ضد کرنا اور اپنی بات پر اڑ جانا۔

(۵۹) جس برتن میں کھانا کھایا ہے اسی میں ہاتھ دھونا۔

(۶۰) قرآن شریف گھر میں موجود ہوتے ہوئے نہ پڑھنا۔

(۶۱) ماں باپ، استاد، مرشد کی مرضی کے خلاف کام کرنا۔

(۶۲) صحیح رشتہ ملنے کے باوجود جوان لڑکیوں کو نہ بیاہنا۔

(۶۳) کھانے پینے کے برتن بسم اللہ کہہ کر نہ ڈھانکے کہ بلائیں اترتی اور خراب کردیتی ہیں پھر وہ طعام ومشروب بیماریاں لاتے ہیں۔

(۶۴) کھانے سے فارغ ہو کر بغیر ہاتھ دھوئے سونا۔

(۶۵) غسل خانہ میں پیشاب کرنا کہ اس سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔

(۶۶) تنہا سفر کرنا۔ (۶۷) کھڑے ہو کر پانی پینا۔

(سنی بہشتی زیور، ملخصا، ص:۶۰۰)

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مرتب/مترجم	مطبع
۱	القرآن المجید	المنزل من اللہ	——
۲	تبیان القرآن	علامہ غلام رسول سعیدی	فرید بک سٹال لاہور
۳	شرح صحیح مسلم	〃	〃
۴	شرعی حقوق وفرائض	محمد اسحاق ملتانی	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
۵	المنہاج السوی	ڈاکٹر محمد طاہر القادری	منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور

۶	اقتصادیات اسلام	〃	〃
۷	سدابہار خوشبوئیں	علامہ عبدالحکیم شرف قادری	مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
۸	اسلام میں کمزوروں کے حقوق	صوفی محمد نواز	ادارہ انوار مصطفیٰ لاہور
۹	اہل عقل کے نام پیغام	قاضی ہدایت اللہ	شعیب سنز پبلشرز سوات
۱۰	خدمت خلق	صوفی محمد نواز	رحمانی پبلی کیشنز لاہور
۱۱	خوشبوئے کرم	سید محمد زاہد صدیق	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
۱۲	ریاض الصالحین	یحییٰ بن شرف النووی	مصطفیٰ البابی قاہرہ
۱۳	ماہنامہ چشم بیدار	ملک احمد سرور	رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ لاہور
۱۴	ماہنامہ ضیائے حرم	حافظ احمد بخش	دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف
۱۵	ماہنامہ ضیائے آفاق	سجاد حیدر	رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ لاہور
۱۶	حقوق العباد	محمد اقبال قریشی	ادارہ اسلامیات لاہور
۱۷	سنی بہشتی زیور	مفتی محمد خلیل خاں قادری	فرید بک سٹال لاہور
۱۸	غریبوں کے غمخوار	ڈاکٹر مسعود احمد	ادارہ مسعودیہ کراچی
۱۹	صحیح البخاری	امام بخاری	قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۰	صحیح مسلم	امام مسلم	〃
۲۱	جامع ترمذی	امام ترمذی	مکتبہ رحمانیہ لاہور
۲۲	احیاء العلوم	امام غزالی	پروگریسو بکس لاہور

نکاح کے مقاصد اور اس سے متعلق اہم مسائل

زیر نظر مضمون میں مندرجہ ذیل عنوانات زیر بحث آئیں گے:

﴿1﴾ نکاح کی تعریف
﴿2﴾ نکاح کی شرائط (Ingredients)
﴿3﴾ نکاح کے فوائد / مقاصد
﴿4﴾ نکاح کی شرعی حیثیت
﴿5﴾ نکاح کی اقسام
﴿6﴾ نکاح کے اثرات
﴿7﴾ کن عورتوں سے ہمیشہ ہمیشہ نکاح کرنا حرام ہے؟
﴿8﴾ کن عورتوں سے وقتی طور پر نکاح نہیں کیا جاسکتا؟
﴿9﴾ کن عورتوں سے نکاح حلال ہے؟
﴿10﴾ نکاح کے مستحبات
﴿11﴾ ولایت نکاح
﴿12﴾ نکاح کی عمر
﴿13﴾ نابالغ (Minor) کا نکاح
﴿14﴾ خیار بلوغ
﴿15﴾ نکاح فضولی
﴿16﴾ پسند کے نکاح (Love Marriage) کی شرعی حیثیت
﴿17﴾ جبری نکاح کا شرعی حکم
﴿18﴾ عدالت (Court) میں نکاح کرنا کیسا؟
﴿19﴾ متعہ (نکاح الموقت) کی شرعی حیثیت
﴿20﴾ بغیر گواہوں کے خفیہ نکاح (نکاح السر) کرنا
﴿21﴾ نکاح شغار
﴿22﴾ عقد نکاح کے بعد رخصتی میں تاخیر
﴿23﴾ شادی میں نکاح خواں کی حیثیت
﴿24﴾ تعدد ازدواج (Polygamy)
﴿25﴾ نکاح تحریری یا زبانی؟

نکاح کی تعریف (Meaning of Marriage):

نکاح کا لغوی معنی ہے: "ملانا، اشیاء کو یکجا کرنا اور جذب ہونا"۔ عربی میں کہا جاتا ہے: نکح المطر الارض (بارش مٹی میں جذب ہوگئی)

(المنجد، مادہ: نکح، دار الاشاعت کراچی)

نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے جس کے ذریعہ مرد و عورت کے درمیان جنسی تعلق جائز اور اولاد کا نسب صحیح ہو جاتا ہے اور زوجین کے مابین دیوانی حقوق و فرائض پیدا ہو جاتے ہیں۔

(جسٹس (ر) ڈاکٹر تنزیل الرحمان، مجموعہ قوانین اسلام، ج:1، ص:32 مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد 2004)

نکاح ایک ایسا شرعی معاہدہ ہے جس کے نتیجہ میں زوجین کو ایک دوسرے سے ہر ایسے نفع کا اختیار حاصل ہوتا ہے، جس کی شریعت نے اجازت دی ہو۔

نکاح کے لوازمات /شرائط: (Ingredients of a valid Marriage)

نکاح صحیح کے انعقاد کے لیے درج ذیل چھ شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو نکاح فاسد ہوگا۔

﴿1﴾ نکاح کے فریقین عقل مند ہوں۔

﴿2﴾ مرد و عورت بالغ ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی سمجھدار نابالغ ہو تو پھر نکاح اس فریق کے ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا۔

﴿3﴾ نکاح کے دونوں فریقوں کا راضی ہونا۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں نابالغ ہوں تو پھر اس کے ولی کی رضا لی جائے گی۔

﴿4﴾ متعاقدین نکاح میں سے ایک کی طرف سے ایجاب اور دوسرے کا قبول کرنا۔

﴿5﴾ ایجاب و قبول دونوں ایک مجلس میں ہوں۔

﴿6﴾ نکاح کا مکمل عمل کم از کم دو مرد یا ایک مرد و ایک عورت کی موجودگی میں ہو۔

نکاح کے فوائد/مقاصد: (Objects & Benfits of Marriage)

انسانی زندگی میں نکاح متعارف کرانے کے بہت سارے مقاصد، فوائد اور حکمتیں ہیں۔ جن کے حصول کے لیے اللہ رب العزت نے انسان کو ایک مربوط نظام کے تحت زندگی گزارنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں نکاح کے چند اہم مقاصد و فوائد درج ذیل ہیں:

﴾1﴿ نکاح کے ذریعہ انسانی شہوت کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان شیطان کے شر سے محفوظ، اس کے خیالات پاکیزہ اور وہ بدکرداری سے بچ جاتا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص گھر بسانے کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرلے کیونکہ نکاح نظر کو زیادہ نیچے رکھتا ہے اور شرم گاہ کی زیادہ حفاظت کرتا ہے۔
(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1905، صحیح مسلم، رقم الحدیث: 1400)

﴾2﴿ نکاح کے سبب مسلمان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:
جو شخص نکاح کرتا ہے وہ اپنے نصف دین کو محفوظ کر لیتا ہے سو باقی نصف دین کو محفوظ کرنے کے لیے خدا سے ڈرے۔ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث: 7643)

﴾3﴿ نکاح کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد صحیح النسب (legitimate) ہوتی ہے۔ حدیث مبارک ہے: الولد للفراش ای صحیح الفراش (سنن ابوداؤد، باب الولد للفراش، ص: 317)

﴾4﴿ حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کا ثواب ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے:

النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی

نکاح میری سنت سے ہے۔ جس نے میری سنت پر عمل نہیں کیا وہ میرے طریقہ (کاملہ) پر نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1846)

﴾4﴿ نکاح کی شرعی حیثیت: (Islamic Status of Marriage)

نکاح کے وجوب و عدم وجوب کا دارومدار انسان کی مالی حالت اور شہوت پر ہے۔ لہٰذا اس کی درج ذیل صورتیں بنتی ہیں:

(i) اگر کوئی شخص عورت کو مہر (Dower) اور نان ونفقہ (Maintenance) ادا کر سکتا ہو اور Sex کے اعتبار سے حالت اعتدال میں ہو یعنی شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو اس کے لیے نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ (نہ کرنے کی صورت میں "سنت مؤکدہ" کا تارک ہوگا)

(ii) اگر کوئی شخص عورت کو مہر (Dower) اور نان ونفقہ (Maintenance) ادا کرسکتا ہو اور Sex کا اس پر اس قدر غلبہ ہو کہ اسے زنا کا اندیشہ ہے، تو نکاح کرنا واجب ہے لیکن اگر زنا کا یقین (Confirm) ہو، تو اب نکاح کرنا فرض ہے، اگر نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

(iii) اگر کسی شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ اپنی بیوی کو مہر (Dower) اور نان ونفقہ (Maintenance) ادا نہ کرسکے گا تو اس کے لیے نکاح کرنا مکروہ ہے لیکن اگر اسے یقین ہو کہ وہ حق مہر (Dower) و نان ونفقہ (Maintenance) دینے کے قابل نہ ہوگا تو اس کے لیے نکاح کرنا حرام ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ وہ حقوق زن آشوئی (Conjugal Rights) ادا نہ کرسکے گا تو ایسی صورت میں بھی اس کے لیے نکاح کرنا حرام ہے، اگر کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

﴿5﴾ نکاح کی اقسام: (Kinds of Marriage)

نکاح کی درج ذیل تین قسمیں ہیں:

(i) نکاح صحیح (ii) نکاح فاسد (iii) نکاح باطل

(i) نکاح صحیح: (Valid Marriage)

نکاح صحیح اس نکاح کو کہا جاتا ہے جس میں شریعت کی طرف سے عائد کردہ تمام شرائط (Conditions) پائی جائیں۔

(ii) نکاح فاسد: (Irregular Marriage)

نکاح فاسد سے مراد ایسا نکاح ہے جس میں نکاح صحیح کی کوئی ایک شرط نہ پائی جائے یا وقتی طور پر اس میں کوئی ایسی Irregularity ہو جس کی وجہ سے نکاح میں فساد ہو۔

(iii) نکاح باطل: (Void Marriage)

نکاح باطل اس نکاح کو کہتے ہیں جو فی نفسہ کالعدم (void ab initio) ہو۔

﴿6﴾نکاح کے اثرات (Effects of Marriage):

نکاح صحیح، فاسد اور باطل کے اثرات (Effects) علیحدہ علیحدہ درج ذیل ہیں:

(i)نکاح صحیح کے اثرات:

نکاح صحیح کی وجہ سے زوجین (Spouses) پر مندرجہ ذیل حقوق وفرائض عائد ہوتے ہیں:

(i) شوہر کو بیوی سے ازدواجی تعلقات استوار کرنے کا حق۔

(ii) حرمت مصاہرت پیدا ہو جائے گی۔

(iii) بیوی حق مہر کی حقدار ہو جائے گی۔

(iv) شوہر پر بیوی کا نفقہ، رہائش کے لیے مکان اور دیگر ضروریات زندگی (Necessities of Life) لازم ہو جائیں گی۔

(v) اولاد صحیح النسب (Legitimate) ہوگی۔

(vi) کسی ایک کی وفات کی صورت میں دوسرا اس کے ترکہ (Estate) میں وراثت (Inheritence) کا حقدار ہوگا۔

(ii) نکاح فاسد کے اثرات:

اگر خلوت صحیحہ یا دخول نہ ہوا ہو تو فریقین کو ایک دوسرے پر کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ مگر خلوت صحیحہ یا دخول کے بعد نکاح فاسد کے درج ذیل اثرات ونتائج ہوں گے:

(i) عورت کو مہر مسمی (Specified Dower) یا مہر مثل (Proper Dower) دونوں میں سے جو کم ہو، ملے گا۔

(ii) اولاد صحیح النسب (Legitimate) ہوگی۔

(iii) شوہر پر بیوی کا نفقہ، رہائش کے لیے مکان اور دیگر ضروریات زندگی (Necessities of Life) لازم ہو جائیں گی، تاوقتیکہ فساد نکاح کا علم نہ ہو۔

(iv) حرمت مصاہرت پیدا ہو جائے گی۔

(v) عدت بصورت تفریق (Separation) یا وفات شوہر۔

(vi) وفات کی صورت میں دونوں ایک دوسرے کے وارث (Legal heir) نہ ہوں گے۔

(iii) نکاح باطل کے اثرات:

نکاح باطل چونکہ نکاح نہیں ہوتا لہذا اس کی وجہ سے فریقین کے مابین کسی قسم کی کوئی ذمہ داری یا حق پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد "ولد الحرام" (Illegitimate) ہوتی ہے۔

(7) کن عورتوں سے ہمیشہ نکاح کرنا حرام ہے؟

تقدس کے کچھ رشتے ایسے ہیں، جن کی بناء پر مرد و عورت کا باہم نکاح نہیں ہوسکتا۔ کچھ خواتین ایسی ہیں جن سے ایک مرد کا ہمیشہ ہمیشہ (Forever) نکاح نہیں ہوسکتا، اگر وہ ان میں سے کسی سے نکاح کر لے تو اس کا یہ نکاح **باطل** (Void) ہوگا۔

درج ذیل اسباب میں سے کسی ایک سبب (Reason) کی بناء پر کسی عورت سے کبھی بھی نکاح نہیں ہوسکتا:

(a) نسب یا قرابت

(b) مصاہرت یا صہریت

(c) رضاعت

ان کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

(a) نسب یا قرابت:

نسب (Consanguinity) کی بناء پر درج ذیل پانچ رشتے والی عورتوں سے نکاح کرنا ہمیشہ ہمیشہ حرام ہے:

(i) ماں (Mother):

اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کی پشت سے وہ فرد پیدا ہوا ہو۔ لہٰذا ماں.. دادی/ نانی.. پڑدادی/پڑنانی (اوپر تک) سب حرام ہیں اور یہ سب ماں کے حکم میں داخل ہیں۔

(ii) بیٹی(Daughter):

اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو انسان کی اولاد سے ہوں۔ لہٰذا بیٹی.. پوتی.. پڑپوتی.. نواسی.. پڑنواسی اگرچہ درمیان میں کتنی ہی پشتوں کا فاصلہ (Distanse) ہو، سب حرام ہیں۔

(iii) بہن(Sister):

بہن خواہ حقیقی ہو(Full)،اخیافی(Uterine)یا علاتی (Consanguinity)، سب سے نکاح کرنا حرام ہے۔

(iv) پھوپھی/ خالہ(Paternal/ Maternal Aunt):

باپ..ماں..دادا..دادی..نانا..نانی وغیرہم اصول کی پھوپھیاں یا خالائیں اپنی پھوپھی اور خالہ کے حکم میں ہیں۔خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی۔یوں ہی حقیقی یا اخیافی خالہ کی خالہ،ان سب سے بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔

(v) بھتیجی/بھانجی(Niece) بھتیجی، بھانجی سے بھائی، بہن کی اولادیں مراد ہیں۔ان کی پوتیاں،نواسیاں بھی اسی میں شمار ہیں۔ان سے بھی شرعاً نکاح نہیں ہوسکتا۔

(ii) **مصاہرت یا صہریت:**

کسی عورت سے شادی کرلینے کے بعد مرد کے لیے مندرجہ ذیل عورتوں سے نکاح حرام ہوجائے گا:

(i) زوجۂ موطوءہ کی بیٹیاں (نیچے تک)

(ii) زوجہ کی ماں،دادی یا نانی (اوپر تک)

(iii) باپ،دادا وغیرہما (اوپر تک) اصول کی بیویاں۔

(iv) بیٹے.. پوتے یا پڑپوتے (نیچے تک) کی بیوی۔

نوٹ: اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور مقاربت (Sex) سے پہلے ہی ان کے مابین تفریق (Separation) ہوگئی تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی، نیز میاں بیوی (Spouses) کے مابین خلوت صحیحہ بھی وطی ہی کے حکم میں ہوتی ہے، لہٰذا اس کے اثرات بھی مقاربت والے ہی ہوں گے۔

اہم بات! اگر کسی نے جان بوجھ کر مندرجہ بالا حرمت والی عورتوں میں سے کسی سے نکاح کیا تو ایک تو سرے سے یہ نکاح ہی نہیں ہوگا دوسرا عدالت (Court) کی یہ ذمہ داری ہے کہ ایسے شخص کو سخت تعزیری سزا (Strict Penal Punishment) دے، تاکہ دیگر افراد اس قسم کی جرأت نہ کریں۔

﴿8﴾ کن عورتوں سے وقتی طور پر نکاح نہیں کیا جاسکتا؟

درج ذیل عورتوں سے نکاح کرنا وقتی طور پر منع ہے، اگر کسی نے کیا تو وہ فاسد ہوگا:

(i) جمع بین المحارم:

ایسی دو عورتیں، کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو مرد فرض کریں، تو دوسری اس کے لیے حرام ہو۔ مثلاً: دو بہنیں --- ایک کو مرد فرض کرنے سے بھائی، بہن کا رشتہ بنتا ہے یا پھوپھی، بھتیجی -- پھوپھی کو مرد فرض کرنے سے چچا، بھتیجی کا رشتہ بنتا ہے۔۔ ایسی دو عورتوں کو ایک مرد اپنے نکاح میں جمع نہیں کیا جاسکتا، ہاں! اگر ان میں سے کسی ایک کو طلاق دے دے تو اس کی عدت گزرنے کے بعد دوسری سے نکاح کرسکتا ہے۔

(ii) غیر اہل کتاب:

مسلمان کا نکاح کتابیہ کے سوا کسی کافرہ عورت سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ نیز کتابیہ سے نکاح میں یہ شرط ہے کہ

(iii) منکوحۂ غیر:

دوسرے شخص کی بیوی سے نکاح نہیں ہوسکتا، جب تک کہ دوسرا شخص اپنی بیوی کو طلاق اور وہ خاتون اپنی مکمل عدت(Period of Waiting) نہ گزار لے۔

(iv) ایک وقت میں چار سے زیادہ نکاح:

ہر شخص کو ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت ہے، نیز اس کے لیے بھی اسلام بھی چند شرائط ہیں۔ چار کی موجودگی میں پانچویں سے نکاح ''نکاح فاسد''(Irregular Marriage) ہوگی۔

(v) معتدہ:

اسی طرح عدت والی سے نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ عدت طلاق کی ہو یا موت کی، اسی طرح شبہ نکاح یا نکاح فاسد میں دخول کی وجہ سے ہوا، اس کی وجہ سے بھی وقتی طور پر نکاح نہیں ہوسکتا۔

﴿9﴾ کن عورتوں سے نکاح حلال ہے؟

مذکورہ بالا ''جن عورتوں سے ہمیشہ ہمیشہ یا وقتی طور پر نکاح نہیں کیا جاسکتا'' ان کے علاوہ باقی تمام رشتہ دار وغیر رشتہ دار عورتوں سے نکاح کرنا عندالشرع صحیح ہے۔

﴿10﴾ نکاح کے مستحبات:

نکاح میں درج ذیل امور کو بجالانا مستحسن ہے:

(i) نکاح اعلانیہ ہو۔ (ii) عقد نکاح کے بعد خطبہ پڑھنا۔

(iii) نکاح کا مسجد میں اور جمعہ کے روز ہونا۔

(iv) عورت کا عمر، خاندانی شرف اور مال میں مرد سے کم ہو جبکہ چال چلن، اخلاق اور خوبصورتی میں زیادہ ہو۔ یاد رکھیے! نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: جو شخص کسی عورت سے اس کے مال کے سبب نکاح کرے گا، اللہ تعالی اس کی محتاجی میں اضافہ کرے گا۔

(المعجم الاوسط، ج:2 ص:18 رقم الحدیث:2342)

﴿11﴾ولایتِ نکاح:(Guardianship for MArriage)

نابالغ لڑکے ولڑکی کا نکاح کرنے کا حق، درج ذیل رشتہ داروں کو(بالترتیب) حاصل ہے:

(۱)باپ (۲)دادا خواہ کتنے اوپر کے طبقہ کا ہو

(۳) بھائی اور دوسرے پدری رشتہ داروں(paternal relatives) کوعصبہ بنفسہ کی ترتیب کے مطابق یہ حق حاصل ہوگا۔

﴿12﴾نکاح کی عمر:(Age of Marriage)

شریعت مطہرہ نے اگرچہ شادی کے لیے کسی مخصوص عمر کا تعین نہیں کیا، البتہ احادیث سے اس کے اشارات ملتے ہیں۔جیسا کہ لڑکے کے نکاح کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

جس کسی کا بیٹا نکاح کی عمر(بلوغ) کو پہنچ گیا اور اس کے پاس نکاح کرنے کے لوازمات(مہرونفقہ وغیرہ) بھی ہوں پھر بھی وہ اس کا نکاح نہ کرے اور وہ بچہ کوئی فعل حرام کر بیٹھا تو اس کا گناہ اس کے والد پر ہوگا۔(مشکوۃ المصابیح)

مذکورہ بالا حدیث کے مطابق جب لڑکا مالی(financially) لحاظ سے اتنا مضبوط (Strong) ہوجائے کہ وہ اپنی بیوی کے تمام اخراجات پورے کرسکے تو اس وقت فوراً اس کا نکاح کردینا چاہیے۔

جبکہ اسلام نے بچیوں کی شادی ان کے بالغ ہونے پر کردینے کی تعلیم دی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

تین کاموں میں تاخیر مت کرو، نماز ادائیگی میں جب اس کا وقت ہوجائے، جنازہ میں جب میت لائی جاچکے اور لڑکی کے نکاح میں جب ہم پلا رشتہ مل جائے۔(کنزالعمال ج:3 رقم الحدیث:7668) گویا کہ لڑکی کا نکاح مناسب رشتہ ملتے ہی کردینا چاہیے، ورنہ بعد میں کئی

قسم کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے، یہ بھی یاد رکھیے کہ لڑکی کے زیادہ تر رشتے اس کے اوائل شباب میں ہی آتے ہیں، انہیں یہ کہہ کر ٹھکرا دینا کہ لڑکی ابھی پڑھ رہی ہے یا نا سمجھ ہے، بہتر نہیں ہے۔ شادی میں تاخیر کے سبب ہی آج زیادہ تر جوڑے عدالت میں جا کر نکاح کرتے ہیں یا بچیاں گھر سے اپنے آشنا کے ہمراہ چلی جاتی ہیں۔

بعض ماں باپ پیسوں کے لالچ میں آ کر اپنی 16 سالہ بچی کا نکاح 75 سالہ بوڑھے سے کر دیتے ہیں، میاں بیوی کی عمر میں اتنا زیادہ تفاوت ہونا بھی مناسب نہیں ہے، اس کے سبب کئی غلط کاموں کے دروازے کھل تے ہیں، لہٰذا اس سے اجتناب (Avoid) کرنا چاہیے۔ اسلام میں اسے ناپسند کیا گیا ہے۔ تفصیل کی لیے ملاحظہ ہو: رد المحتار، کتاب النکاح

﴿13﴾ **نابالغ کا نکاح** :(Marriage of Minor)

کوئی نابالغ لڑکا یا لڑکی جو سن بلوغت کو نہ پہنچا ہو، وہ اپنا نکاح خود نہیں کرسکتا۔ اگر ان میں سے کسی نے اپنا نکاح کیا تو وہ فاسد ہوگا اور اس کا ولی اسے عدالت کے ذریعہ مناسب grounds کی بنیاد پر فسخ بھی کرا سکتا ہے۔ البتہ نابالغ کا ولی اپنی مرضی سے ان کا نکاح کرسکتا ہے۔ جسے بعد میں فسخ بھی کیا جاسکتا ہے۔ (ولی کے متعلق تفصیل ''ولایت نکاح'' میں گزر چکی ہے)

﴿14﴾ **خیار بلوغ** :(Option of Puberty)

جب نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح اس کے ولی نے کیا ہو، اور فریقین (Spouses) میں سے کسی ایک کو بھی یہ نکاح ناپسند ہو تو وہ اسے، بالغ ہونے کے فوراً بعد یا (بلوغ کے بعد) جب اسے نکاح کا علم ہو تو وہ ''خیار بلوغ'' کا حق استعمال کر کے اپنے نکاح کو فسخ کرا سکتا/ کرا سکتی ہے۔ (قانون انفساخ ازدواج کی دفعہ (7)2 کے تحت لڑکا یا لڑکی 18 سال کی عمر کو پہنچنے سے قبل ''خیار بلوغ'' استعمال کر سکتے ہیں)۔

آج ازدواجی مسائل کی بہتات اور قانون انفساخ ازدواج کی مذکورہ بالا دفعہ کو اسلامی بنانے کے لیے مجتہد علماء کو ڈاکٹرز سے مشاورت کرکے پاکستان کے موسم کے لحاظ سے بلوغ کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ عمر کا تعین کرنا چاہیے۔

نوٹ: بلوغ کے بعد نکاح کا علم ہو جانے کے باوجود، خاموشی اختیار کرنے کی صورت میں یا عورت کے مرد کو قربت (Sexual intercourse) کی اجازت دے دینے سے یہ حق ساقط ہو جاتا ہے۔

﴿15﴾ نکاح فضولی:

اگر کوئی شخص (ولی کے علاوہ) کسی مرد یا عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسری عورت یا مرد سے کر دے، تو یہ نکاح فضولی ہے۔ (ردالمحتار، ج:4 ص:214 مطبوعہ: دارالمعرفہ بیروت) ایسا نکاح فریقین میں سے جس کی رضامندی کے بغیر ہوا، اس پر منحصر ہے چاہے تو اس کی توثیق کرکے اسے جائز (valid) کر دے یا اسے ختم (void) کر دے۔

﴿16﴾ پسند کے نکاح کی شرعی حیثیت (Legal Status of Love Marriage):

نکاح ہمیشہ ہوتا بھی پسند کا ہے، اسلام اسی کا درس دیتا ہے اور اس کے لیے کسی کے ذریعہ یا خود لڑکی کو ایک نظر دیکھنے کی اجازت بھی دی ہے، لہٰذا بیٹے یا بیٹی کی پسند کے برعکس ماں باپ کا صرف اپنی پسند کو ٹھونسنے کی کوشش ہرگز صحیح نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے روز بروز Family System کمزور، خودکشیوں میں اضافہ اور طرح طرح کی پریشانیاں جنم لے رہی ہیں۔ البتہ پسند کا ایسا نکاح جس میں والدین کی رضامندی اور خود والدین کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے، اسلام اور فطرت کے اصولوں (Principles of Nature) کے سراسر خلاف اور غیر اخلاقی حرکت ہے، اس میں جہاں اولاد کا قصور ہے وہاں والدین بھی اس میں برابر کے شریک ہیں۔ نکاح کے سلسلے میں بھی دیگر کاموں کی طرح فریقین (والدین و اولاد) کو باہم مل کر فیصلہ کرنا چاہیے، اسی میں بھلا ہے۔

﴿17﴾ جبری نکاح کا شرعی حکم: (Islamic Status of Marriage with Coercion)

آج کل ہمارے معاشرے میں بہت سارے والدین اپنے بچوں کی پسند و ناپسند کو پس پشت ڈال کر اپنا فیصلہ زبردستی ٹھونستے ہوئے ان کی شادی (marriage) کر دیتے ہیں، اگرچہ اس صورت میں بھی نکاح تو ہو جائے گا لیکن شادی کے معاملے میں بچوں کا جائز مطالبہ (valid requirement) یکسر مسترد کر دینا مناسب نہیں ہے کیونکہ اکثر ایسی شادیوں کا اختتام طلاق، تنسیخ نکاح یا خلع پر ہوتا ہے۔

ہاں! اگر لڑکا یا لڑکی کی منشاء کے مطابق شادی کرنے میں کوئی شرعی امر مانع ہو، تب اس طرح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

نکاح کے لیے ایجاب و قبول (proposal and Acceptance) خواہ اپنی مرضی سے کیا جائے یا دوسرے کی مرضی کے مطابق، نکاح بہر حال ہو جائے گا۔

﴿18﴾ عدالت میں نکاح کرنا کیسا (What is about Court Marriage?)

اگر عقدِ نکاح میں اسلامی قانون کی طرف سے عائد کردہ تمام شرائط موجود ہوں تو وہ منعقد ہو جاتا ہے، خواہ جس جگہ بھی کیا جائے، لہٰذا عدالت میں بھی قاضی (Judge) کے سامنے نکاح ہو جائے گا جبکہ نکاح کے تمام تر لوازمات موجود ہوں۔ مگر گھر سے بھاگ کر یا والدین و دیگر گھر والوں سے خفیہ طور پر نکاح کرنا مناسب نہیں ہے۔

﴿19﴾ متعہ (نکاح الموقت) کی شرعی حیثیت: (Islamic Status of Muta')

فقہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی سب کے نزدیک خاص مدت کے لیے نکاح نہیں کیا جا سکتا۔ اوائل اسلام میں اس کی اجازت تھی مگر بعد میں ختم کر دی گئی۔ اہل تشیع میں سے بھی صرف چند لوگ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: شرح صحیح مسلم، جلد نمبر: 3 صفحہ نمبر: 785 تا 805)

﴿20﴾ بغیر گواہوں کے خفیہ نکاح (نکاح السر) کرنا

(Marriage Without Witnesses)

جو عقدِ نکاح گواہوں کی عدم موجودگی یا ایسے لوگوں کے سامنے کیا جائے، جو گواہ بننے کے اہل نہ ہوں تو ایسا نکاح فاسد ہے، اور نکاح فاسد کے اثرات وغیرہ کا ذکر دسمبر کے شمارہ میں گزر چکا ہے۔

﴿21﴾ نکاح شغار:

نکاح شغار سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے شخص سے کردے اور دوسرا شخص اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح پہلے شخص سے کردے، اور اس میں ہر لڑکی کا حق مہر دوسرے شخص کے نکاح میں جانے والی لڑکی ہو، تو ایسا کرنا گناہ ہے البتہ نکاح ہو جائے گا اور مہر مثل دینا لازم ہوگا۔ (الدر المختار، ج:4 ص:228 مطبوعہ: دار المعرفہ بیروت)

آج کل ہمارے معاشرہ میں رائج ''وٹہ سٹہ کے نکاح'' نکاح شغار میں نہیں آتے کیونکہ ان میں ہر طرف سے معقول مہر مقرر کیا جاتا ہے، البتہ اس طرح کے نکاح (وٹہ سٹہ) کے کبھی کبھار تلخ نقصانات ہوتے ہیں، لہٰذا پہلے اچھی طرح سوچ و بچار کر لینا ضروری ہے۔

﴿22﴾ عقد نکاح کے بعد رخصتی میں تاخیر:

(Delay in Departure of Bride from Her Parent's Home after Marriage)

نکاح کے بعد لڑکی کے والدین کا اسکی رخصتی میں بلاوجہ تاخیر کرنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ جب لڑکا مالی طور پر اتنا مضبوط ہو جائے کہ اپنی بیوی کو نفقہ دے سکے تو لڑکی کی رخصتی کر دی جائے۔

﴿23﴾ شادی میں نکاح خواں کی حیثیت:

(Status of Nikah Khaan In Marriage)

عقدِ نکاح بغیر نکاح خواں کے بھی منعقد ہو جاتا ہے۔ البتہ نکاح رجسٹرڈ کرانا اسلامی

تعلیمات کے مطابق مستحسن اور پاکستانی قانون کے مطابق ضروری ہے۔

﴿24﴾ تعدد ازدواج (Polygamy)

ایک مسلمان بیک وقت چار بیویاں رکھ سکتا ہے جبکہ سب کا خرچہ برداشت کرنے کے علاوہ ان میں ہر لحاظ سے انصاف بھی کر سکتا ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں سے نکاح کرتا ہے تو یہ نکاح ''نکاحِ فاسد'' ہوگا۔

﴿25﴾ نکاح تحریری یا زبانی؟ (Marriage, Oral Or Written?)

نکاح خواہ تحریری ہو یا زبانی دونوں طرح شرعی اور اسلامی ہے۔ البتہ تحریری ہونا بہت بہتر اور قانونی تقاضا ہے، اور یہ بعد میں کسی بھی قسم کے رونما ہونے والے اختلاف کی صورت میں بہت مفید (Benefitial) ہوتا ہے۔

مہر کے شرعی احکام

مہر کا مفہوم: مہر (Dower) سے مراد، وہ نقد رقم یا دیگر جائیداد (منقولہ و غیر منقولہ) ہے، جو بیوی شوہر سے بعوض نکاح (Marriage) پانے کی مستحق ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالٰی ہے: وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم {اور ان (حرام کردہ عورتوں) کے علاوہ سب عورتیں تم پر حلال کی گئی ہیں، کہ تم اپنے مال (مہر) کے عوض ان کو طلب کرو}[۱]

مہر میں ہر ایسی چیز دی جا سکتی ہے جو مال ہو، اور اس پر قبضہ و تصرف ممکن ہو۔ مال سے مراد انسان کے علاوہ ایسی اشیاء ہیں، جو انسانی منفعت (Benifit) کے لیے پیدا کی گئی ہیں، انہیں انسان اپنی مرضی سے ذخیرہ کر سکے، استعمال کر سکے اور شرعاً جن کی خرید و فروخت حلال (Legal) ہو۔

مہر کی شرعی حیثیت: مہر ادا کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

❶ وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً {اور تم عورتوں کو ان کا حق مہر خوشی سے ادا کرو}[۲]

❷ فانکحوا ھن باذن اھلھن و آتوھن اجورھن {پس تم عورتوں سے ان کے گھر والوں کی اجازت سے نکاح کرو اور انہیں ان کا حق مہر ادا کرو}[۳]

مہر ادا نہ کرنے پر وعید: مہر ادا نہ کرنے والوں کے لیے بہت سخت وعید ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''جو شخص نکاح کرے اور نیت یہ ہو کہ عورت کو مہر میں سے کچھ نہ دے گا تو جس روز مرے گا زانی مرے گا۔''[۴]

مہر کی مقدار: مہر کی کم از کم مقدار دس درہم چاندی ہے، جیسا کہ حدیث مبارک ہے:

لَا صُدَاقَ دُوْنَ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ {مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے}[۵]

دس درہم چاندی کا وزن: دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے۔ جس کی پاکستانی کرنسی میں قیمت ۳۰۰۰ روپے بنتی ہے۔ جبکہ مہر کی زیادہ سے زیادہ کوئی حد نہیں، فریقین اپنی مرضی جتنا چاہیں مقرر کرلیں۔ البتہ اس کے تعین (Determination) کے وقت درج ذیل اشیاء کو

مدنظر رکھنا انتہائی ضروری ہے:

❶ شوہر کی مالی حالت (Financial Position)

❷ بیوی کا حسب ونسب

❸ بیوی کی ذاتی خصوصیات (PersonalQualities)۔ مثلاً: تعلیم و ہنر وغیرہ

یاد رہے! مہر بالکل ہی کم یا اتنا زیادہ نہ ہو کہ جسے عام سوج بوجھ رکھنے والا انسان (man of ordinary prudence) بھی نامناسب خیال کرے۔

مہر کی اقسام: مہر کی دو قسمیں ہیں: ﴿1﴾ مہر مسمّیٰ ﴿2﴾ مہر مثل (غیر مسمّی)

﴿1﴾ **مہر مسمّیٰ:** اس مہر کو کہتے ہیں جو بوقت نکاح یا بعد میں زوجین کے مابین مقرر ہو جائے۔

﴿2﴾ **مہر مثل (غیر مسمّی):** اگر عورت کا حق مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو پھر اس کے باپ کی رشتہ دار عورتوں (عورت کی سگی پھوپھیاں، سگی بہنیں، چچازاد بہنیں وغیرہ) کے مہروں کے برابر مہر دیا جائے گا۔

آج ہمارے بہت سارے احباب خواتین کو بالکل مہر نہیں دیتے یا دیتے بھی ہیں تو نہ دینے کے برابر، مثلاً 32 روپے، 320 روپے، 500 روپے، 1000 روپے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سراسر ظلم و ناانصافی اور شریعت کا کھلم کھلا مذاق ہے۔

مہر کی ادائیگی: مہر کی ادائیگی کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

(الف) **مہر معجل** (Prompt Dower): اس مہر کو کہتے ہیں جو بوقت نکاح فوری ادا کر دیا جائے یا عندالطلب قابل ادا ہو۔

(ب) **مہر موجل** (Deferred Dower): اس مہر کو کہتے ہیں جو طلاق یا زوجین میں سے ایک کی وفات پر قابل ادا ہو۔

نوٹ: اگر بوقت نکاح فریقین میں یہ طے نہ پایا ہو کہ کتنا حق مہر معجّل اور کتنا مؤجل ہوگا تو پھر بہتر یہی ہے کہ آدھا حق مہر معجّل اور آدھا مؤجل ہو۔

مہر سے متعلقہ ضروری مسائل: اب ہم ذیل میں چند ایسے شرعی مسائل درج کرتے ہیں، جن کا جاننا اور سمجھنا ہر ایک کے لیے نہایت ضروری اور بے حد مفید ہے:

❶ خلوت صحیحہ جماع کے حکم میں ہے، لہٰذا اس سے حق مہر لازم ہو جاتا ہے، طلاق کی صورت

میں عورت پر عدت اور موت کی صورت میں وراثت کی حقدار ہوگی۔

خلوت صحیحہ: سے مراد یہ ہے کہ خاوند اور بیوی ایک مکان میں اس طرح اکٹھے ہوں کہ درمیان میں کو مانع حسی (زوجین میں سے کوئی ایسی بیماری میں ہو کہ صحبت نہ کرسکتا ہو) یا شرعی (عورت کا حیض یا نفاس کی حالت میں ہونا یا فرض نماز میں ہونا وغیرہ) یا طبعی (شوہر اور عورت کے درمیان کسی تیسرے کا ہونا) نہ ہو

❷ اگر بوقتِ نکاح دس درہم کی قیمت سے کم (جیسا کہ کچھ لوگ ۳۲ روپے) حق مہر مقرر کیا تو پھر دس درہم کی مقدار ہی مہر واجب ہوگا، ورنہ جو بھی مقرر کیا جائے گا وہی ادا کرنا شوہر پر لازم ہوگا۔[۶]

❸ اگر نکاح نامہ میں حق مہر کا بالکل ہی ذکر نہ کیا ہوتو مہر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ عقد (Contract) کے بعد آپس میں کوئی مہر طے نہ کیا گیا ہو اور اگر طے کرلیا تو وہی مقرر کردہ لازم ہوگا۔[۷]

❹ اگر کسی شخص نے حق مہر نہ دینے کی شرط پر نکاح کیا تو نکاح صحیح ہوگا جبکہ یہ شرط باطل ہوگی ،لہٰذا خاوند کو مہر مثل دینا ہوگا۔

❺ مہر مقرر ہو جانے کے بعد شوہر یا اس کے ولی نے اس کی مقدار میں اضافہ کردیا تو یہ مقدار بھی شوہر پر واجب ہوگی۔ بشرطیکہ اسی مجلس میں عورت یا اس کے ولی نے قبول کرلیا ہو۔[۸]

❻ اگر عورت عاقل و بالغ ہو وہ اپنا حق مہر اپنی آزادانہ مرضی سے شوہر کو معاف بھی کرسکتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فان طبن لکم عن شیء منه نفسا فکلوه هنیئا مریئا {پس اگر عورتیں اپنی خوشی سے تمہیں اس میں سے کچھ ہبہ (Gift) کردیں تو تم اسے کھاؤ اور اس میں کوئی گناہ اور خرابی نہیں }[۹]

اهم بات: مہر خالصتاً عورت کا حق ہے۔ کچھ دوست اپنی بیٹیوں یا بہنوں کا حق مہر لیکر ان کی رضا کے بغیر اپنے ذاتی استعمال میں لے آتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ اسے طرح اسے ان کی شادی پر ان کی مرضی کے بغیر استعمال کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

حوالہ جات

[۱] النساء۴:۲۴ [۲] النساء۴:۴ [۳] النساء۴:۲۴ [۴] المعجم الکبیر، ج:۸،ص:۳۵
[۵] دار قطنی ج:۳،ص:۱۳ [۶] الدر المختار، کتاب النکاح، باب مہر، ج:۴،ص:۲۲۲
[۷] الجوہرۃ النیرۃ، کتاب النکاح،ص ۱۷ [۸] الدر المختار ورد المحتار، ج ۴،ص ۲۳۶ [۹] النساء۴:۴

اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے

زیر نظر فقہی مسئلہ، جناب عبدالعزیز قریشی صاحب مدظلہ، سابق نائب صدر: جمعیت علمائے پاکستان ضلع بہاول پور کی بھرپور کاوش سے ایک پمفلٹ کی صورت میں چھپوا کر بہاولپور کی تقریباً تمام مساجد میں آویزاں کیا گیا۔

حدیث شریف:

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِیْ۔

جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہو، جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔ (صحیح البخاری، ج:۱،ص:۸۸،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ:

وَکَانَ اَنَسٌ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْمُ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَبِهٖ قَالَ اَحْمَدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" کہتا۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

(شرح مسلم نووی، ج:۱،ص:۲۲۱،مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک:

وَعَنْ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْمُوْنَ اِذَا قَالَ حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ لوگ اس وقت کھڑے ہوں، جب مکبر "حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہے۔ (شرح مسلم نووی، ج:۱،ص:۲۲۱)

شروع اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے:

وَاِذَا اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِی الْاِقَامَةِ وَدَخَلَ رَجُلٌ نِ الْمَسْجِدَ فَاِنَّهٗ يَقْعُدُ وَلَا يَنْتَظِرُ قَائِمًا فَاِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ كَمَا فِی الْمُضْمَرَاتِ قُهُسْتَانِیْ وَيُفْهَمُ مِنْهُ كَرَاهَةُ الْقِيَامِ اِبْتِدَاءَ الْاِقَامَةِ وَالنَّاسُ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ

جب اقامت کہنے والا اقامت شروع کرے اور کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیشک وہ بیٹھ جائے اور کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے، کیونکہ یقیناً یہ مکروہ ہے۔ جیسے مضمرات میں ہے، قہستانی نے اسے ذکر کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اقامت کے شروع میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ (طحطاوی، ص:۱۵۱)

دیوبندی مکتبہ فکر کے مفتی مولانا عبدالحنان صاحب کا فتویٰ:

مدرسہ جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر کے مفتی عبدالحنان صاحب نے ایک سائل کے سوال پر فتویٰ جاری کیا، اسے ملاحظہ فرمائیے:

سوال: آیا امام اور مقتدی مکبر کے آغاز اقامت میں ہی کھڑے ہو جائیں یا بیٹھے رہیں اور کھڑے ہوں تو کب کھڑے ہوں؟ کیا ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ'' کے وقت کھڑے ہوں؟

جواب: امام اور مقتدی اگر پہلے سے نماز کی جگہ میں موجود ہوں تو ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاح'' کے وقت ان کا کھڑا ہونا مستحب ہے۔ (فتویٰ جناب عبدالعزیز قریشی صاحب کے پاس موجود ہے)

مولانا حسین احمد مدنی صاحب کے شاگرد مولانا حکیم نور احمد قاسمی صاحب فرماتے ہیں:

کہ صحیح طریقہ تو یہی ہے (یعنی اقامت بیٹھ کر سننی چاہیے)۔

تفصیل کچھ یوں ہے کہ ظہیر احمد قریشی ولد محمد یاسین قریشی جو کہ مولانا حکیم نور احمد قاسمی صاحب کے رشتہ میں بھتیجے لگتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ، میں شجاع آباد گیا، وہاں محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ جب مکبر تکبیر پڑھنے لگا، تو تمام مقتدی اور امام بیٹھے رہے، میں کھڑا ہو گیا۔ مگر باقی مقتدیوں کو دیکھ کر میں بھی بیٹھ گیا۔ جب مکبر نے ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ'' پڑھا تو امام اور تمام مقتدی کھڑے ہو گئے۔ میں نے نماز پڑھی مگر دل مطمئن نہیں تھا۔ بہاول پور آ کر مولانا حکیم نور احمد قاسمی صاحب سے مسئلہ دریافت کیا کہ میری نماز ہو گئی یا دوبارہ لوٹاؤں؟ تو مولانا نور احمد قاسمی صاحب نے فرمایا کہ صحیح طریقہ تو یہی ہے کہ اقامت بیٹھ کر سننی چاہیے .... (آف دی ریکارڈ)

❁❁❁



ایک حدیث ایک سبق
تعبیر نامہ فال نامہ
سچا خواب نامہ
حضرت یوسف
علم اور علماء
فقہی معلومات
تحفہ آخرت
پیارے رسول کریم ﷺ کی پیاری دعائیں
تعلیم اسلام
دعاؤں کا گلدستہ
آسان نماز
مع
ضروری مسائل و پیارے مسنون دعائیں